نوٹ: یہ دیوان مطبع ہٰذا سے اور جناب مصنف سے بارہ سال قیمت مل سکتا ہے۔۔۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۸	اوسکی	اوسکے
۳۳	۱۸	سے	ہی
۳۴	۷	کے	سے
//	۱۷	دلدا	دلدار
۳۶	۱۳	کے	کی
۳۷	۱	ترے	تری
۴۰	۱۲	ساری	سارے
//	//	ہوگئی	ہوگئے
//	۱۷	ہین	ہی
۴۲	۱۴	اوسکے	اوسکی
//	۱۹	دیکھا	دکھا
۴۳	۱۷	کی	کے
۴۷	۳	کئے	کی
۴۸	۲	اوسکے	اوسکی
//	۱۸	بہار عشق ہین	بہار عشق مین
۴۹	۱۱	کے	کی
۵۱	۱۲	برآئے	برآتی
۵۳	۱۸	کے	کی
۵۴	۴	اوسکی	اوسکے
۵۵	۱۲	اعیار	اغیار
۵۶	۱۳	نہون	نہو
۵۸	۳	پالی	پالے
//	۷	اوسکی	اوسکے
//	۱۵	خوشآب	خوشاب
۶۱	۳	رنگ	برنگ
۶۴	۷	کی	کے
۶۶	۱۱	کے	کی
۶۷	۴	ہی	ہو
۷۱	۳	کھنکے	کھٹکے
//	۱۰	شاسار	شرمسار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۸	کے	کی
//	۱۰	ہی	ہو
۷۸	۳	کیسکے	کیسکی
۸۰	۱۵	مرے	مری
۸۲	۵	آتی ہو	آتے ہی
//	۱۲	پھرے	پھری
۸۹	۸	قصر	صبر
۹۰	۸	بھرنا	بھرتا
۹۱	۶	نکی	نکلے
۹۳	۳	مرد آہین	سرد آہین
۹۴	۶	ہی	ہو
//	۱۱	دیتے	دیتی
۹۶	۱۸	پھولون	زخمون
۹۸	۱۹	رہی	رہے
۱۰۰	۳	حب	جب
//	۱۴	مرے	مری
۱۰۱	۴	آئی	آئے
//	۱۱	بھڑکے	بھڑکی
//	۱۳	خار	یار
۱۰۴	۴	تری	ترے
۱۰۷	۹	اپنے	اپنی
۱۰۸	۱۴	توہو	توہی
۱۰۹	۱۳	دیدۂ ترگس	دیدۂ نرگس
//	۱۷	بکتی	بکتے
۱۱۱	۱	اب	کب
۱۱۲	۵	کے	کی
//	۱۹	کے	کی
۱۱۴	۱۹	کی	کے
۱۱۵	۱۳	تری	ترے
//	۱۸	کی مری	کے مرے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۶	۴	کے	کی
//	۶	کا	پھر
۱۱۷	۲	کے	کی
//	۴	سے	کے
//	۱۳	تری	ترے
۱۱۹	۹	ہو	ہین
۱۲۲	۵	مرے	مری
۱۲۳	۱۱	اپنی	اپنے
۱۲۴	۲	ری	سے
۱۲۸	۲	کے	کی
۱۳۲	۳	اوسکا	جسکا
۱۳۶	۳	نہین	نہ ہو
۱۴۰	۷	اولاد آہو	رولاتی آہ
//	۸	تمھاسے	تمھاری
۱۴۲	۸	کی	کے
۱۴۳	۲	مرے	مری
//	۹	ایسے	ایسی
۱۴۶	۱	کہین	کہن
//	۶	تیغ دم	تیغ غم
//	۱۳	کی	کے
۱۴۷	۳	ری	رہے
۱۴۸	۱۲	کے	کی
۱۵۲	۱۸	ترے	تری
۱۵۳	۱۹	دیکھا	کا
۱۶۳	۶	آگے	آکے
۱۶۴	۱۶	کرکے	کرنے
//	۱۷	مری	مرے
۱۶۶	۱۵	کے	کی
۱۶۹	۸	چھپکر	جھکر
//	۱۵	ہی	ہو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۰	۷	ترے	تری
۱۷۳	۴	سی	سے
۱۷۶	۱۵	پہ	پر
۱۸۱	۳	اوس	اس
۱۸۲	۷	ہوگئے	ہوگیا
۱۸۹	۳	اوسکی	اوسکے
//	۴	ہو	ہین
۱۹۳	۱۷	ہو	ہی
۱۹۵	۳	تو	وہ
۱۹۹	۶	ترے	تری
۲۰۳	۱۶	کو	گو
۲۱۱	۱۰	کے	کی
۲۱۲	۶	فروز	مزور
۲۱۴	۱۲	تو لوگو	آئے تو
۲۱۶	۱۷	اپنے	اپنی
۲۲۸	۹	کے	کی
۲۳۳	۱۶	ہی	ہو
۲۴۰	۷	کو	+
۲۴۸	۶	حسرت	حیرت
۲۴۹	۶	ہمارے	ہماری
//	۱۱	آئے	روئے
۲۴۳	۱۶	سی	اسی
۲۵۵	۱۲	کے	کی
۲۵۶	۵	ہو	ہی
۲۶۰	۵	رہی	رہے
۲۶۹	۹	سرگی	سرگین
۲۹۱	۶	لیا	گیا

مطبع انوار محمدی لکھنؤ واقع پھاٹک میر آغا میر مین باہتمام نور احمد طبع ہوکر شایع ہوا۔

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع لطیف منشی بنواری لعل صاحب لطیف وکیل کچہری منصفی فرخ آباد

دیوان ادیب اندنون کیا خوب چھپا — خط رشک خطِ سبز خطان دیکھو
تاریخ مسیحی یہ لطیف اوسکی ہوئی — گلزارِ فصاحت تر و تازہ دیکھو
۱۹۰۱

تاریخ طبع دیوان معجز بیان جناب مولوی محمد رستم علیخان ادیب از بندۂ سراپا معائب فتح محمد تائب

کیا کیا ہوے ہین دہر مین اُستاد سحر فن — کیا کیا گزر گئے ہین سخندانِ بے نظیر
آخر فلک نے خاک مین اون کو ملا دیا — اپنے عروج فن سے جو تھے آسمان سریر
خاموش سو رہے ہین بزیر زمین مگر — اونکے کلام اونکے کمالون پہ ہین مُشیر
ہر مصرعہ بولتا ہو کہ تھے فردِ انتخاب — ہر بیت کہہ رہی ہو کہ اونکا نہین نظیر
وہ مصحفی و آتش و ناسخ کے زور شور — دیوان درد دفتر سودا کلام میر
ذوق و نسیم و مومن و غالب کی شوخیان — اور وہ متانتِ سخن حضرتِ اسیر
اُردو کی شاعری کا انھین پر تھا اعتماد — ہر ایک انکا آپ ہی اپنا ہوا نظیر
لیکن یہ کہہ رہے ہین سخندان بالاتفاق — دیوانِ ادیب کا بھی ہو بے مثل و بے نظیر
۱۹۰۱

تائب فضول ہو تجھے مضمون کی تلاش
ہو یہ مقولہ مصرعۂ تاریخ بے نظیر

غلطنامہ دیوان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	کے	کی	۱۲	۸	ہی	ہو	۲۰	۸	مرے	مری	۲۵	۱۵	کی	کے
۶	۱۱	ہٹی	ہٹے	۱۷	۲	تری	ترے	//	۱۶	تری	ترے	۲۶	۱۳	کی	کے
//	۱۳	میری	ایسی	۱۹	۱۱	ترے	تری	۲۳	۷	کے	کی	۲۸	۸	ہی	ہو
۷	۱۳	سے	کے	۲۰	۱	بلا	میلا	//	۱۰	سے	سی	۲۹	۷	ترے	تری
۱۲	۶	پہ	پر	//	۳	ہو	ہی	۲۴	۲	ہمارے	ہماری	//	۹	ہی	ہو

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک گہر سلک شاعر سخنور رشک کلیم قاضی سید علی حسین صاحب علیم وکیل تلمیذ منشی صفیر صاحب فرخ آبادی

طبع ہو کر جب ہوا مطبوع طبع — گلشن بنجار دیوان ادیب
مجھسے فرمایش ہوئی تاریخ کی — سر پر آنکھوں پر یہ فرمان ادیب
ہو نہیں سکتی ہے جو توصیف کمال — بڑھکے گردون سے بھی ہی شان ادیب
مین ہی کچھ تنہا نہین مدحت سرا — ایک عالم ہی ثناخوان ادیب
کرتے ہین وصف ادیب خوش بیان — شاعران و نکتہ سنجان ادیب
کیون نہ پھر شیوا بیانی ہو نثار — نظم جب دل سے ہی قربان ادیب
مصرع اوسکے سال کا یہ ہی علیم — دفتر الفت کا ہی دیوان ادیب

۱۳۱۹ھ

دیگر

پسند اہل معنی ہی یہ دیوان — ادیب نکتہ پرور کی زبان ہی
علیم اس طرح لکھو فارسی سال — کلام شاعر شیرین بیان ہی

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک سخنور نامی جناب مولوی حافظ محمد علی صاحب قاری وکیل غازی پوری

علم فراخت چو رستم علی ادیب بہ نظم — بہ پیش قوت او کار دیگران شد پست
ز بہر طبع کلامش بعیسوی گفتم — بلے ادیب بمیدان نظم رستم ہست

۱۹۰۱ع

دیگر

کلام پاک و نفیس ادیب را بنگر — کہ ہست جان لطافت تمام اعجاز
سروش سال مسیحی ز بہر طبعش خواند — ادیب رستم میدان نظم با اعزاز

۱۹۰۱ع

دیگر

اگر جویند درا فصیح بیانے — زبان دان فصاحت عمدۂ ہند
ہمہ گویند دیوان ادیب ست — خیابان فصاحت عمدۂ ہند
گہر سفتند در تاریخ طبعش — ثناخوان فصاحت عمدۂ ہند
خرد گفت از سر ایمای ہاتف — گلستان فصاحت عمدۂ ہند ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر یکتا و وحید مرزا مغل بیگ صاحب رشید شاگرد ادیب مصنف دیوان ہذا

دیوان آراستہ چو از طبع — اُستاد ادیب قبلۂ من
بنوشت رشید مصرع سال — دلجو دیوان شگفتہ گلشن ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر سخندان منشی واحد بخش صاحب شادان نائب مدرس مدرسۂ رکاب گنج فرخ آباد شاگرد ادیب مصنف دیوان ہذا

چھپا میرے اُستاد کا جب کہ دیوان — ہوئے شاد و خرم سخندان ماہر
وہ دیوان گویا ہی کان لآلی — جو ہی نظم وہ رشک نظم جواہر
مسیحی لکھو اوسکی تاریخ شادان — فصاحت کا ہی باغ بازیب و نادر ۱۹۰۱ع

قطعۂ تاریخ از شاعر رشک جرأت حافظ ہزار میر خان صاحب نابینا بصیر تخلص شاگرد ادیب مصنف دیوان ہذا

ادیب استاد کا دیوان چھپا جب — ہوا مطبوع طبع اہل ادراک
بصیر اوس کا یہ ہی مصراع تاریخ — کلام بے نظیر و طیب و پاک ۱۳۱۹ھ

مشک اشعار کے مہکنے سے
سارا دیوان بناختن دیکھو

کیا مضامین نکیلے لکھے ہین
طبع عالی کا بانکپن دیکھو

فکر رنگین یہ کہتی ہی مجنون
دیکھو گلدستہ سخن دیکھو
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از سباح قلزم معانی غواص بحار نکتہ دانی شاعر بلیغ و فصیح
جناب مولوی سید محمد اسمعیل صاحب ذبیح وکیل تلمیذ حضرت داغ فصیح الملک

دیوان جناب مستطاب بندہ
از طبع جدید یافت ہر گہ تشریف

گویا کہ نگار مہر طلعت مہ رو
سر بر زدہ از لباس خوشرنگ و لطیف

از بسکہ شرف بکل دواوین دارد
زیباست بگویمش چہ دیوان شریف

دریای لطافت ست جاری ہر سو
از بحر طویل او ہم از بحر خفیف

گفتند ز بہر سال طبعش ز ذبیح
گفتا۔ مبدای استعارات لطیف
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع صراف نقود معنی پروری شاعر بی نظیر
حکیم محمد امیر صاحب تخلص فوق قدیم تخلص خرد جدید نبیرۂ استاد شوق

ادیب ہند کو بہزاد کہیے
اور اس دیوان کو بستانی مرقع

تصاویر مضامین سے جھپکتا
اگر یہ دیکھتا مانی مرقع

خرد تاریخ مین بھی ہو منور
جو مہر و مہ یہ نورانی مرقع

سر جو فلک کم کر کے لکھیے
یہ چھپا ہے طرفہ لاثانی مرقع
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از شاعر نامی و فہیم مولوی محمد صدیق حسن صاحب کلیم شاگرد جوہری

چھپ گیا ہی جب سے دیوان ادیب — کھل گئی ہی خوب راہ نظم واہ
ای کلیم اوسکی تو لکھ تاریخ یون — دیکھنا صاف اوج ماہ نظم واہ ١٣١٩ھ

قطعہ تاریخ ناظم اشعار متین مہاراج لالمن صاحب رنگین شاگرد جوہری

سخن کیا ہی ادیب خوش بیان کا — کہ جس مین دُر کا مضمون ہی سب
لکھو رنگین نرالی تم بھی تاریخ — اجی یہ نور کا مضمون ہی سب ١٣١٩ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع شاعر شیرین مقال و خلیق منشی مہادیو پرشاد صاحب لئیق رئیس فرخ آباد

ادیب نکتہ پرور کا سراپا ہی سخن شیرین — حلاوت ہی وہ شعرون مین کہ جیسے قند مصری مین
لئیق اک ہمنے بھی تاریخ صوری معنوی لکھی — چھپا دیوان عالی تیرہ سو انیس ہجری مین ١٣١٩ھ

قطعہ تاریخ از ثمرات افکار بلبل بوستان سخنوری گوہر درج معنی پروری جناب مولوی سید طاہر علی صاحب طاہر شاگرد منشی صفیر

اللہ رے دیوان ادیب ذی جاہ — جسنے اوسے دیکھا وہ چمن کو بھولا
طاہر نے عنادل سے کہی یہ تاریخ — دیکھا وہ گل باغ معانی پھولا

قطعہ تاریخ شاعر موجد تازہ مضمون منشی شنکر لعل صاحب مجنون شاگرد جوہر رئیس فرخ آباد

گیا چھپا ہی ادیب کا دیوان — کھل گیا تازہ اک چمن دیکھو
باغ رنگین کے دیکھنے والو — گل اشعار کا وطن دیکھو
آبرو کیون نہ پائے عالم مین — ہی یہ رشک دُر عدن دیکھو
ان دنون شاہد معانی کا — عاشقان سخن چلن دیکھو

نور کا دیوان ہی یہ لاجواب — کہتے ہین سب غیرت ماہ کمال
معجمہ حرفون مین ہی گوہر عیان — قلزم نادر سخن بے مثال
١٣١٩ھ

در صنعت غیر منقوطہ

ہر دم کلام سعد لکھو داد دو مدام — ہر طرح اسکو عمدہ و اطہر کہا کرو
گوہر وہ مادہ کہو ہر دل کو ہو سرور — روح مراد اسکو سراسر لکھا کرو
١٣١٩ھ

دیگر در صنعت بینہ

ادیب کا وہ سخن ہی اعلے کہین نہ ایسا سنا نہ دیکھا
سنین سگے تعریف اسکی ہر جا جہان تہان ہر دہان سے ہم
یہ گلشن بینہ کی خوشبو مہکتی ہی گوہر آج ہر سو
کلام شستہ ادیب و جاد و صفت کرین کس زبان سے ہم
١٣١٩ھ

دیگر در زبر و بینہ

کیا ادیب اور اونکا کیا دیوان — دونون کا مین سناؤن جاہ و جلال
لکھ زبر بینہ مین گوہر یون — ماہر کل - مہ بروج کمال
١٣١٩ھ

قطعہ تاریخ از رشحہ خامہ مہر سپہر سخنوری لالہ شیو پرشاد صاحب جوہری بن لالہ مادھو رام صاحب جوہر رئیس فرخ آباد

یہ دیوان ادیب ای جوہری دیکھ — ہین گل اشعار یہ رشک چمن ہی
تو لکھدے نور کے یہ عیسوی سن — یہ اچھا ایک خورشید سخن ہی
١٩٠١ع

قطعہ تاریخ معدن دانشوری مہاراج دریاؤ سنگھ صاحب موج شاگرد جوہری

یہ دیوان ہی اس طرح پر ضیا — مہ نو ہو جس طرح جلوہ فگن
لکھو تم بھی لہرا کے تاریخ یون — یہ ای موج ہی جوش بحر سخن
١٣١٩ھ

داد دین آکے اس سخنور کی | ہین کہان انوری وخاقانی
اوسکی تاریخ کے نکالنے مین | تھی سعید حزین کو حیرانی
آئی غیبی ندا ہی کیا مشکل | سخن خوب - لکھ باسانی
خواہش سال عیسوی ہی اگر | لکھ - عجیب و غریب ولاثانی

قطعہ تاریخ از نتائج طبع سخن شناس و سخن سنج نیکو سیر لالہ کشوری لعل صاحب قمر ساہو کار تلمید شمس مرحوم

کیا ہی نادر چھپا ہی یہ دیوان | اسکا ہر شعر ہی عجیب و غریب
ای قمر لکھد و مصرع تاریخ | خوب و بی مثل ہی کلام ادیب

قطعہ تاریخ از نتائج افکار سخنور نکتہ پرور لالہ رام پرشاد صاحب گوہر خلف لالہ مادھورام صاحب جوہر

قطعہ تاریخ بطرز جدید

محو نظارہ شدہ ہر ذی علم | طبع گردید چو دیوان ادیب
از سر لفظ بہ بین ای گوہر | طاہر وافصح و جاد وادیب

قطعہ در صنعت واسع الشفتین و ذو قافیتین

کہا کرتے ہین قدردان سخن | یہی شاعری کا سکھائیگا ڈھنگ
کہی اسکی گوہر نے تاریخ یہ | یہی قصر اشعار لائیگا رنگ

در صنعت ذو بحرین

ہین یہ شعر ادیب وہ گوہر | نظم کی جن سے کھل گئی رہ ہی
نور کے لکھ تو عیسوی سن یون | صاف دیکھو یہ غیرت مہ ہی

در حروف منقوطہ

لکھو سال طبع اوسکا یون حبیب | دیکھو کیا ہی گلشن بہار ہی ۱۳۱۹ھ

دیگر

پڑھکے سحبان بھی کلام ادیب | اب فصاحت کی راہ بھولا ہی
سال تاریخ تم حبیب لکھو | واہ گلزار نظم پھولا ہی ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ افکار سخن سنج لئیق مولوی میان جان صاحب خلیق فرخ آبادی

ادیب خوش بیان شاہنشہ ملک فصاحت ہی | عزیز مصر معنے کوکب برج حقیقت ہی
ہی ذات پاک اوسکی مصلحت اندیش عالم مین | حقیقت مین وہ مصباح شبستان شرافت ہی
ہی دیوان زیر طبع اوس گوہر دریاے عظمت کا | کہ ہر ہر شعر جسکا ماہی بحر لطافت ہی
کرون تعریف کیا ذہن رسا و طبع موزون کی | بھرا ہی جزو مین مضمون کل قلت مین کثرت ہی
خلیق اوسکی کہی تاریخ دل نے عیسوی سن مین | کہ بے ریب و ریا یہ گوہر درج بلاغت ہی ۱۹۰۱ع

دیگر

چھپا دیوان ادیب خوش بیان کا | سخنور اوسکے سننے کے ہین مشتاق
کہی یہ عیسوی تاریخ دل سے | کلام خوب و خوش اسلوب اخلاق ۱۹۰۱

قطعۂ تاریخ از شاعر یکتا و وحید مولوی محمد سعید خان صاحب سعید خلف مولوی میان جان صاحب خلیق

گشت چون ترتیب دیوان ادیب | شد بخوبی نکتہ سنجان را انیس
ہاتف غیبی بگفتہ از سعید | سال طبعش جنۂ نظم نفیس ۱۹۰۱ع

دیگر

کیا ہی زیبا چھپا کلام ادیب | نہین اوسکا جہان مین ثانی
صاف بندش فصیح مضمون ہی | ہی یہی خوبی سخن رانی

الفاظ ایسے صاف کہ صدقے ہو نور مہر — معنی ہر ایک لفظ کے کالبدر فی الدجا
تاریخ سے جلیل کی روشن ہو چار سو — خورشید لازوال ہی دیوان ادیب کا ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ خامۂ سخن گوہر و نسیم منشی رحیم بخش صاحب رحیم شاگرد جلیل فرخ آبادی

خدا کے کرم سے وہ چھپا ہی دیوان — کہ تھی جسکی مدت سے دل کو تمنا
کلام ادیب ایسا معجز نما ہی — جو مردہ دلون کا بنے گا مسیحا
جو گل کے ورق اسکے اوراق پائے — ہوئے مثل بلبل کے سعدی بھی شیدا
مضامین جو دیکھے تو سحبان یہ بولا — فصاحت بلاغت کا بہتا ہی دریا
تجلّی معنی جو دیکھے گا صائب — وہین ہوش اوڑ جائین گے مثل موسیٰ
رحیم اسکی تاریخ تم بھی یہ لکھدو — کلام ادیب سخندان ہی یکتا ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ رقم زدہ سخن سنج و فصاحت بخش کلام سقیم حکیم نبیا ناصاحب حکیم شاگرد جلیل فرخ آبادی

ادیب سخنور کا دیوان جو دیکھا — تو مجھپہ ہوئے آینہ جوہر عشق
فصاحت بلاغت سے ظاہر ہی اوسکی — کہ قبضے مین اوسکے ہی بس کشور عشق
جو تیغ دودم اوسکے شعرونکو دیکھا — تو پایا ہر اک مصرع بھی خنجر عشق
ہر اک لفظ دیوان کا عاشقون کو — رگ جان کے خاطر ملا نشتر عشق
الف اسکا برچھی تو بے ہی کٹاری — رہے حرف باقی وہ ہین لشکر عشق
صدف کے ہین مانند سب حرف معجم — جو نقطے بھی ہین اسکے سب گوہر عشق
حکیم اسکی تاریخ سمت مین لکھدو — حقیقت مین دیوان ہی دفتر عشق ۱۹۵۸

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر نکتہ سنج و لبیب حافظ محمد ظہور علی صاحب حبیب شاگرد جناب ادیب مصنف دیوان ہذا

ہی چھپا بے مثل دیوان ادیب — یا بھلا اک نظم کا گلزار ہی

خامۂ ادراک تاریخش نوشت — مخزن انوار صبح نوبہار

قطعۂ تاریخ از بکر فکر سخنگوی نکتہ پرور منشی سید محمد محمود حمید صاحب اختر خلف منشی سید سجاد حیدر صاحب مغفور

مولوی رستم علی خان ادیب ذی شرف — عالم و علامہ و ذی رتبہ و عرفان مآب

شہرتی دارد کلام مستندش در روزگار — پیش اہل علم و اہل فضل و اہل الکتاب

شان دیوانش ببین ای اہل چشم یقین — ہست این دیوان بدین عاشقان ام الکتاب

خامۂ اختر چنین بنوشت سال طبع او — دیدۂ مردم ندید الحق چنین دیوان خواب

قطعۂ تاریخ از تصنیف نکتہ سنج از فنون شاعری ماہر منشی محمد حرمت خان صاحب نیر رئیس شہر فرخ آباد

چھپا کیا خوب یہ دیوان ادیب نکتہ پرور کا — کہ جس کا شعر شعری سے کہین اعلیٰ ہی ارفع ہی

سر بندش سے یہ تاریخ لکھی کلک نیر نے — کہا دیوان کیا تصویر کا گویا مرقع ہے

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر بےعدیل حکیم حاجی مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل شاگرد منشی صفیر فرخ آباد

تاریخ طبع لکھنے کو جس دم لیا قلم — تختۂ فلک کا تختۂ قرطاس بن گیا

پایا ہی یہ ادیب کے دیوان نے فروغ — جس پر بیاض صبح صباحت بھی ہی فدا

ہر صفحہ مثل عارض رخشان مہوشان — ہر نقطہ شکل اختر تابندہ خوشنما

سرخی شفق کی سرخی شنگرف پر نثار — رشک شعاع مہر ہی وہ جدول طلا

مانند ماہ پاے مضامین نور بار — مطلع ہر ایک مطلع شمس الضحیٰ ملا

ہر سطر مثل کاہکشان نور سے بھری — بین السطور جادۂ پر نور و باصفا

لکھی ہی جو غزل رخ تابان کے وصف مین — مضمون نور سے ہی ہر [illegible]

وصف بیاض گردن خوبان مین ہی جو شعر — ہر روشنی مین مطلع خورشید سے سوا

ہی جس غزل مین وصف سراپاے مہوشان — ہر ایک شعر نور کے سانچے مین ہی ڈھلا

نگاه این بخواب ست که در بیداری — جلوه گر نور و طرب پیش نظر
آمد آواز بگوشم ناگاه — بی خبر نیست ترا هیچ خبر
هست این روز چنان روز سعید — جشن چندان کنی باشد کمتر
این همه ساز طرب بهر اوست — آنکه در عصر ندارد همسر
شاعر رشک ده میر ادیب — زیرک و عاقل و نیکو محضر
از همه افضل و اکمل بفنون — فائق از جمله بهر علم و هنر
ادب آموز نظامی از وی — در سخن گوی ز سعدی برتر
مثل خورشید جهانتاب بخلق — بعطا و بسخا نام آور
هست تا چرخ برین را دوره — تا بود روشنی شمس و قمر
هست تا سلسلهٔ ماه و سال — تا بود روز و شب و شام و سحر
رتبهٔ او بجهان افزون باد — یا الهی بحق پیغمبر
از عنایات خداوند انش — گشت مطبوع بطرز خوشتر
باشارات سروش غیبی — گشت ادراک چو زین بهره ور
مصرع سال بسال نبوی — گفت - دلچسپ دل اہل نظر
١٣١٩ هـ

دیگر

سد الحمد که دیوان ادیب دیجاه — طبع شد از کرم و لطف جناب داور
گفت ادراک بگو مصرع سال تاریخ — جلوهٔ فکر گرامی و کلام بهتر
١٣١٩ هـ

دیگر

بی عدیل و بی مثال و بی بدل — طبع شد دیوان ادیب ذی وقار

رقم کی یہ تاریخ ابرار نے ۔ مضامین دیوان ہین کان صفا ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتائج افکار ابکار شاعر خوش فکر ملہم از ایزد پاک جناب شاہ مولوی محمد متقی صاحب ادرک سجادہ نشین درگاہ شیخ صاحب قدس سرہ شیخ پور ضلع فرخ آباد

چشم ہنگام سحر چون وا شد ۔ رونقی تازہ در آمد بنظر

از زمین تا بفلک پر انوار ۔ ہمہ آفاق چو ماہ انور

عشرت و عیش و طرب جلوہ نما ۔ بست اندوہ و الم رخت سفر

چار سو زمزمۂ تہنیتی ۔ بزبان ملک و جن و بشر

نکہت آمود نسیم سحری ۔ یاد میداد ز مشک و عنبر

نونہالان چمن زیب افزا ۔ در خیابان بلباس اخضر

تازگی بخش دل افسردہ ۔ غنچہ و برگ و گل و شاخ شجر

ساغر عیش بدست لالہ ۔ تاج بر فرق نہادہ عبہر

گل و ریحان بشگفتہ روئی ۔ جامۂ سرخ کشیدہ در بر

بہر ایثار بشاخ اشجار ۔ غنچہا مشت پر از سیم و زر

گل سوری لب بر در خاطر ۔ در گلستان طرب جلوہ گر

گل صد برگ کلاہ زرین ۔ با صد انداز نہادہ بر سر

بر لب آب نمایان از دور ۔ جام عشرت بکف نیلوفر

گل مہتاب بآب و تابش ۔ طعنہا زن برخ شمس و قمر

از تماشای چنین نور و ظہور ۔ شکل آئینہ گشتم ششدر

دیگر

طبع کیا خوب ہوا شکر ہی دیوان ادیب | ہو گیا عام زمانے مین کلام نایاب
اللہ اللہ ہر اک شعر ہی موتی کی لڑی | اور ہر لفظ ہی درخشندہ دُرِّ خوشاب
چشم بد دور زہی نظم زہی رنگ زبان | سبز مینا ہی کہین اور کہین سرخ شراب
مرحبا باغ سخن وجد مین ہین لالہ و گل | کیا گنین بلبل و طوطی کو ثنا خوان جناب
دیکھکر رنگ سخن طبع نے چاہا کہ عزیز | ایسی تاریخ بھی ہو جیسی یہ نادر ہی کتاب
عیسوی فارسی و ہجری و فصلی سن ہی | ایک ہی شعر مین ان سب کا ہی مرقوم حساب
بس لکھا۔ گلشن خوش باب۔ زبان مرغوب | نظم سر سبز۔ ہی۔ بے مثل ریاض شاداب

قطعۂ تاریخ از سخنور موجد تازہ مضامین مولوی شمس الدین صاحب شمس خوشنویس

طبع چون از ادیب شد دیوان | ہر کہ دیدش بگفت بہتر و خوب
سن طبعش چنان رقم بنمود | کلکم ای شمس بس چہ مرغوب

قطعۂ تاریخ از رشحات قلم سخندان و شیرین تقریر مولوی قمر الدین صاحب نذیر شاگرد مسیر فرخ آبادی

چھپ گیا ہی ادیب کا دیوان | کیا عنایات ذو الجلال ہی یہ
ای نذیر اوسکا سال طبع لکھو | نظم حلیہ کمال ہی یہ

قطعۂ تاریخ از چکیدۂ کلک شاعر شہیر جناب مولوی ریاض الدین صاحب ریاض شاگرد مسیر فرخ آبادی

ای ریاض آج چھپا دیوان | نظم ہین جسمین مضامین عجیب
تم بھی از رہ ادب یہ لکھدو | بخدا خوب ہے دیوان ادیب

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار سخن سنج و شیرین گفتار جناب مولوی ابرار حسین صاحب ابرار برادر زادہ و شاگرد مسیر

ہوا طبع دیوان پاک ادیب | کہ ہی جس کا ہر شعر عشرت فزا

احمد نے لکھی ہی اوسکی تاریخ — چھاپا گیا مخزن فصاحت

۱۲۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجہ طبع شاعر شیرین مقال جناب واجد حسین صاحب واجد تحصیلدار ریاست بھوپال شاگرد مسیر

ہوا طبع فضل خداوند سے — وہ دیوان پاک جناب ادیب

یہ تاریخ واجد نے کی ہی رقم — یہی آفتاب سخن ہی عجیب

۱۲۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع سخنور وحید جناب منشی کنور بہادر صاحب سعید شاگرد منشی صفیر مرحوم

مطلع نور ہی ہر مطلع دیوان ادیب — لفظ ہر ایک وہ ہی جس سے خجل پروین ہی

فکر تاریخ پی طبع جو کی ہم نے سعید — دی یہ ہاتف نے صدا۔ چشمۂ فیض آگین ہی

۱۲۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از چکیدۂ خامۂ شاعر بی نظیر جناب مولوی محمد بخش صاحب بشیر شاگرد صفیر مرحوم

طبع دیوان ادیب کا جو ہوا — پاک عیبون سے بیگمان ہی وہ

اوسکی تاریخ ای بشیر یہ ہی — لفظ زیب سخنوران ہی وہ

۱۲۱۹ھ

دیگر

ہو گیا مطبوع وہ دیوان خدا کے فضل سے — جسکے اک اک شعر میں سو معانی ہیں عجیب

ای بشیر اوسکا الف سے لکھیے سال — بوستان سخنوران ہی دیوان ادیب

۱۲۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع وقاد شاعر باتمیز مولوی عزیز احمد خان صاحب عزیز مدرس مدرسہ چوکی فتحگڑہ ضلع فرخ آباد

چو دیوان ادیب نکتہ پرور — بشان مہر در نور و ضیا غرق

شدہ مطبوع با صد رونق و تاب — برفتہ شہرتش از غرب تا شرق

عزیز این سال ہجری و مسیحی — بگفتم من بدو مصرع بلا فرق

برای دوستان نور بستانی

۱۲۱۹ھ

برای دشمنان ست آفت برق

۱۹۰۱ع

در حروف غیر منقوطہ

تیار ہوا چھپ کے وہ دیوان کہ جس کا
تاریخ مسیر اوسکی ہی منقوطہ کی ضد مین

نزہت مین ہر اک نقطہ ہی رشک گل گلزار
تحریر ہوئے واہ وہ اشعار دُر بار

١٣١٩ھ

در حروف منقوطہ

ہوئے ہین اشتہار طبع جسکے مشتہر چھپکر
مسیر اک ہمنے یہ تاریخ منقوطہ مین لکھی ہی

وہ دیوان نشاط انگیز روح افزا ہو عالم کا
وہ گلشن خوش زبانی کا سرور آرا ہو عالم کا

قطعہ تاریخ از زادہ فکر سخنور ظریف جناب منشی شمبھو ناتھ صاحب لطیف وکیل کچہری فرخ آباد منجر خونی تلمیذ مسیر

ہی ہر اک مطلع بعینہ دُرۃ التاج سخن
اوسکے ہر اک نقطہ مین پوشیدہ ہین صدہا نکات
دیدۂ اہل سخن کیونکر نہ اس سے سیر ہون
مصرع برجستہ اک موج محیط فیض ہی
بن گئے اشعار عالی گلرخان علم و فضل
ہو گیا رتبہ سخن کا عرش اعظم تک بلند
یہ کہا فوراً اونے مجھسے آکر ای لطیف

صحیفۂ معنی کی آیت ہی یہ دیوان ادیب
گوہر بحر بلاغت ہی یہ دیوان ادیب
نغمت خوان لطافت ہی یہ دیوان ادیب
بحر الہام و کرامت ہی یہ دیوان ادیب
زیب گلزار براعت ہی یہ دیوان ادیب
ناطقہ کی شان و شوکت ہی یہ دیوان ادیب
جامع شرح فصاحت ہی یہ دیوان ادیب

١٣١٩ھ

قطعہ تاریخ نقاد سخن منشی احمد حسن صاحب احمد فرزند و شاگرد مسیر فرخ آبادی

دیوان ادیب وہ چھپا ہی
ہی پاک عیوب شاعری سے
نقطہ نہین مغز ہی سخن کا
کاغذ سے صباحت آشکارا

ہر شعر مین جسکے ہی بلاغت
مضمون مین ہی شوکت و متانت
مصرع نہین شاہد لطافت
حرفون سے عیان ہوئی ملاحت

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار ابکار جناب نواب صاحب والامناقب ذوالمجد سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب رئیس قصبہ شمس آباد ضلع فرخ آباد

بچون جعفر مخلص صمیمی ... دیوان ادیب نکتہ ور دید
بنگاشت بطرز نو دو تاریخ ... بی مثل کلام - نظم گردید

۱۳۱۹ — (۱۹۰۱) — ۵۸۲

قطعۂ تاریخ از ثمرات افکار سخنور سحر بیان جادو تقریر جناب مولوی محمد حاجی صاحب مسیر شاگرد ارشد منشی صفیر

قطعۂ طبع دیوان جناب بلند نسب سلمہ اللہ تعالی

۱۳۱۹ھ

شکر خداوند زمین و زمان ... شاد شدہ خاطر ہر شیخ و شاب
زینت تازہ زپی انطباع ... یافتہ دیوان افاضت مآب
منفعل از نظم جناب ادیب ... گوہر تابندہ و لعل نداب
در نظر اہل سخن بیگمان ... چشمۂ فیض ست میان دو آب
ذوق کلام شعرا پیش او ... محو ز دل گشت چو نقشی بر آب
لفظ بمعنی ست چنان متصل ... ہمچو تجلی برخ آفتاب
نالۂ عشاق ز شعرش بلند ... ہست بر آتش چو فغان کباب
سال پی طبع مسیر این نوشت ... باب گلستان سخن لاجواب

۱۳۱۹ھ

در صنعت مہملہ

یہ مخزن معنی جو ہوا طبع مسیر آج ... دیوان کا ہر مطلع بنا مطلع انوار
اک مہملہ مین اور بھی لکھی ہے یہ تاریخ ... مصرع ہوا ہمکا یہ سلک در اسرار

۱۳۱۹ھ

آب وتاب کلام رنگینش | نزہت افزای چرخ زنگاری
مدح اشعار شاعر غرا | بر زبان سخنوران جاری
بہر تاریخ طبع گفت رسا | گلشن سبز جان دلداری

۱۹ ہ

دیگر

دیوان ادیب نغز گفتار | با خوبی و لطف تام شد طبع
بنوشت رسا بعیسوی سال | گلدستۂ خوش کلام شد طبع

۱۹۱۶ء

قطعہ تاریخ رقمزدۂ کلک سخنور شیرین گفتار جناب مولوی غلام
قطب الدین صاحب رنگار بنارسی نظامی غازیپوری شاگرد حضرت شیدا لکھنوی

سال طبع دیوان بیمثل جناب مولوی رستم علیصاحب ادیب

۱۹۱۶ء

کیون نہو دلفریب نظم ادیب | رشک سرمایۂ ظہیر ہی یہ
اوس سے ہوتی ہی روح کو فرحت | کس قدر نظم دلپذیر ہی یہ
کیون نہو نقش صفحۂ خاطر | کلک بے مثل کی صریر ہی یہ
دیکھتے ہین جو خوش نگاہ اسے | نظر ناز کا اسیر ہی یہ
مثل گل ہوتے ہین شگفتہ دل | بلبل شوق کی صفیر ہی یہ
کیون نہ روشن جہان ہو اس سے | مہرا نور مہ منیر ہی یہ
جنکے کہتے ہین ماہران سخن | صاف طرز کلام میر ہی یہ
ہو گیا ہی جو خلق مین مقبول | رحمت خالق قدیر ہی یہ
مصرع سال طبع لکھو رنگار | گیا ہی دیوان بے نظیر ہی یہ

۱۹۱۲ء

رقم زد باغ نورس کلک سالک | چو سال طبع پرسیدند یاران
۱۳۱۹ھ

دیگر

چون جناب ادیب پاک نہاد | دُرِ مضمون بسلک فکرت سُفت
دفتر نظم خود مرتب کرد | شور تحسین ز ہر دیار شنفت
سال تاریخ طبع دیوانش | نظم سرسبز فکر سالک گفت
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از ثمرات افکار شاعر نازک خیال با اقبال ابن صاحب اقبال خلف اکبر سالک گرامی سید حضرت شمشاد لکھنوی

بلبل گلزار معانی ادیب | شاعر خوش فکر بلاغت سرشت
داد چو ترتیب کلام لطیف | تازه و رنگین چو ریاض بہشت
خامۂ اقبال پئے سال طبع | چشمۂ امید سخنور۔ نوشت
۱۳۱۹ھ

دیگر

جب جناب ادیب کا دیوان | صاف و خوشخط چھپا بفضل خدا
پاک ترتیب و صاف بندش پر | دل فصاحت کا لوٹ پوٹ ہوا
وجد کرتے ہین ماہران سخن | سنتے ہین جب کلام ہوش ربا
کلک اقبال نے پئے تاریخ | مشرق مہر کشفِ دل۔ لکھا
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر نکته دان بی ہمتا جناب منشی شاه سید محمد عبد العزیز صاحب رسا بہاری شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

چون کلام ادیب شد مطبوع | بعنایات حضرت باری
در غزلہای آن کلیم کلام | یافتم لطف نغز گفتاری

بنوشت ظریف سال طبعش   خوب ست کلام ربِ عالم
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ ریختۂ قلم شاعر و ماہر و نقاد جناب مولوی محمد صدر الدین احمد صاحب کیفی شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

سال طبع دیوان نیاز و دلجوی رستم علی خانصاحب ادیب
۱۹۰۱ء

چو دیوان ادیب کامل الفن   بہ چاپ آمد بطرز نیک و زیبا
شدہ ہر یک بنقد جان خریدار   کہ از ہر منقصت آمد معرا
پی تاریخ طبعش گفت کیفی   زہی ترکیب و بندش روح افزا
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع سالک مسالک معنی پروری جناب منشی سالک رام صاحب سالک گڑواری شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

ادیب کشور شیرین کلامی   جناب مولوی رستم علی خان
در اقلیم سخن فخر زمانہ   بملک شاعری یکتای دوران
فصاحت والہ طرز بیانش   کلامش دلربای نظم حسان
بلاغت راہ ہزاران ناز در دل   ز ربط ذات پاکش ہمچو سحبان
مرتب کرد چون دیوان نادر   خریدارش بجان شد ہر سخندان
فریب خوبی حسن مضامین   رباید ہوش از ناز خیالان
زند نشتر بدل ہر شعر رنگین   برنگ بیت ابروی حسینان
چہ گویم لطف حسن بندش صاف   کہ از نظارہ اش آئینہ حیران
ز فرط شوق قصد طبع فرمود   دل احباب یکسر گشت شادان

رقمم از خویش ز لطف سخنش | گرو ہر صاحب ذوقش تحسین
بندش و معنی او پاک و لطیف | جملہ ابیات حلاوت آگین
بہر تاریخ شگفتہ بنوشت | نیک اشعار و کلام شیرین

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ افکار گہربار شیرین گفتار بی ہمتا جناب مولوی حافظ محمد عبد المنان صاحب وفا شاگرد و برادر جناب بقا غازیپوری

آن سحر بیان ادیب ماہر | گز جملہ علوم ہست آگاہ
صیت سخنش چو نام نیکش | افتادہ بشش جہت در افواہ
دیوان بہار آفرینشس | گلزار معانی ست واللہ
مانند خیال قامت یار | ہر مصرع او بدل کند راہ
از نور معانی ست ہر لفظ | ہمچون دل مرد ایزد آگاہ
بر وفق مراد اہل بینش | چون یافت طراز طبع دلخواہ
خوش گفت وفا برای سالش | فرخندہ کلام بارک اللہ

۱۳۱۹ھ

ولہ

چون یافت جمال طبع دیوان ادیب | تاریخ دو تا برآمد از فکر مصیب
سبحان اللہ نظم اعجاز نہاد | گلزار شگفتہ معانی عجیب

۱۳۱۹ھ | ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع سخنور ظریف جناب منشی حسین علی صاحب ظریف شاگرد حضرت تسنیم شاگرد ناسخ لکھنوی

ذو المجد ادیب ذو المناقب | نقاد سخن شدہ مسلم
دیوان لطیف داد در چاپ | بنیاد سخن نمود محکم

زکلک گہربار شمشاد سالش | دلاویز نظم گرامی برآمد

قطعۂ تاریخ طبع از شاعر یکتا جناب مولوی حافظ محمد عبدالرحمن صاحب بقاؔ غازیپوری تلمیذ حضرت شمشاد لکھنوی

دیوان ادیب نکتہ پرور | از حسن و لطافت ست معمور
از جلوۂ شاہدان معنے | ہر بیت درو ست حجلۂ نور
از حسن سواد حرف حرفش | منظور نظر چو دیدۂ حور
مرہون معانی و مبانیش | اسرار و نکات غیر محصور
خوش گفت بقاؔ بسال طبعش | اشعار فصیح چشم بد دور
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع نقاد سخن خجستہ نہاد جناب مولوی محمد عبدالحمید صاحب وکیل و مینوسپل کمشنر و ویس چیرمین دسٹرکٹ غازیپور شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

نغز گو پاک خیالات ادیب | کشور نظم سخن را والی
گرد سحبان زرہ تعظیمش | جای در بزم فصاحت خالی
شد چو دیوان لطیفش مطبوع | فکر تاریخ نمودم حالی
ہاتف غیب ندا زد ارشاد | نظم مطبوع کلام عالی
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نہفتہ جناب حافظ سلامت اللہ صاحب شگفتہ غازیپوری شاگرد جناب بقاؔ غازیپوری

شاعر ذی ہنر و علم ادیب | مصدر جملہ کمالات مبین
چو بافضال خدا دیوانش | گشت مطبوع بحسن و آئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار ابکار خسرو اقلیم سخندانی مقبول بارگاہ احد جناب
قاضی عبد الصمد صاحب فصیح وکیل رئیس قصبۂ جبرامو ضلع فرخ آباد

جنت الخلد ہی دیوان نہین
نظم تازہ گل شاداب سمن
۱۹۰۱ع

ورق نخل ذکا ہی صفحا
دلبر شوخ ہی دیوان کیسا
۱۳۱۹ھ

دیگر

رشک شعری کا جو ہر شعر بنا
ٹکڑے ہیرے کے ہین قطعی ہین نہین
۱۳۱۹ھ

نظم کی آب جدا رنگ جدا
در مضمون سو سراپا یکتا
۱۹۰۱ع

دیگر

معنی آرا سخن آرا جو ادیب
مطلع خور ہے کہان ہی مطلع

طبع دراک ہی مضمون پیما
ایک اک لفظ سے پیدا معنا

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بکر سخنور شیرین زبان معنی گو شیوا بیان ذو المجد الامجاد جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب تمنا شاد
برای سال طبع دیوان دیباچۂ عشرت جناب مولوی ادیب صاحب
۱۹۰۱ع

نی طبع چون ادرتم علیخان
کہ ہر شعر ازان از صفای معانی
توان دید در شاہدان مضامین
برای پرانیدن ہوش سامع

کلامی کہ از شہد شیرین تر آمد
مصفا تر از لولو و گوہر آمد
ادائی کہ مخصوص دلبر آمد
مصارع برجستہ چون شہپر آمد

کیا اسکا شکر کسیطرح نہین ادا ہو سکتا اور یہ بہت بڑا احسان لائق شکر ہی کہ کبر سنی کے عالم مین
صحت جسمانی و تندرستی اعضا کرامت فرمائی حالانکہ میرے ہمعمر مدت ہوئی راہی ملک عدم ہو گئے
اور جو موجود ہین وہ ضعف اعضا اور انواع و اقسام علل و اسقام مین مبتلا ہین یہ بھی لائق
شکر ہی کہ مجھکو تین فرزند سعادتمند مطیع فرمان عطا فرمائے اور ہر ایک کو صاحب اولاد کیا اس احسان
کا بھی شکر بجا لاتا ہون کہ مجھکو برادر قوت بازوے ناتوان بخلاف اخوان زمان کہ جسکا نام محمد امیر علیخان
ہی مکرمت فرمایا گو عمر مین مجھسے خرد ہین مگر ایسا ذہن سلیم و طبع مستقیم اللہ تعالی نے کرامت فرمائی ہی
کہ جب کبھی کسی امر مین اتفاق استصواب ہوا تو رائے بہت صائب پائی گئی اس منت کا بھی تا دیہ شکر
دل و جان سے لابد ہی کہ بقدر میرے گزارے اور آذوقہ کی تنخواہ پنشن عطا کی اور مجھکو اور میرے
برادر مسطور کو مواضع روشن نگر - و بابر پور - و املیا - و اجان - و سنگھا - و پچپور ضلع کھیری مین حصہ
علی السویہ ہر ایک موضع سے مرحمت فرمایا اس عطیہ عظمی کی بجا آوری شکر ضروری ہی کہ مجھکو ایسا
گنج صبر و قناعت کرامت فرمایا ہی کہ اپنے فضل و کرم سے جو کچھ قلیل و کثیر دیا ہی اوسپر صابر و قانع ہون
بیجا و بے سود حرص و ہوس نہین کرتا لاکھ لاکھ شکر درگاہ ایزدی ہین کہ اوسکی عنایت بیغایت سے
کوئی حسرت دنیوی دلمین باقی نہین رہی صرف یہ تمنا ہی کہ اللہ تعالی شانہ اپنے مکارم و افضال
سے زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا شرف عطا فرمائے اور سفر آخرت کہ سخت
دشوار ہی ساتھ نہ کوئی یار ہی نہ مددگار رہی توشہ و زاد پاس کچھ بھی نہین پروردگار عالم بآرام
و آسایش منزل مقصود کو پونہچائے اور جب وقت نزع روان ہو کلمۂ شہادت ورد زبان ہو
اور اپنے سوء اعمال کے باعث فرط انفعال و ندامت سے اشکبار رہی ہے اور اللہ تعالی
جل شانہ کی عنایت و رحمت اور اوسکے حبیب کی شفاعت کی امیدواری رہے آمین
ثم آمین - راقم محمد رستم علیخان ادیب ... ۲۰ - اگست ۱۹۰۱ء -

متوطن لکھنؤ محلہ فرنگی محل کی خدمت بابرکت مین باستدعاے ملاحظۂ دیوان ایک عریضہ روانہ
کیا اگرچہ جناب مولوی صاحب کے دولتکدہ سے ہنوز محروم ہون اور شرف قدمبوس حاصل نہین ہوا ہی
تاہم حضرت اقدس نے ذرۂ ناچیز کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ تا ادای شکر کیواسطے تمام موے بدن
سراپا زبان ہو جائین تو بھی بقدر نقطۂ کتاب اور برابر ذرۂ آفتاب سے ممکن نہو یعنی بطیب خاطر عاطر
دیوان احقر ملاحظہ فرمانا منظور فرمایا اور جواب عریضہ سے اعزاز بخشا پس حسب الحکم پانچ پانچ چھ چھ
جزو خدمت عالی مین بھیجتا رہا الحمدللہ قلیل مدت مین کل دیوان نظر انور سے گزر گیا اور جسطرح احقر
کو منظور تھا اوسیطرح حضرت اقدس نے امعان نظر و تعمق فکر سے اپنا حرج کار و تضییع اوقات
فرماکر من اوله الی آخره ملاحظہ فرمالیا اور بلا استدعاے احقر حکم طبع کیواسطے فرمایا راقم سطور کو
حضرت اقدس کی بدولت نکتہ چینان جہان و حرفگیران زمان کی طعن و تشنیع و جرح و اعتراض
کا جو خیال و اندیشہ تھا وہ دفع ہو گیا ع چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان * پروردگار تعالی
شانہ ذات بابرکات کو اپنی مہد عافیت مین مصون و محفوظ رکھے اب مین اپنی ملازمت گورنمنٹی کا
حال لکھتا ہون ۱۸۵۸ء مین مین ملازم گورنمنٹ سررشتۂ تعلیم مین ہوا اور حکام ذوی الاحترام
نے کار مفوضہ کی حسن کارگزاری سے راضی و خوش ہو کر ضلع اسکول فرخ آباد مین ہیڈ مولوی کے
عہدہ پر مامور فرمایا جسوقت چالیس روپیہ ماہواری تنخواہ تھی اوسوقت اخذ پنشن کا اتفاق ہوا
جسروز سے ملازمت اختیار کی اوس روز سے ایک دن بھی کبھی بیکار نہین رہا الغرض جو عطایا
و نعماے الٰہی اوسکے افضال سے راقم سطور کو مبذول فرمائے گئے ہین اونکا شکر طاقت بشری
سے باہر ہی مگر (مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ) بقدر سُہا آفتاب اور برابر قطرۂ سحاب سے بموجب
حکم رب العزت (وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ) حیز بیان مین لاکر ہر ایک کا شکر بجا لاتا ہی سب سے
بڑی نعمت اللہ تعالی جل شانہ نے یہ عطا فرمائی کہ دین محمدی پر قائم کر کے موحد حنفی المذہب

زیارت تک نصیب نہوئی دل کی تمنا دل ہی مین رہی بالفعل مین نے دیکھا غزلین جابجا پراگندہ
و بے ترتیب پڑی ہین سب کو ادھر اودھر سے لیکر جمع و مرتب کیا اور حروف تہجی کے اعتبار سے
ردیفین ترتیب دیکر تاریخی نام دیوان مرغوب رکھا اس جمع و ترتیب دیوان مین ایک
عنایت فرمائے قدیم گل بوستان سخنوری دُر دُرج معنی پروری رشک مرزا و میر جناب مولوی
محمد حاجی صاحب تخلص سیر نے جو کہ آجکل منشی شمبھو ناتھ صاحب جن کا ذکر خیر مولوی امراؤ علی صاحب
کے حال کے ضمیمہ مین گزر چکا ہی تخلص لطیف وکیل ججی و منصرم جونگی فرخ آباد کے دولت سرا پر
صاحبزادونکی تعلیم فرماتے ہین میری بڑی اعانت فرمائی اسکا احسان تا حیات صفحہ خاطر سے
محو دمنسی نہوگا الغرض جب دیوان مرتب ہوگیا تو پھر وہی خیال پارینہ سوہان جان ہوا کہ اگر بغیر
ملاحظہ کیے کسی استاد ماہر و مستند کے دیوان شائع و طبع ہوگا تو بقول مشہور (من صنف قد استہدف)
لوگ ہدف سہام عیب چینی بنائین گے چنانچہ چند احباب نقاد گوہر معانی صراف جوہر نکتہ دانی
کی خدمت مین اس غرض سے پیش کیا کہ نظر غائر سے ملاحظہ فرمائین اور جس مقام پر عیوب
و اسقام نظر آئین وہ بتائین بعض حضرات نے چند روز رکھکر بجنسہ واپس فرمایا کسی مقام پر
جرح و دخل نہین کیا معلوم ہوتا ہی حضرات موصوفین نے اسطرح چشم محبت سے دیکھا کہ اونکی
انظار پر انوار مین جملہ عیوب صواب معلوم ہوئے اور بعض حضرات نے چند اجزا اس طور سے
ملاحظہ کیے کہ میری رائے سے بالکل اختلاف معلوم ہوا جس شعر کو مین اپنے نزدیک اچھا
اور خلاصۂ فکر جانتا تھا وہ اونکی رائے مین قابل نکالڈالنے کے خیال کیا گیا اور جو مقصود
اصلی تھا کہ سقم و عیب پر متنبہ ہو وہ حاصل نہوا آخر الامر جناب عالم نحریر فاضل مقتدائے برنا و پیر
خسرو اقلیم سخندانی خدیو مصر شیوا بیانی حلال غوامض و معضلات سخنوری کشاف نکات و دقائق
معنی پروری ذو المجد و الامجاد جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد مینجر مدرسہ غازی پور

پڑھی ہی اس خیال سے پڑھنا بھی لائق تعریف ہی اور غزل بھی قابل توصیف ہی پس ہمیشہ ہر مشاعرہ
کی طرح مین غزل مین کہدیتا اور لالہ مسطور مشاعرہ مین جاکر پڑھ آیا کرتے تھے چند سال یہ حال
رہا اُنیس برس کے بعد عین آغاز شباب مین لالہ مسطور بیمار ہوکر راہی ملک جاودانی ہوگئے
تخم رنج و ملال احباب کے مزرع دلمین بوگئے اب بھی جسوقت اونکی یاد آجاتی ہی دل بے اختیار ہوجاتا
ہی مشیت الٰہی مین بجز صبر و شکیب کے کچھ چارہ نہین غرضکہ اس طرح سے میرے غزل کہنے کا
حال اکثر احباب کو معلوم تھا مصر ہوئے کہ اب تو اپنے واسطے غزل کہا کرو اور پڑھا کرو مین نے
بوجوہ اباوانکار کیا اونھون نے زیادہ مبالغہ فرمایا ناچار ہوکر عدول حکمی احباب مناسب جانکر
اپنے لیے غزل کہنا شروع کی اوسوقت مین گورمنٹی ضلع اسکول فرخ آباد مین ہیڈ مولوی کے
عہدہ پر مامور تھا اور علم ادب بھی پڑھاتا تھا اس مناسبت سے تخلص ادیب تجویز کیا ہر طرح مشاعرہ
مین غزل کہکر احباب مین سے کسی صاحب سے پڑھوادیتا تھا اور کبھی خود پڑھا کرتا تھا مگر یہ
خیال ہروقت رہتا تھا کہ کسی استاد سے مشورہ کا اتفاق نہین ہوا ہی غزل مین اقسام عیوب
ضرور ہوتے ہونگے بوجہ محبت اہل سخن حرفگیری و اعتراض نہین کرتے ہین اور مشاعرہ کی مدح
و توصیف کا کچھ اعتبار نہین کلام خوب و زشت دونون کی تحسین و آفرین ہوتی ہی کسی اُستاد کی
کاسہ لیسی و زلہ ربائی لابد چاہیے اور استاد بھی وہ ہون کہ جو قیود شاعری مخترعہ جناب میر علی اوسط
صاحب رشک مغفور طاب ثراہ کے پابند ہون مثل عدم جواز سقوط الف الفاظ ہندیہ کے اواخر
سے باستثنائے الف لفظ کا) کے اور مثلاً منادی مفرد سے پہلے حرف ندا کا ضرور ہونا علیٰ ہذا القیاس
اور سوائے اسکے کیونکہ احقر حتی الامکان پابندی قیود مذکورہ کی کرتا ہی اور جن حضرت سے مشورہ
کا اتفاق ہوگا اور وہ پابند قیود مذکورہ نہونگے تو اونکو فی الجملہ دقت ہوگی پس چند اساتذہ کی خدمت
مین بقصد استحصال دولت قدمبوس حاضر ہوا لیکن اپنی کوتہی بخت سے بے نیل مرام واپس آیا

عکس رخ روشن نے فروغ مہ و خورشید
ہر ذرۂ خاکِ درِ جانان سے نکالا

کیا صور قیامت تھے کہ سکان عدم کو
نالون نے مرے شہر خموشان سے نکالا

جب مر گئے فرقت مین ہمین ہو گئی راحت
صد شکر اجل نے غم ہجران سے نکالا

رویا کیے فرقت مین ہم اک پردہ نشین کی
آنسو نہ کوئی دیدۂ گریان سے نکالا

طرز ستم و برہمی عالم امکان
گردون نے تری جنبش مژگان سے نکالا

وہ جنس زبون ہون کہ خریدار نے جسکو
ناکارہ سمجھ کر کف میزان سے نکالا

کیونکر نہ ادیب اوسکو ہو دنیا سے کنارا
خالق نے جسے فکر لب نان سے نکالا

اوس زمانے مین لالہ لچھمی نرائن رسا تخلص قوم رستوگی راقم سطور سے فارسی پڑھتے تھے اور سو روپیہ سال تنخواہ دیا کرتے تھے لالہ مسطور اپنی شادی کے جلسے کی تقریب مین جناب مرزا صاحب مختتم الیہ کو شریک کرنیکی غرض سے راقم سطور کو ہمراہ لیکر گئے جناب مرزا صاحب نے شرکت جلسے کی منظور فرما کر ارشاد کیا کہ جلسے مین میری شرکت اس شرط سے ممکن ہی کہ میرے یہان ہر مہینے کا جلسہ یعنی مشاعرہ ہوا کرتا ہی تم اوسمین شریک ہونے کا اقرار کرو اور فارسی تو پڑھتے ہو مشاعرہ مین غزل پڑھنے کا بھی حتمی وعدہ کرو لالہ مسطور نے شرکت مشاعرہ اور غزلخوانی کا اقرار کیا دوات و قلم سامنے رکھا تھا پیش کر کے کاغذ پر دستخط کرائے اور میری شہادت اوسی کاغذ پر لکھوائی پس بعد ختم ہو جانے ہنگامہ شادی کے لالہ مسطور نے اس خیال سے کہ اقرار نامہ پر دستخط کرائے ہین غزل طرح کی راقم سطور سے کہلوائی اور جناب مرزا صاحب کے مشاعرہ مین جاکر پڑھی مرزا صاحب ایفائے وعدہ سے بہت خوش ہوئے اور غزل کی بھی نہایت تحسین فرمائی مجھکو خیال تھا کہ کبھی غزل کہنے کا اتفاق نہین ہوا ہی ایسا نہو کہ سخندان مشاعرہ جرح و اعتراض کرین مگر الحمد للہ جملہ اہل سخن مشاعرہ کی زبان سے تحسین ہی کا کلمہ نکلا اور سب اہل مشاعرہ نے بالاتفاق فرمایا کہ آج یہ جدید غزل

تو ایک ہفتہ کے بعد سناؤنگا اور نہ کہا گیا تو کبھی اس قسم کا تذکرہ بھی زبان پر نہ لاؤنگا پس مصرع لیکر مکان پر آیا صبح بضرورت فرخ آباد سے ضلع ایٹہ کو روانہ ہوا سواری بہلی کی تھی دوات و قلم و کاغذ پاس رکھ لیا سہل قوافی سب پہلے لکھ لیے ایک ایک قافیہ پر گھنٹہ گھنٹہ و دو دو گھنٹہ خوب فکر کی ایک ہفتہ سفر رہا عالم تنہائی مین شعر موزون کرنیکی فکر و کاوش برابر رکھی وقت معاودت چودہ شعر کی غزل تیار ہو گئی واپس آکر مولوی صاحب موصوف کو سنائی بہت استعجاب کر کے فرمایا اگر میرے پاس سے مصراع تم نہ لیگئے ہوتے تو مجھکو تمھاری اس غزل کہنے کا ہرگز یقین نہوتا جاے حیرت ہی کہ کبھی شعر موزون نہین کیا اور ایسے شعر نکالے مین نے کہا مجھکو توقع تو ایک مصرع بھی موزون ہونے کی نہ تھی تایید یزدانی شامل ہو گئی کچھ شعر نکل آئے اور الحمدللہ آپنے پسند فرمائے اگر کوئی سقم و عیب ہو تو اوس سے آگاہ فرمائیے کیونکہ آپ کہنہ مشاق ہین شاعری کے عیب و صواب پر آپکی جلد نظر پہونچتی ہی فرمایا واللہ باللہ میرے خیال مین کوئی نقص کسی قسم کا نہین آتا ہی اس غزل کو بجنسہ رہنے دینا چاہیے چونکہ یہ غزل ابتدائی ہی ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے یہان پر لکھنا خالی لطف سے نہین ہی وہ یہ ہی۔

صد شکر ہمین کاکل پیچان سے نکالا
اللہ نے کیا بھول بھلیان سے نکالا

ہمت نے مجھے منت دونان سے نکالا
کیا کاہ کو کوہ غم احسان سے نکالا

باقی نہ رہے اشک تو رو رو کے شب ہجر
خونناب جگر دیدۂ گریان سے نکالا

اک دل نہین پھر کیفیت ضبط خبردار
آنسو جو کوئی دیدۂ گریان سے نکالا

آدم کے لیے حیلہ ہوا دانۂ گندم
الفت نے تری روضۂ رضوان سے نکالا

ممنون رہین گے ترے تا روز قیامت
ای موت جو رنج شب ہجران سے نکالا

خورشید قیامت کے نکلنے کی ہوئی دھوم
داغون نے جو سر چاک گریبان سے نکالا

مشاعرہ منعقد ہوتی تھی شہر و بیرون شہر کے شعرا ے نامی بکثرت شریک ہوتے تھے اور غزلخوانی فرماتے تھے راقم سطور بھی گو شعر نہین کہتا تھا اور نہ پڑھتا تھا الا بوجہ استیلاے شوق استماع کلام سخنوران ہر صحبت مشاعرہ مین شریک ہوتا تھا غرضکہ ایک تو شوق کشان کشان لیجاتا تھا دوسرے جناب مرزا صاحب محتشم الیہ کے اخلاق کی کشش ایسی تھی کہ اوسکے باعث باوصف لحوق ضروریات موفورہ نہ شریک ہونا مشاعرہ مین دل کو پسند نہین آتا تھا بسبب ازدیاد شوق شعر و سخن چند کتب و رسائل عروض و قافیہ نہایت کاوش و جانکاہی سے بطور خود کچھ مطالعہ سے اور بعض مشکل مقامات ماہران عروض و قافیہ سے دریافت کرکے ایسی استعداد حاصل کرلی تھی کہ شعر سنتے ہی شاعری کے محاسن و عیوب پر ذہن دوڑ جاتا تھا چنانچہ اوس زمانے مین میرے ایک دوست دیرینہ مخلص بے کینہ ناظم یکتا نثر بے نظیر جناب مولوی سید امراؤ علی صاحب خطیر جناب منشی موہن لعل صاحب رئیس شہر کے صاحبزادہ لالہ شمبھو ناتھ صاحب کو اونھین کے دولت سرا پر پڑھاتے تھے حسب اتفاق مین مکتب مین گیا تو مولویصاحب ممدوح نے موافق عادت مستمرہ ازراہ بے تکلفی اپنی ایک غزل تازہ کہی ہوئی سنائی اور داد چاہی میرے ذہن ناقص مین جو بات غزل مین خوب و زشت معلوم ہوئی اوسکو بیان کردیا مولویصاحب موصوف نے قبول و منظور فرمایا اور بے تکلفی کی راہ سے کہا کہ تمکو بس یہی آتا ہی کہ دوسرے کے کلام پر اعتراض کیا کرو اور نقص نکالا کرو سو یہ بات نہایت آسان ہی مگر شعر کہنا خون جگر کھانا ہی سخت مشکل ہی وہ کبھی تمکو نہ آئیگا مین نے کہا آپکا فرمانا بجا و درست ہی مگر مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپکے ایسے عمدہ شعر تو البتہ نہین کہے جائین گے انشاءاللہ تعالی حتی الامکان موزون تو کرلونگا فرمایا تمنے کبھی شعر موزون نہین کیا ہی اب موزون ہونا بھی حیز امکان سے خارج ہی مین نے کہا آپ اپنی اسی غزل کا مصرع بطور طرح عنایت فرمایئے کوشش کرونگا اگر کوئی شعر موزون ہوگیا

حاصل ہوئی جو تمنے یہ روپیہ چڑھائے کہا کہ چار سو روپیہ نقد مین نے ایک جگہ رکھدیے تھے کسی مہینہ ہو گئے نہین ملتے تھے آج مایوس ہو کر منت مانی کہ اگر مولویصاحب کی برکت سے میرے روپیہ گم گشتہ ملجائین گے تو آج ہی پانچروپیہ نذر چڑھاؤنگا جسوقت زبان سے یہ کلام نکلا اوسیوقت ہنگام تلاش روپیون ہی پر ہاتھ پڑا جیسے کیسنے لاکر رکھدیے اور اوسی مقام پر کئی مرتبہ تلاش کر چکا تھا نہین ملے تھے اور سماعی اس قسم کے بہت قصص وحکایات ہین غرضکہ جسوقت سے حضرت اقدس خال معظم داخل خلد برین ہوئے اوس زمانے سے تحصیل علم کی جو ہمت دلمین تھی وہ پست ہو گئی تاہم کتب متداولہ عربیہ منطق وفلاسفہ جناب حضرت اقدس قبلہ مولانا مولوی محمد حسن خان بہادر سب جج سابق فرخ آباد سے اور چند کتب معانی واصول وخلاصتہ الحساب جناب حضرت مولوی مرد العلی صاحب بدایونی سے پڑھین فارسی کی جانب میلان خاطر فاتر قدیم سے تھا بعض کتب کے مقامات مشکلہ شروح سے حل کیے اور جو جو مقام شرح سے بھی حل نہوے وہ جناب منشی خدا بخش صاحب سے کہ فارسی مین اوسوقت یکتاے عصر تھے دریافت کیے اگرچہ عنفوان شباب مین شعر وسخن فارسی اور اشعار ریختہ اردو کا دلی شوق تھا مگر عمدہ اشعار صرف سنکر دلکو محظوظ کرتا تھا شعر موزون کرنے کا کبھی اتفاق نہین ہوتا تھا کیونکہ جناب مولانا استاذنا خال معظم کا حکم تھا کہ طالب علمی کے زمانے مین کبھی شعر نہ کہنا ورنہ تحصیل علم سے حرمان ہو جائیگا بعض احباب اہل سخن ازراہ اتحاد وبے تکلفی اپنا کلام تازہ سناتے تھے راقم سطور اپنے فہم ناقص کے موافق داد دیتا تھا اور لطف شاعری سے جو آگاہ کرتا تھا تو کمال خوش ہوتے تھے اور اگر کسی مقام پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے دخل دیتا تھا یا جرح کرتا تھا تو بطیب خاطر اوسکو پسند فرما کر قبول ومنظور کرتے تھے اوس زمانے مین شعر وشاعری کا چرچا فرخ آباد مین بہت تھا مہر سپہر سخنوری نیر اعظم فلک معنی پروری جناب قبلہ مرزا کلب حسین خان بہادر تخلص نادر کے دولتکدہ پر ہر مہینہ صحبت

وو ساطت سے پرگنہ حیدر آباد ضلع کھیری مین خرید فرمائے اوس عہد مین زمینداری کی ایسی بیقدری وارزانی تھی کہ قلیل روپیہ کے عوض مین اس کثرت سے دیہات خرید لیے کہ سب گانون ایک تعلقہ کے برابر ہوگئے الغرض جناب ممدوح نے دیہات کے نظم ونسق کی ضرورت کے باعث قیام لکھنؤ کو خیرباد کہکر دیہات ہی مین رہنا اختیار کیا اور ایسے منہمک و مستغل انتظام دیہات مین رہنے لگے کہ راقم سطور کے پڑھنے مین بڑا حرج ہونے لگا دو دو تین تین ماہ کے بعد سبق پڑھنے کی نوبت آنے لگی ایک روز وقت پڑھانے کے جناب اقدس نے بہت تاسف کرکے فرمایا کہ مجھکو تیرے سبق نہونیکا بدرجۂ غایت حزن وملال ہوتا ہی مگر کیا کرون ایسے امور ضروریہ لاحق ہوجاتے ہین کہ مین سخت مجبور وبے اختیار ہوجاتا ہون بہت صحیح ہی (لکل شیٔ آفۃ وللعلم آفات) بالفعل مین دو تین ماہ بہت عدیم الفرصت ہون اس زمانے مین تم اپنے والدین کی قدمبوسی سے شرف حاصل کرآؤ جب اطمینان ہوجائیگا تمکو بلا لونگا پس بموجب ارشاد والا بندگان احقر غریبکدہ پر واپس آیا زیادہ دن منقضی نہوسے تھے کہ ہنگامہ غدر برپا ہوا اور ایسا طوفان قیامت خیز اوٹھا کہ جن زمینداروں سے دیہات جناب ماموں صاحب قبلہ نے خریدے تھے اونھین نے بہ نیت غصب دیہات عین غدر مین موضع روشن نگر مین قریب گولہ گوکرن کے جناب خال معظم کو مع اونکے اخ اوسط شربت شہادت پلایا (انا للہ وانا الیہ راجعون) راقم سطور کی حیات مستعار باقی تھی کہ پہلے سے قائد تقدیر الٰہی نے اوس مقام رستخیز سے کشان کشان فرخ آباد مین پہنچادیا تھا ہنوز دونون شہیدون کے مزار خام موضع مذکور مین موجود ہین اور جو فیوض وبرکات وہان سے ظاہر ہوتے ہین وہ باشندگان اطراف وجوانب دیہ پر اظہر من الشمس وابین من الامس ہین یہ حال تو راقم سطور کا چشم دید ہی کہ ایک روز مین قریب مزار شریف بیٹھا تھا ایک شخص قوم کا حلوائی باشندۂ گولہ گوکرن آیا اور پانچ روپیہ مزار پر چڑھائے مین نے استفسار کیا کہ تمھاری کیا مراد

سوانح عمری
جناب مولوی محمد رستم علی خان صاحب
ادیب
مصنف دیوان مرغوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق سخن آفرین محال ہی اور نعت پیمبر سید مرسلین بیرون از وہم وخیال ناچار عنان اشہب خامہ
ادب اصعب گذار سے منعطف کر کے ماہران دقائق نکتہ دانی و واقفان غوامض شیوا بیانی کی
خدمت مین گزارش ہی کہ راقم سطور قصیر البلاغ قلیل المتاع احقر عباد اللہ السبحان محمد رستم علیخان ادیب
تخلص ابن محمد ابو علیخان کا مسقط الراس شہر فرخ آباد ہی اور سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین کتمان عدم سے
عالم وجود مین آیا چنانچہ نیاگان احقر نے دو مادہ تاریخ تولد نکالی ایک (لخت جگر) ۱۲۵۲ھ دوسرا (برخوردار هم) ۱۲۵۲ھ
ایام صغر سنی مین مجھکو اپنے خال اوسط جناب مولوی محمد عبد اللہ خانصاحب مرحوم سے ابتدائے کتب فارسیہ
پڑھنے کا اتفاق ہوا جب فی الجملہ حرف شناسی ہوگئی حسب ارشاد جناب قبلہ والد ماجد مغفور
اکتساب علم عربی کیواسطے شہر لکھنؤ جناب حضرت اعلم العلما و افضل الفضلا حلال معضلات معقول
و منقول کشاف رموز فروع و اصول خال معظم جناب مولوی محمد کرم خان صاحب کی خدمت فیضدرجت
مین حاضر ہوا جناب ممدوح نے ایسی محنت دلی اور شفقت پدری سے کتب عربیہ کی تعلیم فرمائی
کہ زمانہ قلیل مین کتب عربیہ وفارسیہ کی عبارت صحیح پڑھنے کی مہارت کماینبغی حاصل ہوگئی جناب
خال معظم موصوف سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین نحیف کو ہمراہ لیکر لکھنؤ سے ضلع کھیری مین تشریف لائے
اوس زمانے مین شاہ اودہ کی جانب سے سید محمد حسین خان صاحب بہادر نگمکر چکلہ دار قصبہ
محمدی تھے اونھین کے پاس تشریف لاکر قیام کیا اور چند دیہات چکلہ دار موصوف کی اصلاح

ماحضر کرکے تناول اوسی دن ایک وقت
محفل رقص کو فرمایئے رشک گلزار

آپکے آنے سے گھر پہ مری عزت ہوگی
اور کم ہوگا نہ کچھ رتبۂ عالی زنہار

قطعۂ تاریخ چاہ خود واقعہ شہر فرخ آباد محلہ گڑھی کہنہ قریب مکان مسکونہ

باغ مین اپنے خاص گھر کے قریب
چاہ بنوایا مین نے ہی فی الحال

حق کی توفیق اور مدد سے بنا
ورنہ میری کہان تھی ایسی مجال

پانی ایسا لطیف و شیرین ہی
وصف مین ہی زبان ناطقہ لال

مردم و مرغ و مور ہون سیراب
اجر دے مجھکو ایزد متعال

مصرع سال اوسکا ہی یہ ادیب
چشمۂ فیض چاہ آب زلال

۱۲۸۰ھ

جو ما حضر اوس وقت ہو وہ کریں تناول
فرمائیے ممتاز تو احسان بڑا ہی

پھر شب کو جو ہون عقد کی محفل مین شریک آپ
تو ذرہ نوازی سے بعید آپکی کیا ہی

اے مہر کرم آپکے آنے سے مرے گھر
مجھ ذرۂ ناچیز کا اعزاز بڑا ہی

رقعہ شادی میان زاہد علی خلف منشی منصب علی صاحب ساکن قصبہ حیدر آباد ضلع کھیری ملک اودھ

چمن دہر مین کیا آجکل آئی ہی بہار
مے عشرت سے جوانان چمن ہین سرشار

شادمانی ہی کچھ ان روزون جہان مین ایسی
دیکھو جس سمت کو سامان طرب ہین طیار

باغ عالم مین چلی باد مسرت ایسی
بادہ نوشون کی طرح جھوم رہے ہین اشجار

بج رہی ہی کہین مردنگ کہین پر شہنا
کہین بجتی ہی پکھاوج کہین بجتا ہی ستار

کہین قمری کی صدا شور عنادل ہی کہین
کہین کوئل کا ہی شور اور پپیہے کی پکار

پائے کوبان ہی کہین زہرہ مسرت کے سبب
رقص کرتے ہین کہین عشوہ گران فرخار

شور قمری و عنادل کی صدا کے باعث
باغ مین سبزۂ خوابیدہ ہوا ہی بیدار

بادۂ عیش سے مملو ہی سبوے غنچہ
جام لالہ مے عشرت سے ہوا ہی سرشار

زہد صد سالہ کیا فصل بہاری مین ترک
زاہد خشک ہوا بادہ کشی کو طیار

فیض موسم سے ہوئی نرگس بیمار اچھی
بخت خفتہ تھا ہمیشہ سے ہوا اب بیدار

قصر گردون مین بھری خندۂ گل کی ہی صدا
شور سے گونجے نگیون گنبد و دیوار

فیض یہ روح نباتی مین ہی فصل گل کا
طائر رنگ چمن اوڑنیکو اب ہی طیار

عقد فرزند کے سب جمع ہوے ہین سامان
مجھکو لازم ہی کرون شکر خداے غفار

الغرض شادی زاہد علی ارشد نے
فروری ماہ کی تا پچیس کو پایا ہی قرار

عرض ہی آپ سے منصب علی احقر کی
بخشیے آکے مرے گھر کو گلستان کی بہار

ہی فیض بہاری ورود یونٔے سے پیدا
ہی زینت گلزار مین مصروف بہار آج
اسدرجہ ہی امداد پر آمادہ زمانہ
ہی خسرو گل جلوہ نما تخت چمن پر
ہر تختے مین جلسہ ہی عروسان چمن کا
یہ فصل بہاری کی ہی آمد کی مسرت
کس رتبہ مسرت ہی جوانان چمن کو
سامان طرب مد نظر ہی جو فلک کو
عالم مین خوشی سے یہ ہوا شور عنادل
گلزار مین ہر سو ہین شگفتہ گل و ریحان
گلشن مین جدھر دیکھو ادھر ہی گل خورشید
بالیدہ ہوا فیض بہاری سے کچھ ایسا
ہر سمت نظر آتے ہین سامان مسرت
بربط ہی کہین اور کہین چنگ کا ہی شور
سامان طرب دیکھ کے نرگس کو ہی حیرت
الحاصل ان ایام نکو عیش و طرب مین
ممتاز علیخان جو ہی لخت جگر خرد
باصد ادب و آرزو و عجز یہ احقر
فرماکے قدم رنجہ دم صبح مکان پر

داماں نظر سبزۂ گلشن سے ہرا ہی
جاروب کش صحن چمن باد صبا ہی
غنچونکی نسیم سحری عقدہ کشا ہی
گلزار مین ہر شاخ چمن دست دعا ہی
سوسن کی زبان مستعد مدح و ثنا ہی
گلزار مین ہر نخل کھڑا جھوم رہا ہی
جو گل ہی وہ گلزار مین نوشاہ بنا ہی
غنچون کے سبو مین مئی عشرت کو بھرا ہی
ہر گنبد گردون فلک گونج رہا ہی
سوسن ہی کہین اور کہین لالہ کھلا ہی
خورشید منور کی طرح جلوہ نما ہی
ہر نخل کرمیدن کی بھی ہمت سے بڑا ہی
جلسہ ہی طرب کا کہین بزم شعرا ہی
بجتا ہی کہین دف کہین شہنا کی صدا ہی
سوسن یہ سمان دیکھکے مصروف ثنا ہی
ان بزم خوشی کے لیے تعین ہوا ہی
سب اوسکی ہی شادی کا یہ سامان ہوا ہی
اب خدمت عالی مین یہی عرض رسا ہی
جو آپ کرین ذرہ نوازی تو بجا ہی

ولادت کی جب سے سنی ہی خبر
رہے فرق پر سایۂ والدین
ہو گلزار عالم کو جب تک قیام
ولادت کی تاریخ ہی یہ ادیب

ہین شادان و فرحان صغیر و کبیر
ہمیشہ بفضل خدای قدیر
رہے گلشن دہر مین جاگیر
تولد ہوا رشک ماہ منیر ۱۳۱۰ھ

راقم داد طلب محمد رستم علیخان ادیب ۱۹۰۱ع

قطعہ تاریخ کتاب عقائد مذہ اردو ترجمہ عقائد نامہ مولوی جامی از تالیف مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل

عقائد نامہ جامی کا لکھا ہی ترجمہ ایسے
ادیب اوسکی لکھو تاریخ طبع اس ایک مصرع مین

جمیل خوش سیر نے جسمین زیبایش سراپا ہی
عقائد نامہ کا کیا ترجمہ اردو مین لکھا ہی ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ تعمیر چاہ خود واقع مقام روشن نگر مملوکہ خود تھانہ گولہ گوکرن ضلع کھیری

قطعہ سال بنای چاہ محمد رستم علی خان ۱۹۰۰ع

اک لگایا ہی باغ نو مین نے
ایک سے ایک ہی نفیس درخت
حق کی توفیق اور اعانت سے
باہمہ عمدگی و زیبائی
ابتو روشن نگر مین اسکے سوا
مصرع سال ہی ادیب یہ خوب

اوس مین اشجار ہین سبھی دلخواہ
ہین ثمر جسکے رشک مہر و ماہ
ہوئی تعمیر چاہ کی بھی چاہ
بن گیا وہ بھی خوب و خاطر خواہ
نظر آتی نہین ہی نزہتگاہ
چشمۂ فیض اب بنا ہی چاہ ۱۳۱۸

رقعہ شادی کتخدائی برخوردار محمد ممتاز علیخان پسر خرد مصنف دیوان ۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵

شاداب ہی گلزار جہان شکر خدا ہی
مضمون طرب ہر ورق گل مین لکھا ہی

هر مطلع او چو مطلع مهر
آئینۂ روے او چنان صاف
بنمود ادیب فکر تاریخ
در بینه وز بر بر آمد

هر شعر بروشنی چو شعری است
گر لفظ معانیش هویداست
از زیور طبع چون بیاراست
دیوان مجیب نیک و زیباست

۱۳۱۸ھ

دیگر

گشت کلام مجیب طبع چو با حسن و زیب
مصرع سالش ادیب گفت بمعجم حروف

نقش دیگر مثل او هست بعالم محال
هست کلام مجیب مظهر مجد و کمال

۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ وفات غلام احمد خان خلف الصدق منشی غلام قادر خان الفضا خان بهادر سپرنٹنڈنٹ ریاست اگر ملہ سنٹرل انڈیا ایجنسی

در جوانی غلام احمد خان
مصرع سال فوت گفت ادیب

با خداے غفور کرد وصال
رفته جنت جوان ماه جمال

۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ تولد فرزند ارجمند جناب نواب صاحب والا مناقب حاجی حرمین شریفین نواب محمد اصغر حسین خان بهادر ڈپٹی مجسٹریٹ فرخ آباد

قطعۂ تولد فرزند دلبند ارجمند جناب نواب صاحب بهادر عالی جاه

۱۹۰۱ء

جو نواب صاحب کو روز سعید
سپهر سعادت کا پر نور مهر
ترقی عمر اور دولت کی ہو

دیا حق نے فرزند بدر منیر
وه ہی خوبی و حسن میں بے نظیر
بحق رسول بشیر و نذیر

قطعۂ تاریخ تشریف آوری جناب حاکم عدل پرور عادل داد گستر جناب ڈیوہرسٹ صاحب بہادر بعہدہ کلکٹری فرخ آباد

ز فیض آمد صاحب کلکٹر
شده هر یک چو گل خندان و دل شاد

ادیب این مصرع سال مسیحی ست
بشد بستان ز مقدم فرخ آباد ۱۸۹۸ء

قطعۂ تاریخ طبع دیوان اردو عارف خدا آگاه جناب طالب حسین شاه صاحب مجیب

چه طبع ساخته دیوان مجیب طالب حق
غزل قصیده رباعی و قطعه هست درو

ادیب گوهر تاریخ این چنین سفتم
کلام سحر حلال و فصیح و خوب و نکو ۱۳۱۸ھ

دیگر

چو دیوان مجیب معرفت کیش
ز حسن زیب جمع و طبع آراست

بگفتم ای ادیب این مصرع سال
کتاب طرفه با حسن زیباست ۱۲۱۸ھ

دیگر

دیوان مجیب رشک خورشید
شد طبع جواب نور صبح ست

سال طبعش ادیب گفتم
دیوان چه کتاب نور صبح ست ۱۳۰۱۸ھ

دیگر

طبع دیوان شد بخوبی بی مثال
ششدر و حیران ز حسنش هر لبیب

گفت ادیب این مصرع تاریخ او
خوب و محسود ست دیوان مجیب ۱۳۱۸ھ

دیگر

دیوان مجیب طرفه نظم ست
شرمنده ز نظم او ثریاست

گشت چون ختنۂ باقر حسن از فضل خدا ۔ شب شب قدر شدہ روز ز شادی نوروز
گفت ہاتف بمن این مصرع برجستہ ادیب ۔ شد ادا سنت اسلام بیوم فیروز
۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ ملاقات حکیم محمد عمر خان صاحب ملازم راجہ مہیوہ ضلع کھیری

چون ز شہر فرخ آباد آمدم با صد مراد ۔ بہر پابوس حکیم حاذق و شاعر فہیم
دامن امید پر گشتہ بگلہائے لقا ۔ غنچۂ دل خندہ زن شد چون گل باغ نعیم
در حروف معجمہ مصرع سالش گفت ادیب ۔ مالک طب را بادشاہ و غمگسار حکیم
۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات حکیم اصغر حسین صاحب

کرد رحلت چون حکیم اصغر حسین ۔ ریخت اشک از غم گدا و پادشاہ
گفتم این مصرع تاریخش ادیب ۔ خسرو اقلیم طب مرد آہ آہ
۱۳۱۴ھ

دیگر

حیف اصغر حسین رحلت کرد ۔ بود حاذق حکیم و نیک طبیب
مصرع سال ای ادیب اینست ۔ رفت جنت حکیم ہند لبیب
۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد منشی منصب علی صاحب ساکن قصبہ حیدرآباد ضلع کھیری

کرد چون منصب علی مسجد بنا ۔ شاد از تعمیر ہر دیندار شد
مصرع تاریخ گفتم ای ادیب ۔ مسجد منصب علی تیار شد
۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ کتاب حاجی حکیم مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل

کتاب طرفہ و زیبا جلیل نے لکھی ۔ کسی طرح نہیں ممکن کسی سے اوسکا جواب
کہا ادیب سے ہاتف نے مصرع تاریخ ۔ لکھی جلیل نے پاکیزہ خوب ہے یہ کتاب
۱۳۱۴ھ

تاریخ رحلتِ داروغہ غلام نبی صاحب

چو از دار فانی بخلد برین	سخی صاحب جود رحلت نمود
ادیب این چنین سال فوتش بگفت	غلام نبی عابد و نیک بود ۱۳۰۸

قطعۂ تاریخ شادی فرزند جناب نواب صاحب والا مناقب جناب نواب پیارے صاحب رئیس شمس آباد

چون بشد فرزند نواب سخی	کتخدا از فضل و اکرام آلہ
در حروف معجمہ شد سال جشن	گشت نیکو اقتران مہر و ماہ ۱۳۱۰

دیگر

چو در زمان ہمایون و ساعت مسعود	بشد نکاح محمد تقی بفضل قدیر
ادیب مصرع تاریخ فی البدیہ بگفت	قران مہر شود دائما بماہ منیر ۱۳۱۰ھ

دیگر

ہے یہ جشن آج اونکی شادی کا	پیارے صاحب کے ہین جو نور نظر
ای ادیب اوسکی تو یہ لکھ تاریخ	ہو گیا اتصال شمس و قمر ۱۳۱۰ھ

دیگر

از فرط عیش بر در نواب نامدار	شد بزم منعقد کہ خجل جشن جم از و
در معجمہ حروف بگو سال ای ادیب	شد دعوت نکاح محمد تقی نکو ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ دیوان رباعی لالہ بنواری لعل صاحب لطیف وکیل

جب ہوا مطبوع دیوان رباعی لطیف	ہو گئی خوبی و زیبائی کی شہرت کو بکو
طبع کا اوسکی یہی مصراع تاریخ ای ادیب	شہرہ دیوان رباعی کا ہی افزون چار سو ۱۳۱۰ھ

تاریخ ختنہ باقر حسین فرزند جناب حکیم سید اسمعیل حسین صاحب

دیگر

صفیر شاعر و منشی چو شام یکشنبہ   بمرد صبر ز قلب جوان و پیر برفت
ادیب سال وفاتش بحرف معجم گفت   بخلد ماہ صفر مہربان صفیر برفت ۱۳۰۶ھ

دیگر

حیف یکشنبہ روز ماہ صفر   کرد رحلت صفیر نیکوخو
گر بپرسند سال رحلت او   اے ادیب جگر فگار ز تو
ور ز بر بینہ تو سال وفات   شد بسوے جنان صفیر - بگو ۱۳۰۶ھ

دیگر

صفیر نکتہ سنج و بلبل ہند   گئے باغ جنان سے خلد کو واے
ادیب اوسکی مسیحی ہی یہ تاریخ   چراغ شعر گوئی گل ہوا ہاے ۱۸۸۸ع

تاریخ وفات نواب والاجاہ معدن سخاوت آبی بہادر محمد ظفر حسین خان بہادر

ماہ شعبان روز آدینہ چو در گلزار خلد   رفت نواب ظفر جنگ از گلستان جہان
در فراقش خون ناب از چشم نرگس میچکد   پارہ پارہ شد قبای گل ز رنج بیکران
خاک میریزد زمین بر سر برنج فوت او   جامۂ نیلی ببر دارد بسوگش آسمان
منکہ از یک عمر رہون محبت ماندہ ام   چون نباشد چشم گریانم ازین غم خونچکان
در حروف معجمہ تاریخ گفتم اے ادیب   شد جنان نواب والا مرتبت والا مکان ۱۳۰۷ھ

دیگر

جب کہ نواب ظفر جنگ آسمان عز و جاہ   دار فانی سے گئے دار البقا افسوس و اے
مصرع تاریخ رحلت یہ کہا دل نے ادیب   داخل جنت ہوے نواب عالیجاہ ہاے ۱۳۰۷ھ

شعرا ے زمانہ حال باجاہ و جلال کو مژدۂ تازہ ہو کہ طباع کامل آشناے بحار نکتہ دانی زبدۂ کملاو
جان فنون تاج رنگین مقالان - صاحب کمال افسر بلند خیالان - والاجاہ گل زیباے
گلزار سخنوری - عیسی دم مہر فلک مدح گستری - معدن علوم جلیلہ گلگونۂ چہرۂ فصاحت - ابرو
وفا گوہر بے بہاے کان براعت - ناطق باکمال سرمۂ دیدۂ نازک خیالی - بلند قدر نمک مائدۂ
شیرین مقالی - جناب سید یاد حسین صاحب یاد نے اپنا کلام جہان طرب جمع کیا ہی
عجب کلام ہی کہ اقسام دُر شاہوار سے مملو - کیا یگانۂ روزگار دیوان ہی کہ ہر مصرع دلجو - شیرین
معنی مین حلاوت جان - مطالعہ زیبائی ناتوانون کی ہی توان - واہ کیا گلشن نور ہی کہ مہرگان
سے مصون - طرفہ گلزار ہی جو کہ گلہاے معنی سے مشحون - ایسا فلک ہی کہ انجم معنی عمدہ
اوسمین تابان ہین - اور حروف مشابہ مہر و ماہ جلوہ کنان - دوائر حروف مانند حلقۂ گیسوے
جادو نگہان نازنین و ملیح - ہر نقطہ خال بازیب حسینان صبیح - بین السطور ہی یا راہ کوچۂ گیسوے
جادو چشم حور - سیاہی چمک مین مانند زیبا چہرۂ گلبدنان ہندی پُر نور - ادیب کی کیا مجال
کہ اس زیبا کتاب لاجواب نادر و نایاب کا وصف سے لکھے - اور کیا طاقت و حوصلۂ ادیب کہ
مدح دیوان یاد احاطۂ بیان مین لائے - بس تمام کرنا اس کلام کا دعا پر اولی - یارب قدیر احد
مجید دیوان یاد مقبول روزگار رہو - اور بد حال عدو پامال اور محب شاد لیل و نہار ہو -

درین زمانہ چو دیوان یاد طبع بگشت	بحسن و خوبی خود شد بطبعہا مرغوب
ادیب مصرع تاریخ فی البدیہ بگفت	کلام نیکو و سحر حلال و صاف و خوب

تاریخ وفات شاعر بے نظیر منشی امداد حسین صاحب صفیر

شاعر و منشی صفیر معدن تقوی وجود	گشت ز گلزار دہر داخل باغ جنان
مصرع تاریخ او گفت ادیب اینچنین	مردہ صفیر زکی بلبل ہندوستان

جسکو کہتے ہین سکندر اوسکا ہی آئینہ وار — جسکا دارا نام ہی دروازے کا دربان ہی

فرق گردون سے کلاہ مہ گرے ہنگام دید — اوس شہ گیتی کا ایسا ہی بلند ایوان ہی

دانش و فہم و ذکا و ذہن عالی کے حضور — طفل مکتب سے بھی کمتر عقل مین لقمان ہی

ذرہا ے خاک در ہین غیرت مہر منیر — اوسکے کوچے کا ہر اک ادنی گدا سلطان ہی

بحر امواج الم سے کیا اوسے خوف و خطر — وہ شہنشاہ زمانہ جسکا پشتیبان ہی

عدل سے ظالم ضعیفون پر نہین کر سکتے ظلم — شیر آہو پر کرے حملہ یہ کیا امکان ہی

ایسے شاہنشاہ عادل کو کیا فرمان روا — یہ خدا کا ساکنان ہند پر احسان ہی

ملکۂ وکٹوریہ فرمان روا ے ہند نے — کی حکومت شصت سال اسکی خوشی اس آن ہی

پی رہے ہین بادۂ عشرت جوانان چمن — گلشن عالم مین ہر سو عیش کا سامان ہی

ہی مئ عشرت بھری ہر اک سبوے غنچہ مین — دیکھکر سامان یہ نرگس بہت حیران ہی

جلوہ گاہ طور کا ہوتا ہی شک ہر ایک کو — روشنی سے اسقدر پر نور ہر دوکان ہی

مجمع اہل بزم کا ہی یا ہی انجم کا ہجوم — آسمان ہی یا کمیٹی گھر کا یہ ایوان ہی

ہوکے حاضر دیکھ لیتے روشنی بزم عیش — چاند سورج کو بھی خواہش یہی ارمان ہی

کاش ہو جاتا میسر بزم عشرت کا طواف — اس تمنا مین فلک دن رات سرگردان ہی

ہو مبارک قیصر ہندوستان کو یہ خوشی — یہ دعا خالق سے اپنے ہر گھڑی ہر آن ہی

مصرع سال مسیحی ہو خوشی سے کے پڑھا ادیب — شصت سالہ جوبلی سے شاد ہندستان ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو العزیز المجید الکریم خاتمہ دیوان ریاض طوطی ہند از بندہ ادیب

از جملہ فقرہا سال طبع دیوان زیب اوج جناب یاد حسین صاحب می آید

حمد خداے تعالی قادر مطلق محال ہی ـ نعت نبی اجل سید کونین ہادی دین مین زبان ناطقہ لال ہی

ہر ایک شہر مین کالج ہی دیا ہین اسکول
کہین نہین ہی جہالت کا نام اور نشان

رعایت اپنی رعایا کی یہ ہوئی منظور
بنائین سڑکین مصفا مثال کاہکشان

بنائی ریل بصرف زر خطیر ایسی
کہ جس سے ہوگئی مشکل کی راہ ور آسان

ہزارون لاکھون روپے سے بنے شفاخانے
جہان کہ ہوتے ہین اچھے مریض پیر و جوان

ہوا ہی تار کا جسدن سے محکمہ جاری
ہزارون کوس کے ہین حال ور گھر مین عیان

نکالی نہر رعیت کی زیست کا باعث
کیا جو غور تو بیشک ہی چشمۂ حیوان

رواج ٹیکے کا چیچک کے جب سے فرمایا
ہر ایک طفل رعایا کے جان کی ہی امان

فلک قدیم سے فرمان پذیر نوکر ہی
ہین چوبدارون مین فغفور و قیصر و خاقان

کسی طرح نہین ہوسکتی مجھسے اسکی صفت
ادیب چاہیے ہر دم دعا یہ ورد زبان

جناب قیصر ہند آفتاب برج شہی
رہین زمانے مین جبتک ہین مہر تابان

قطعہ تاریخ بنای کوٹھی جناب راجہ سید رضا حسین صاحب واقع راج کنوارہ ضلع کھیری

جو ہین راج کنوارہ کے راجہ صاحب
رضائے حسین اونکا ہی نام ظاہر

خرد ور عقیل و در بحر دانش
جواد و سخی ہین بافضال قادر

اونھون نے وہ کوٹھی بنائی ہی زیبا
کہ توصیف مین جسکی ہی نطق قاصر

ادیب اسکی تاریخ ختم بنا ہی
بلاشک بلاریب کوٹھی ہی نادر

قطعۂ مبارکباد جوبلی شصت سالہ قیصر ہند دام اقبالہا

۱۸۹۷ع

آج اوسکی جوبلی شصت سالہ کا ہی جشن
آسمان ہفتمین سے جسکی اعلی شان ہی

گو کہ ہی وہ قیصر ہندوستان شاہ جہان
اوسکا دار الملک شہر خاص انگلستان ہی

فراوانی تجلی بام و در نمونۂ جلوہ گاہ نور علی نور۔ گلزار نو ایسا عمدہ طیار ہوا ہی کہ جسکی توصیف مین زبان ناطقہ کی لال ہی۔ ایسا اچھا چمن طرب آگین عالم خیال محال اندیش مین محال ہی ہماری جناب ملکۂ عالی جاہ داد پناہ قیصر ہند کی سلطنت کو پچاسوان سال ہی۔ سب رعایا کو اس جشن جوبلی کی خوشی کمال ہی۔ شارع عام پر جس طرف دیکھو دو رویہ جدید نفیس جلوۂ کوہ طور کا پیدا۔ شہر کا ہر کوچہ گلی بھی مثل پردۂ دیدہ کے مصفا۔ رب لایزال کا شکر ہم پر واجب کہ عہد ملکۂ قیصر ہند مین پیدا کیا۔ اور دائم ملکۂ عدالت پرور کے سایہ مین آرام دیا۔ **ادیب** احقر نے ہر فقرۂ زیبا مین التزام سن عیسوی کیا ہی۔ یہ تمام مبارکباد نامہ والا جاہ اس صنعت سے بھر دیا ہی۔ یا خدا نور مہر و ماہ جب تک زیب جہان رہے۔ انجم عمر ابدی و کوکب اقبال جناب ملکۂ قیصر ہند تابان رہے۔

قصیدہ جشن جوبلی ملکۂ قیصر ہند

ہزار شکر خداوند عالم امکان — کہ باغ دہر مین ہی جشن جوبلی کا عیان

پچاس سال سے ہین متکی تخت شہی — جناب قیصر ہند اعظم شہنشاہان

فلک وقار قمر چہر معدلت گستر — فروغ مردمک چشم خلق و جان جہان

کسی طرح بھی صفت اوکی نہین ممکن — قلم بیان عدالت مین ہی بریدہ زبان

صفت یہ داد اور انصاف کی ہی ادنی سی — کہ باغ ہند مین رکھا نہین ہی نام خزان

سنا ہی جب سے لقب اوسکی عادلیت کا — بغل مین بچۂ بز پالتا ہی شیر ژیان

ستم کا نام ہی اسطرح محو عالم سے — کہ ناپدید ہی جیسے دہان تنگ بتان

ہمیشہ مد نظر پرورش ہی عالم کی — ہین مستفیض کرم جملہ شہری و دہقان

کسی کے مذہب و ملت سے کچھ نہین ہی غرض — مگر ہین علم و ہنر کے رواج کے سامان

آئی پھر فصل بہاری بڑھ چلا جوش جنون
دامنِ دل کو ہوئی خار بیابان سے غرض

بادشاہون کا ہو دل حُبّ جواہر مین اسیر
عاشقِ لب کو نہین لعل بدخشان سے غرض

اہل دولت کو مبارک جھاڑ فانوس اور شمع
مجھ گدا کو ہی چراغ مہر تابان سے غرض

تن کی پوشش چاہیے جبتک رہین ہوش وحواس
جوش وحشت مین نہین کچھ جیب و دامان سے غرض

یہ بھی تھا نیرنگی عشق زلیخا کا اثر
ورنہ یوسف کو نہ تھی کچھ قید و زندان سے غرض

دیتے ہین اہل دغا دھوکا غرض کے واسطے
دیو کو تھی خاتم دست سلیمان سے غرض

فضل حق سے رکھتے ہین گنج قناعت زیر پا
جو گدا ہین اونکو کیا تعظیم سلطان سے غرض

چشم گریان سے ہوا سرسبز صحرا شوق کا
کشت زار عشق کو کیا ابر و باران سے غرض

ہوگیا جسکو تعلق جس سے وہ مرغوب ہی
بلبلون کو کچھ نہین شاخ غزالان سے غرض

اپنے ہمجنسون سے ہوتا ہی ہر اک کو ارتباط
ہون پریشان اس سے ہی زلف پریشان سے غرض

کیون نہو اوسکے دہن پر سبزۂ خط کی نمود
خضر کو رہتی ہی اکثر آب حیوان سے غرض

زخم پر یاد ملاحت سے نمک پاشی ہوئی
شور بختون کو نہین ہی کچھ نمکدان سے غرض

ساکنان کوچۂ جانان کو روز حشر بھی
دیکھنا مطلق نہوگی باغ رضوان سے غرض

کیون نہ دیکھون مصحف رخ کو ادب سے مین ادیب
ہون مسلمان اسلیے ہی ورد قرآن سے غرض

تاریخہای مصنف دیوان ہذا

زیبا جشن بی مثال جوبلی جناب ملکۂ قیصر ہند مبارکباد

جشن جیوبلی جناب ملکۂ بلند پایہ قیصر ہند دام اقبالہا سے جسکو دیکھو شادان ہی- آج اس جلسہ
مالامال نشاط سے ہر ایک بند گل خندان ہی- کمیٹی گھر زیادہ روشنی انجم زیب سے مانند کوہ طور ہی

نہ نکلی حسرت دل رہگیا محروم دید افسوس — مرے تار نظر پھسلے جو عارض کی صفائی سے
نصیبے کی مدد سے ہم جو پہنچے یار کے گھر تک — مشبک سنگ در کردین گے اپنی جبہہ سائی سے
کسی کروٹ نہین پڑتی ہی کل بیتاب رہتا ہون — نہین ہی چین دم بھر صدمۂ درد جدائی سے
ہی لازم گریہ اس حسن و بہار چند روزہ پر — چمن مین گل عبث ہنستے ہین کھل کھل بیحیائی سے
مین ہون وہ بلبل خوش لہجہ اس گلزار عالم مین — عنادل وجد کرتے ہین مری نغمہ سرائی سے
مرے منھ سے لب شیرین کا اونکے نام نکلا ہی — نہین کھلتے ہوے ہین بند لب اپنے مٹھائی سے
کدورت ہی بہم لوگون مین مثل شیشۂ ساعت — نہ دیکھے ہمنے وو دل بھی کبھی ملتے صفائی سے
ہوئے گل منفعل دیکھا جو تجھکو ای گل خوبی — خجل ہو کر چمن مین ہنس رہے ہین بیحیائی سے
ہوا ہون زار ایسا سرگئی آنکھونکی الفت مین — کہ دست و پا ہین لاغر بڑھ کے سرمہ کی سلائی سے
رہا مہمان بنکر دل ہی دل مین گھر کیا آخر — لیا دل ناوک دلدوز نے کیا دلربائی سے
جدا اربع عناصر سے ہوئے فرقت مین یہ تڑپے — گرایا دل کی بیتابی نے گویا چارپائی سے

ادیب اشعار لکھوائے مشیر خوش بیانی نے
وگرنہ مجھکو تھا کیا کام اس ہذیان سرائی سے

غزلہاے متروکہ ردیف

ماہ تابان سے نہ کچھ مہر درخشان سے غرض — ہمکو ہی نظارۂ رخسار جانان سے غرض
دیکھتا رہتا ہون ہردم اپنے داغون کی بہار — عاشق محزون کو کیا سیر بیابان سے غرض
اک مہ روشن جبین سے ہی تعلق آج کل — ای فلک مجھکو نہین ہی ماہ تابان سے غرض
تذکرہ سنتے نہین ہم گوش دل سے اور کا — رہتی ہی ہر وقت دل کو کوے جانان سے غرض

شکست دل اثر مین بڑھگئی ہی مومیائی سے
وصال اپنا ہوا ہی صدمۂ درد جدائی سے

نہ نکلا ڈوب کر جو تیرے بحر آشنائی سے
ہوا پار اوسکا بیڑا دم مین فضل کبریائی سے

ہوا معدوم کچھ ایسا کہ ڈھونڈھے سے نہین ملتا
گھسا یہ سنگ در اوس بت کا ہمنے جبہہ سائی سے

وہ بلبل ہون کہ ای صیاد ہون قید قفس مین خوش
اسیری کا مجھے ہی شوق نفرت ہی رہائی سے

مری فرقت کا دن عمر خضر سے ہی کہین بڑھکر
درازی روز محشر کی ہی کم روز جدائی سے

گیا اسطرح میرے خانۂ دل سے وہ اپنے گھر
بدن کو روح جیسے چھوڑتی ہی بیوفائی سے

یہ حسرت ہی کہ ہیہات ایکدن اوس بت کے دامن تک
نہ پونہچا ہاتھ اپنا بخت بد کی نارسائی سے

ہوا حج خانۂ کعبہ کا گویا ہم کو گھر بیٹھے
کیا گھر اوس بت کافر کے دلمین جبہ سائی سے

حسینونمین نہین کوئی حسین ہمشکل پاتا ہون
تمھاری صورت و سیرت نرالی ہی خدائی سے

محبت کرکے یہ صدمے اوٹھائے ہم نے فرقت کے
کہ آتا ہی کلیجا منھ کو نام آشنائی سے

اسیر دام گیسو ہوتے ہین آزاد دنیا سے
تری زلفون کی قید ای یار بہتر ہی رہائی سے

مجھے جانبازونمین کیا سرفرازی ہوگئی حاصل
ہوا مین قتل جبدم یار کے دست حنائی سے

لیا دل منتین کرکے کیا برباد یون تم نے
بعید ای یار ہی یہ تیری شان دلربائی سے

ہمارے قتل کو خنجر چلیگا کس طرح اونسے
نہین گجریکا بوجھ اوٹھتا ہی جب نازک کلائی سے

ضعیف و زار ایسا کردیا دونکی فرقت نے
کہ بے امداد اوٹھ سکتا نہین مین چارپائی سے

دکھاتے ہین ہم آئینہ اونکو ہاتھ مین لیکر
وہ یکتائی کا دعوی کرتے ہین جب خودنمائی سے

فلک پر برج انجم روز وہ شب کو چمکتے ہین
ستارے گر پڑے تھے جو تمھاری پر پائی سے

دکھا نیکی عبادت تجھکو دوزخ مین نہ لیجائے
مجھے یہ ڈر ہی ای زاہد ترے زہد ریائی سے

فراق یار مین ایذا رسان سامان راحت ہین
پلنگ آسا ڈرا کرتا ہون اپنی چارپائی سے

وہ سنکر اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی آخر
دل سنگین ہوا موم اوس بت کا اشک آنکھوں سے جاری ہوں
ہوا کشتہ جو مین حسن ملیحی رنگ جانان پر
اگر ہی منع رکھنا اسلحہ کا کچھ نہین پروا
سراپا ہو گیا پیری مین زیبا تر جوانی سے
زہے طالع کہ قید غم سے ہون آزاد مین مجنون
نہ یہ گفتار شیرین تھی نہ ایسی بذلہ سنجی تھی
تصور قید خانہ مین ہی مجھ مجنون کو اوس گل کا
نہین ممکن رہائی ضعف مین ہو قید ہستی سے
لب جان بخش کے کشتون پر ایسی حسرتین آئین
کبھی باہر کبھی تھا گھر مین فرط بیقراری سے

جو پونہچی کانین اوس بت کے فریاد و فغان میری
تب فرقت کی آکر دیکھ لے جو سختیان میری
ہما نے کیا مزے لے لے کے کھائین ہڈیان میری
ہی کافی قتل اعدا کے لیے تیغ زبان میری
ہی اُتُو جامۂ تن پر نہین ہین جھرّیان میری
خوشا قسمت کہ زلفین یار کی ہین بیڑیان میری
اوڑائی ہی عنادل نے مگر طرز بیان میری
یہ موجین بوے گل کی ہین نہین ہین بیڑیان میری
یہ زنجیرین ہین پیری مین نہین ہین جھرّیان میری
خضر کہنے لگے ہی ہیچ عمر جاودان میری
شب وعدہ کی کوئی دیکھتا بیتابیان میری

ادیب ایسی رہی غفلت نہ یاد آئی کبھی عقبیٰ
گئی عمر عزیز افسوس ساری رائگان میری

فقیر کوچۂ جانان ہون خوش ہون بینوائی سے
دکھا دیگا کبھی جلوہ جو وہ بت خوش ادائی سے
بھلا کیونکر نہ وصل یار ہو بہتر جدائی سے
مجھے نفرت ہی اے زاہد ترے زہد ریائی سے
اگر ہٹ جائیگا پھاہا مرے داغ جدائی سے
نہین پہلو مین دل ہی دلبرونکی دلربائی سے

نہ بدلون تاج شاہی کو بھی کچکول گدائی سے
تو زاہد ہاتھ دھو بیٹھین گے اپنی پارسائی سے
جو بوے غیر آتی ہو ہمین تیری دولائی سے
کہین بڑھکر ہی رندی اپنی ایسی پارسائی سے
وہ نکلا آفتاب حشر غل ہو گا خدائی سے
ہوئے ہین غرق بحر غم ہم اونکی آشنائی سے

جو ایسی ہی رہیگی گرمی سوز نہان میری
تو ہونگی جل کے خاکستر کسی دن ہڈیان میری

خبر دیتی ہین آ آ کر یہ پیہم ہچکیان میری
کہ یاران وطن کرتے ہین یاد ای دل وہان میری

ہوا جب جوش وحشت پھر کہان قید گران میری
نہ اک جھٹکے مین آ ٹُینگی نظر یہ بیڑیان میری

تمھارے عشق سے ایسی بڑھی ہی عز و شان میری
کہ آ آ کر چومتے ہین لوگ خاک آستان میری

لب جان بخش کے اوصاف مین اشعار پڑھتا ہون
ثنا ور آب حیوان مین ہی ماہی زبان میری

اوڑائے پرزے پیراہن کے ایسے دست وحشت نے
گرین دامن سے جا کر کوس بھر پر دھجیان میری

شب تاریک و بیم موج ہی بے یار و یاور ہون
الٰہی پار کر تو کشتی عمر روان میری

لبون پر جان شوق دید مین ہر دم ہی آنکھون مین
دھلا نیل آنکھون کا ہی پھر گئی ہین پتلیان میری

خدایا ناخدا ملتا نہین تو پار کر بیڑا
عجب منجدھار مین ہی کشتی بے بادبان میری

رہا محروم وصل یار سے ای وائے ناکامی
یہ رگڑین ہجر کی شب گھس گئین سب ایڑیان میری

لکھے ہین عارض پر نور کے اوصاف شعرون مین
مثال شمع روشن ہو گئی ہین انگلیان میری

تری فرقت مین ای گل برگ گل خنجر سے ٹکڑے ہی
نہین پھولون کی ہین زخمون کی ہین یہ دھجیان میری

ابھی دریا لہو کا موجزن ہو سارے عالم مین
اگر آ جائے رونے پر یہ چشم خونفشان میری

یہ سمجھو بعد مرنے کے ٹھکانے لگ گئی مٹی
سگ کوے صنم جو نذ زمین سے ہڈیان میری

تب فرقت نے اوسکی کر دیا زار و نحیف ایسا
کہ لب تک آ نہین سکتی ہی جان ناتوان میری

اوڑے نیند ایسی مثل طائر وحشی نہ پھر آئے
سنائین داستان غم جو اونکو قصہ خوان میری

تحمل جان کا بار گران ہی جسم لاغر کو
نہین باقی رہی ہی ہجر مین تاب و توان میری

گل داغ جگر کہتا ہی خندان ہو کے اوس گل سے
نہ دیکھی ہو تو دیکھ آ کر بہار بے خزان میری

نہ باہر مین کبھی میخانہ سے نکلا وہ میکش ہون
ہوئین زنجیرین موج مے کی گویا بیڑیان میری

داہنے ہاتھ کی اے دل نہو بائین کو خبر | چھپکے اسطرح سے محتاج کو زر چوری سے

۲۲۹

اے ادیب اسکا رہے دھیان سخن سنجی مین
باندھنا عیب ہے مضمون دگر چوری سے

۱۶

دیکھنا جب کہ موافق ہوئی قسمت ہمسے | وہ نکالین گے خود اخلاص کی صورت ہمسے

پھر گئی جب سے تری چشم عنایت ہمسے | نظر آتا ہے کہ برگشتہ ہے قسمت ہمسے

بادہ کش منہ نہ لگائین تو نہ کوئی پوچھے | دخت رز کی ہوئی ہے عزت و حرمت ہمسے

بند لب ہوگئے جسدم پڑھے اوصاف مین شعر | کچھ نہ پوچھو لب شیرین کی حلاوت ہمسے

ضعف ایسا ہے تب غم مین تقابل جو کرین | نہ برابر ہو نقاہت مین نقاہت ہمسے

جو کہ اپنے تھے ہوئے غیر وہ اے سیم بدن | دشمنی رکھتے ہین سب تیری بدولت ہمسے

تارے گن گن کے سحر کرتے ہین آتی نہین نیند | پوچھتے کیا ہو شب غم کی مصیبت ہمسے

ایک دم بھی نہین ہوتے ہین کسی وقت جدا | درد و غم حسرت و یاس اور مصیبت ہمسے

چشم گریان سے ہوا نوح کا طوفان بپا | گھر کو جانے لگے وہ ہوکے جو رخصت ہمسے

رنج ایسا ہو کہ رو دے وہ بت سنگین دل | شب غم کا جو سنے حال مصیبت ہمسے

وہ بھی کیا دن تھے کہ رکھتے تھے بڑا پیار اخلاص | اب تو اون کو ہے مروت نہ محبت ہمسے

تیری فرقت مین تو رات اے مہ خوبی ہے پہاڑ | کسی صورت نہین کٹتی شب فرقت ہمسے

دم گلگشت چمن ناز سے اوس گل نے کہا | حسن مین بڑھکے نہین ہے گل جنت ہمسے

نالہ و آہ وہ کرتے ہین تری فرقت مین | ہوتی ہے اہل محلہ کو اذیت ہمسے

ہجر مین آینہ رو وہ کئے ہین غم کی صورت | صورت آئینہ حیرت کو ہے حیرت ہمسے

شکر کسطرح نہ خالق کا بجا لائین ادیب | اون کو اغیار سے نفرت ہے محبت ہمسے

۲۲۳ | ۲۱

زنجیر کی جھنکار سے جاگ اوٹھتے ہین مردے
غل حشر کا ہی نالۂ زنجیر کہان ہی

اوس گل کے تصور سے ہی گلشن ہمین زندان
ہی خندۂ گل نالۂ زنجیر کہان ہی

دیوانہ ہون اوس چشم سیہ مست کا جب سے
ہی موجۂ می پاؤن مین زنجیر کہان ہی

اوس زلف کے پیچون سے خبر کیا دل نادان
آگاہِ رہِ کوچۂ زنجیر کہان ہی

اوس مست کا زندان مین ہردم ہی تصور
میخانے سے کم خانۂ زنجیر کہان ہی

۲۲۸ — دلتنگ ہون غنچے کی طرح سیر جہان سے
مجھسا بھی ادیب اب کوئی دلگیر کہان ہی — ۱۴

چاہیے مجھکو نہ بیٹھون مین نڈر چوری سے
لاکھ توبہ کرے وہ دزد نظر چوری سے

بوسہ لینا جو ہوا مد نظر چوری سے
رات بھر جاکے رہے یار کے گھر چوری سے

جب وہ گھر جانے لگے وقت سحر چوری سے
سینہ مین درد نے دی اوٹھکے خبر چوری سے

طالب دید پرا دن کا جو سنا ہی غصہ
دیکھ لیتے ہین سر راہگزر چوری سے

دست دلبر سے نہ چھلے کو لے ای دزد حنا
ہاتھ کٹنا ہی برا قطع نظر چوری سے

یار و اغیار سے چھپکر یہ دعا مانگتے ہین
دل ہی دلمین تری الفت کرے گھر چوری سے

دل عشاق سے ای دزد نظر صبر نہ لے
ڈر خدا کے لیے اللہ کے گھر چوری سے

سخت کچھ بھی نہوا اقلیم عدم کی منزل
رہے محفوظ اگر زاد سفر چوری سے

دل عاشق کے نگہبان اگر لاکھون ہون
نکرے خوف کبھی دزد نظر چوری سے

خار کھانے لگے غیر ای گل خوبی مجھ پر
تونے پھینکا جو ادھر کو گل تر چوری سے

کسی صورت سے جو دربانون نے جانے ندیا
خواب مین شب گئے ہم یار کے گھر چوری سے

نقد دل لیتے ہی برباد کیا دلبر نے
کر دیا خاک مرا لاکھ کا گھر چوری سے

خیال آتا ہی جب بیت الحزن مین چشم میگون کا
ہمارے گھر کا روزن دیدۂ مخمور ہوتا ہی
چلی آتی ہی ہچکی ڈھل گیا ہی نیل آنکھون کا
کوئی دم مین اب آخر عاشق رنجور ہوتا ہی

(۲۲۷) ادیب اشعار کہتے ہین لب رنگین کی مدحت مین (۲۱)
اگر خون جگر کھانا ہمین منظور ہوتا ہی

ابروے بت کافر بے پیر کہان ہی
جسکی نہین کچھ روک وہ شمشیر کہان ہی
زلفون سے رہا ہونیکی تدبیر کہان ہی
تقدیر کے ہین پیچ یہ زنجیر کہان ہی
شیرینی گفتار نے عاشق کو کیا قتل
میٹھی ہی چھری آپ کی تقریر کہان ہی
کیا تاب جو ہو عارض روشن کے مقابل
خورشید مین اس نور کی تنویر کہان ہی
عشق لب جان بخش مین ہی زیست مری تلخ
مرجانے سے بہتر کوئی تدبیر کہان ہی
دنیا مین نہین کوئی بھی صورت کا تمہاری
عالم کے مرقع مین یہ تصویر کہان ہی
گلچین کا نہو خوف نہ صیاد کا کھٹکا
یہ بلبل ناشاد کی تقدیر کہان ہی
وہ بیٹھکے پردے مین کیا کرتے ہین باتین
کانون کی طرح آنکھونکی تقدیر کہان ہی
کس طرح مقابل ہو ترے ای گل خندان
ہر گل مین یہ شیرینی تقریر کہان ہی
چلتی ہی موذن کی چھری صبح شب وصل
ہنگام اذان نالۂ شبگیر کہان ہی
ہم تو شب فرقت مین گنا کرتے ہین تارے
کیا جانیے وہ چاند سی تصویر کہان ہی
وہ رند ہون ہی ہاتھ مین جام آینہ رو یاس
جمشید و سکندر کی یہ تقدیر کہان ہی
تلوار بھی مشتاق شہادت کی ہی مشتاق
آنکھین ہین کھلی جوہر شمشیر کہان ہی
ظالم چمن دہر مین بے خوف ہین اُمّ
پامال خزان سبزۂ شمشیر کہان ہی
پیاسے کو پلانے کا بڑا اجر ہی ای ترک
تشنہ ہون مین آب دم شمشیر کہان ہی

غزل مین جب کہ وصف عارض پرنور ہوتا ہی
ورق دیوان کا برگ نہال طور ہوتا ہی

نہین کافور سے ممکن تحمل سوز باطن کا
جو دیکھے زخم دل مرہم ابھی کافور ہوتا ہی

نظر آتے ہین پھر آثار فصل گل کی آمد کے
ہمارے زخم دل کا پھر ہرا انگور ہوتا ہی

بھلا اچھے ہون کیا زخمی تمھارے تیر مژگان کے
یہ وہ ناوک ہین جنکے زخمون کا ناسور ہوتا ہی

وہ بیکش ہون کہ آنکھین پھوڑتا ہون فرط گریہ سے
چمن مین جب خیال نرگس مخمور ہوتا ہی

چلے جاتے ہین سیر نرگستان کو پئی تسکین
نظارہ ہم کو خوش چشمون کا جب منظور ہوتا ہی

نقاب روے روشن وہ اوٹھا دیتے ہین چہرے سے
جلانا شمع کا محفل مین جب منظور ہوتا ہی

نہ کیونکر چرخ سرکش سرنگون سب کو نظر آئے
مثل مشہور ہی نیچا سر مغرور ہوتا ہی

فسانہ اپنے قامت کا پڑھا کرتے ہین وہ شب کو
جگانا فتنۂ محشر کا جب منظور ہوتا ہی

خدا کو مانو باز آجاؤ اب بھی رنج دینے سے
بتو دیکھو بہت نازک دل رنجور ہوتا ہی

دم می نوشی آتی ہی جو یاد جلوۂ ساقی
چراغ بادۂ گلگون چراغ طور ہوتا ہی

ترے عاشق کو گلگشت چمن گھر بیٹھے حاصل ہی
بہار داغ دل کو دیکھکر مسرور ہوتا ہی

تعجب ہی کہ بھرنے سے بھی یہ بھرتا نہین اصلا
حریصون کا مگر زخم دہن ناسور ہوتا ہی

اوٹھاتا ہو نہین دامن وقت گریہ چشم گریان سے
اوٹھانا نوح کا طوفان جب منظور ہوتا ہی

جو ہین مجروح وہ رہتے ہین کب غم کے شکنجہ مین
ہرا کشمکش سے زخم کا انگور ہوتا ہی

گرے کیونکر نہ جلد ای دل عمارت جسم خاکی کی
کہ معمار قضا بن دامون کا مزدور ہوتا ہی

وہ عالی ظرف میرا ساقی جمشید رتبہ ہی
کہ جسکو دیکھکر چین بر جبین فغفور ہوتا ہی

انا الحق کی صدا آتی ہی ہمکو خندۂ گل سے
سبوے غنچہ مین کیا بادۂ منصور ہوتا ہی

کبھی جو ذی نہین رکھتے تعلق خاکساری سے
بلندی پر ہمیشہ خانۂ زنبور ہوتا ہی

ہم سمجھتے ہین رگ برگ گل ترا وسکو
زیرپا اپنے اگر خار وطن آتا ہی

واہ کیا تیری اسیری کا ہی شوق ای صیاد
دام مین اوڑکے ہر اک مرغ چمن آتا ہی

بیدلی چھوڑ کہ بر آئی تمنائے دلی
ای جگر مژدہ کہ وہ تیر فگن آتا ہی

بول اوٹھتا ہی ترے ہاتھ مین قلقل کہکر
شیشہ محفل مین اگر نیم دہن آتا ہی

کیا چھری چلتی ہی غیرون کے کلیجے پر ہائے
جب مرے قتل کو وہ تیر فگن آتا ہی

۲۲۵ — ۹

شبنم انجام کو کچھ سوچکے روتی ہی ادیب
باغ عالم مین جو گل خندہ دہن آتا ہی

کہا جب اون سے مرتے ہین ادا سے
وہ بولے سب غلط اپنی قضا سے

لطافت ہو گئی کیا اور اس سے بڑھکر
عیان ہی راز دل فرط صفا سے
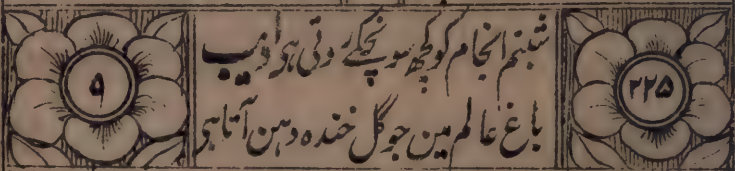
دکھانا دل نہین اچھا کسیکا
ذرا ڈرا وبت کا فرخدا سے

ہوا اچھا مریض عشق آکر
ترا گھر بڑھکے ہی دار الشفا سے

قدم رنجہ جو فرمایا مرے گھر
ملا آنکھون کو پائے دلربا سے

نشان اونکے قدم کا نقش جب ہی
محبت ہی ہر اک کو نقش پا سے

ہر اک سیراب آب تیغ سے ہو
ہمین رہجائین ای جلاد پیاسے

وہین کا ہو رہا پھر کر نہ آیا
عدم کو جو گیا دار فنا سے

۲۲۶ — ۲۴

ادیب ایسا گناہون سے خجل ہون
نظر اوٹھتی نہین ہی پشت پا سے
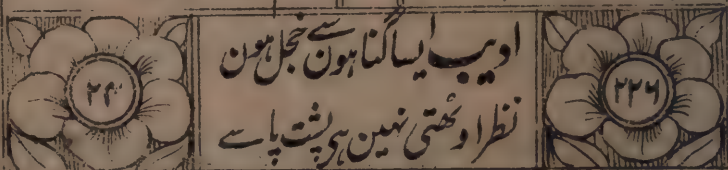
خرامان ناز سے جب وہ سراپا نور ہوتا ہی
چمن مین ہر شجر ہمرنگ شمع طور ہوتا ہی

مقیم آکر کبھی جب وہ سراپا نور ہوتا ہی
ہمارا خانۂ ویران دل معمور ہوتا ہی

مین بیقرار شہر خموشان مین جب گیا
مردے تڑپ تڑپ کے لحد سے نکل گئے

محروم زخم کھانے سے رکھا جنون نے
پھل بر بچھیون کے آتش سودا سے جل گئے

اک دن وصال سے نہ مبدل ہوا فراق
رنگ اس طلسم دہر کے لاکھون بدل گئے

آمد ہوئی جو فصل بہاری کی گوش زد
صحرا کو کپڑے پھاڑ کے وحشی نکل گئے

اوس گل سے آج وصل ہوا صحن باغ مین
شکر خدا کہ نخل امل اپنے پھل گئے

۲۴

وہ آتش جنون ہے مرے سینے مین ہی ادیب
گرمی سے جسکی دانۂ زنجیر جل گئے

۱۸

کیا خجالت مین ہر اک لعل یمن آتا ہی
وصف لب کا مرے لب پر جو سخن آتا ہی

صید کو جب وہ مرا تیر فگن آتا ہی
سر لیے ہاتھ مین ہر ایک ہرن آتا ہی

شب کا سونا نظر آتا ہی مجھے خواب و خیال
یاد جب رات کو وہ سیم بدن آتا ہی

سرو قد کرتے ہین تعظیم جوانان چمن
جب وہ گلروئی گلگشت چمن آتا ہی

بھول جاتے ہین ہمین قید قفس کے نالے
یاد جب خندۂ گلہاے چمن آتا ہی

کوے قاتل مین یہ مشتاق شہادت ہی خلق
کہ ہر اک باندھے ہو سر سے کفن آتا ہی

ہم دکھائین جو کسیدن اثر جذبۂ دل
ابھی آغوش مین وہ عہد شکن آتا ہی

مین وہ وحشی ہون کہ جب آتے ہین ایام بہار
تنگ وحشت سے مری رخت بدن آتا ہی

نام کو تار کفن دست جنون سے نہ رہا
قبر پر میری عبث درز کفن آتا ہی

سن کے صیاد جگر تھام لے یہ درد اوٹھے
ہم کو وہ نالۂ مرغان چمن آتا ہی

شعرا ہیچمدان بنتے ہین خاموشی سے
چپکی لگ جاتی ہی جب ذکر دہن آتا ہی

غیب کے راز کا عقدہ نہ کھلا ہی نہ کھلے
فہم مین کسکے معماے دہن آتا ہی

اے گل نکرتے تیری نچھاور کا جو خیال
غنچے نہ اپنی مٹھیوں مین رکھتے زر کبھی

اسطرح دل چراتے ہین ہوتی نہین خبر
آنکھوں مین گھر یہ کرتے ہین دزد نظر کبھی

جاتے ہین بوسہ لینے جو اوس گل کے پاس ہم
کہتی ہی نازکی کہ نہ آنا ادھر کبھی

برباد ہو جہان مین مٹی ہوا برو
چھوڑے جو اونکی حلقہ بگوشی گہر کبھی

ہوتا ہی دشت بادیہ گردی مین بحر اشک
روتے ہین آبلے جو مرے پھوٹکر کبھی

۲۰۳

امت مین ہین شافع محشر کی ہی ادیب
ممکن نہین ہو روز قیامت کا ڈر کبھی

۱۸

جو نیکیے ساتھ خلق سے حسن عمل گئے
عقبیٰ کی فکر رنج و الم سے نکل گئے

نالے جو سوئے چرخ ہمارے نکل گئے
دل حاملان عرش بریں کے دہل گئے

کیا اضطراب دل ہی کہ ہم بعد مرگ بھی
مانند روح کنج لحد سے نکل گئے

خوبان سنگدل مرے رونے سے رودیے
مانند موم نالون سے پتھر پگھل گئے

دیکھا جو اوسکے ساتھ رقیبونکو بزم مین
غیرون کے مدعا کی طرح ہم نکل گئے

دیکھا جو چشم قہر سے پامال ہم ہوئے
مانند مور پاے نظر سے وہ مل گئے

داغ جنون چمک گئے اوس زلف کے حضور
دیکھو چراغ سامنے کالون کے جل گئے

سوز دروں سے نالے کیے وحشیون نے جب
دامان دشت اشکونکی گرمی سے جل گئے

اوس گل نے جبکہ دور کیا گھر سے غیر کو
خار ملال دل سے ہمارے نکل گئے

کیا صاف دیکھو آئینہ روے یار ہی
پاے نگاہ اہل نظارہ پھسل گئے

جو ہین حباب بحر عدم ہین جہان مین
کیا بود و باش اونکی جو آج آئے کل گئے

ہم جی اوٹھے جو اونے کہا وقت دفن قم
گرتے تھے غار گور مین لیکن سنبھل گئے

تمھارا چاہنے والا ہوا مشہور جبدن سے زمانہ مین بری اوس روز سے توقیر ہوتی ہی

رہا کرتا ہی ذکر زلف پیچان ہر گھڑی لب پر اسی باعث مری اولجھی ہوئی تقریر ہوتی ہی

مری کشتی عمر ای قاتلو رہتی ہی چکر مین عجب طغیانی آب دم شمشیر ہوتی ہی

نہ آئے تو تو کچھ پروا نہین تسکین خاطر کو ہمائے خانہ دل مین تری تصویر ہوتی ہی

نہ چھوڑا ساتھ مر کر بھی کسی دن یار کا اپنے ہماری خاک بعد مرگ دامنگیر ہوتی ہی

کرم کر تو ہی ای موت آکے بیمار محبت پر مسیحا سے تو اب اسکی نہین تدبیر ہوتی ہی

مسخر کرتے ہین عالم کو اپنے خوش کلامی سے بتان خوب رو کی باتون مین تسخیر ہوتی ہی

اوٹھا کر آنکھ جسدم دیکھتا ہی وہ کمان ابرو نظر اوس یار پر سینے کے مثال تیر ہوتی ہی

لگائی جبکہ روز وعدہ اوسنے پانو مین مہندی ترے آنے مین پھر ای موت کیون تاخیر ہوتی ہی

وہان زخم سے ہرگز بیان اوسکا نہین ممکن جو راحت مجھکو ای قاتل تہ شمشیر ہوتی ہی

ادیب اوس قادر مطلق کی قدرت کا ہی کیا کہنا اگر وہ چاہے تو اچھی بری تقدیر ہوتی ہی

۲۲۲

جاتا ہی جب بغل سے وہ رشک قمر کبھی اوٹھتا ہی درد دل کبھی درد جگر کبھی

مہمان آکے دل مین ہو تیر نظر کبھی آباد ہو مرا بھی خدایا یہ گھر کبھی

آنے کو خواب مین جو کہے وہ قمر کبھی سوئین ہم ایسے پھر نہ جگین عمر بھر کبھی

ابرو ہلی جو اونکے تو بھونچال آگیا برچھی چلی جو ہو گئی ترچھی نظر کبھی

نرگس کو دیکھ لیتے ہین ای گل چمن مین ہم ہوتی ہی دید چشم جو مد نظر کبھی

کس آرزو سے آج ملی ہی شب وصال یارب نہو نصیب اب اسکی سحر کبھی

سب فیض عام ہین ترے سیر ساقیا مجھ رند پر بھی لطف و کرم کی نظر کبھی

رحم کرنیکی جگہ ہی کہ نہ آیا کبھی رحم
جب ملے ہم سے وہ آمادۂ بیداد ملے

سبزۂ خط کا ترے دھیان ہی اپنے دلمین
ہمکو گھر بیٹھے خضر ای ستم ایجاد ملے

مین وہ جانباز ہون جاؤن جو کبھی مقتل کو
ٹوٹ کر مجھسے گلے خنجر جلاد ملے

کیون نہ پرہیز طبیبون کے مداوا سے کرون
مجھکو جب لذت درد دل ناشاد ملے

قابل رحم کسی نے بھی نہ سمجھا مجھکو
جو ملے مجھکو پریزاد وہ جلاد ملے

قتل سو مرتبہ ہوکر جو مین سو بار جیون
تو شہادت کا مزہ ای دل ناشاد ملے

دربدر جسکے لیے پھرتے تھے قدرت اوسکی
خانۂ دل ہی مین ہمکو وہ پریزاد ملے

رات دن خالق اکبر سے دعا کرتا ہون
نامرادون کو مراد دل ناشاد ملے

مرحبا ہو لب ہر زخم کا وردای قاتل
واہ تو ظلم کرے اور تجھے داد ملے

ڈھونڈھتی رہتی ہین آنکھین جسے ہر دم یا رب
خواب ہی مین کبھی ہمکو وہ پریزاد ملے

وائے تقدیر کہ غیرون سے شب و روز مدام
صورت شیر و شکر ہوکے وہ دلشاد ملے

۲۲۱ شعر جب ایک بھی اچھا نکہا تو نے ادیب
کیا عجب ہی جو غزل کی نہ تجھے داد ملے ۱۷

غزل مین جب صفت رخسار کی تحریر ہوتی ہی
مرے مطلع مین مہر و ماہ کی تنویر ہوتی ہی

جو چشم سرمگین مین سرمہ کی تحریر ہوتی ہی
وہ میرے قتل کرنے کے لیے شمشیر ہوتی ہی

گناہ بوسہ مین زلفون کے یون تشہیر ہوتی ہی
رسن ہاتھون مین جکڑی پانؤن مین زنجیر ہوتی ہی

ہر اک ذرہ مین عالم مہر کا ہی ای مہ خوبی
ترے فیض قدم سے خاک بھی اکسیر ہوتی ہی

معمائے دہان تنگ کا حل غیر ممکن ہی
اسی عقدہ مین گم عقل جوان و پیر ہوتی ہی

وہ مجنون ہون کہ مین آبادی زندان کا باعث ہون
مرے قدمون سے زیب خانۂ زنجیر ہوتی ہی

لب لعلین کی صفت جب سے ہوئی مد نظر
بھوک مین پیاس مین کر لیتے ہین سیری اپنی

کام رہتا ہی ہمین خون جگر کھانے سے
غم کے کھا لینے سے ہم آب کے پی جانے سے

۲۲۰

لخلخہ سونگھتے تھے زلف معنبر کا ادیب
اچھے بیہوش تھے ہم ہوش مین آجانے سے

۲۷

عید کا لطف ہمین ای ستم ایجاد ملے
گلے آ کر جو ترا خنجر بیداد ملے

موسے کچھ نہ مفر ای دل ناشاد ملے
کاش تہ چھپنے کے لیے قلعہ فولاد ملے

تشنہ کامان شہادت کی تمنا ہی یہی
جائے جان آب دم خنجر جلاد ملے

جو ہی جوئندہ وہ یابندہ بھی ہوتا ہی ضرور
جسکو ہم ڈھونڈھین نکیونکر وہ پریزاد ملے

غنچہ خاطر پژمردہ نہ کسطرح کھلے
ہمسے دل کھول کے جبدم وہ پریزاد ملے

پانی ہو جائے مری آتش سودا سے ابھی
رگ جان سے جو در نشتر فصاد ملے

دیکھے رنج آتش فرقت مین جلاتا ہی مدام
تجھسے پھر خاک ہمارا دل ناشاد ملے

حق سے بے رحمی قاتل کی کرین گے نالش
جو لب زخم کسی دن پئے فریاد ملے

ٹھوکرین کھاتے ہوئے ہم پھرین جسکی خاطر
وائے تقدیر نہ اک دن وہ پریزاد ملے

قد آدم تری خجلت سے زمین مین گر جائے
تو وہ خوش قد ہی گلستا مین جو شمشاد ملے

قیس و فرہاد پکار اوٹھے مجھے جب دیکھا
بعد مدت مرے استاد کے استاد ملے

زہد صد سالہ کو چھوڑین پھرین تنکے چنتے
زاہدون کو جو کسی دن وہ پریزاد ملے

دل افسردہ مین پیدا ہو جوانونکی امنگ
پیر گردون کو جو وہ طفل پریزاد ملے

بھولے سب کوہکنی دودھ چھٹی کا یاد آئے
تیرے جانبازون سے اک روز جو فرہاد ملے

جان کہے اوسکو مین ارزان ابھی سر بیچکے لون
جان کے مول اگر خنجر جلاد ملے

جو یاد قامت موزون مین مین کرون نالے
بلند سرو سے مصرع آہ ہو جائے

تمام شعر و سخن کا ہی اک ادیب یہی
کہ بزم شعر مین کچھ واہ واہ ہو جائے

خاک اوڑتی ہی مرے دل مین ترے جانے سے
ابتو وحشت مین نہین کم کسی ویرانے سے

بنت رز بنکے پری نکلی جو میخانے سے
ہوش رندون کے اوڑے پھرتے ہین دیوانے سے

بال بیکا کوئی اونکا جو ہوا شانے سے
ہاتھ مشاطہ کے کٹوائے گئے شانے سے

زلزلہ آنے کا شک شہر خموشان مین ہوا
دل بیتاب کے مرقد مین تڑپ جانے سے

دور ہی دور رہا کرتی ہی اے رشک پری
ایسی لوگون کو ہی وحشت ترے دیوانے سے

ٹوٹ سکتی نہین اب دست سبو کی بیعت
ہم نہ اوٹھینگے کبھی بیٹھ کے میخانے سے

روز آتا تو ہی کترا کے چلا جاتا ہی
خوف یہ مہر کو ہی میرے سیہ خانے سے

کیا نزاکت ہی کہ جب زلفین بنانے بیٹھا
درد اوس شوخ کے شانے مین اوٹھا شانے سے

شمع سوزان کی اگر ہوتی زبان گویا
حال کہتی دل پر سوز کا پروانے سے

کیا مزے کا ہی کہ بھرتا ہی نہین دل اپنا
ہمکو سیری نہین ہوتی ترے غم کھانے سے

اگر ارشاد ہو دوزخ مین ابھی کود پڑین
کبھی باہر نہون ہم آپکے فرمانے سے

چین پڑتا نہین جب سنتے ہین حال دل زار
نیند اوڑ جاتی ہی اونکی مرے افسانے سے

کیا تعجب ہی خوشی سے ہو اگر شادی مرگ
شادمان ہین بہت اعدا مرے مر جانے سے

ہر سحر اپنی دعا ہی کہ الٰہی شب ہجر
جائے اغیار کے گھر بھی مرے کاشانے سے

محو اسطرح ہین معلوم نہین ہین کہ نہین
خود فراموش ہین ایسے تری یاد آنے سے

صورت شیشہ رہا پنبہ دہن مین خاموش
آئی قلقل کی صدا گوش مجھے میخانے سے

ہر خار نے پانون کو مرے سر سے لگایا
رکھا جو قدم دشت مین آشفتہ سری سے

پیری مین ہوئی مہر وشون سے ہمین الفت
داغ دل سوزان ہین یہ چراغ سحری سے

صد شکر کہ اوس ترک نے خنجر تو کیا تیز
ہمکو یہ توقع نہ تھی بیدادگری سے

پیری مین ادیب اپنی برآئی دلی امید
وصل اسکا ہوا ہمکو دعاے سحری سے

۲۱۰ — ۱۶

جو حسب وعدہ نہ وہ رشک ماہ ہو جائے
شب فراق کی پل سال و ماہ ہو جائے

جو پردے مین وہ رخ رشک ماہ ہو جائے
زمانہ آنکھون مین سب کی سیاہ ہو جائے

ترا کرم اگر اے یار آہ ہو جائے
جو بار کوہ ہو سر پر تو کاہ ہو جائے

اثر وہ ہاتھ مین تیرے ہے اے شہ خوبی
گدا کو بھیک جو دے تو تو شاہ ہو جائے

جو آئے خانۂ تیرہ مین تو تو روشن ہو
ترا نشان قدم رشک ماہ ہو جائے

ٹھکانے مٹی لگا دیگی اے مہ خوبی
پس فنا جو تری خاک راہ ہو جائے

کوئی عمل تو اب ایسا بتادے اے عامل
کہ اونکے اور مرے رسم و راہ ہو جائے

کمان ضعف سے گو ہون مگر جو نالہ کرون
فلک کے پار ابھی تیر آہ ہو جائے

ابھی ستارۂ بخت سیاہ روشن ہو
اگر محبت زلف سیاہ ہو جائے

زمانہ ہم سے اگر پھر گیا نہین پروا
مگر نہ یار کی ترچھی نگاہ ہو جائے

مراد دل کی بر آئے ہماری خاطر خواہ
جگر کے پار جو تیر نگاہ ہو جائے

امیدوار رہے پھر بھی اوسکی رحمت کا
کوئی بشر جو سراپا گناہ ہو جائے

خدا کرے کہ نہو جسمین جلوۂ رخ یار
وہ خانۂ دل انسان تباہ ہو جائے

شریک ہو کے جو کاندھا دے وہ شہ خوبی
جنازہ میرے لیے تخت شاہ ہو جائے

پتون کی جگہ نکلے ہین گل موسم گل مین — گلزار ہوا لال پری سبز پری سے
ہم گھر مین ہین بیمار تو گلزار مین نرگس — اچھا نہوا کوئی تری چارہ گری سے
سو بار جو ہم قتل ہون سو بار ہون زندہ — تو بھی نہون سیر آپکی بیدادگری سے
پیری مین ہوا عشق ہمین لالہ رخون کا — ہر داغ مشابہ ہی چراغ سحری سے
ساتھ اپنے قفس لیکے ہم اوڑجاتے اسی دم — لاچار ہین مجبور ہین بے بال و پری سے
سمجھا وہ دوا زہر ہلاہل سے بھی بڑھکر — واقف جو ہوا لذت بیدادگری سے
غل کرکے پکاتا ہی شب وصل مرا دل — دم ناک مین ہی نالۂ مرغ سحری سے
ای ماہ دو ہفتہ دل صد چاک ہمارا — بڑھکر ہی ہوا دار تری بارہ دری سے
دیوانہ ترا نزع مین ہی دیکھ لے چلکر — سدیہ کہدے کوئی اوس رشک پری سے
اونکے لب لعلین سے ہی جسدن سے محبت — دل کو مرے ہی انس عقیق شجری سے
مجھ ہیچمدان سے ہی حسد ہر ہمہ دان کو — مین اہل ہنر کا ہون عدو بے ہنری سے
عالم مین جدھر دیکھتے ہین آنکھ اوٹھاکر — اک نور کا عالم ہی تری جلوہ گری سے
ای مہر قدم تونے جو رکھا ہی لحد پر — ہر ذرہ ہی خورشید تری جلوہ گری سے
دم سے مرے شاداب ہی گلزار گل داغ — کیا باد نفس کم ہی نسیم سحری سے
کیونکر نہ لب زخم سے قاتل کا کرین شکر — ملتا ہی مزہ رحم کا بیدادگری سے
اوس مہر کا جلوہ ہے ہر دم مرے دل مین — یارب کبھی خالی نہ یہ شیشہ ہو پری سے
خوبان جہان کہتے ہین اوس حور سے آکر — تم حسن خداداد مین بڑھکر ہو پری سے
اوس گل کے مگر عشق مین کی اپنی قبا چاک — ای گل ہمین ثابت ہی تری جامہ دری سے
کس منہ سے ترا شکر ہو ای قاتل بے رحم — ممنون کیا ہی مجھے بیدادگری سے

برگشتہ بخت وہ ہون کہ اولٹا ملا جواب
کی مین نے سیدھی بات جو اپنے حبیب سے

سودائے زلف یار مرے سر سے دور ہو
ایسی کوئی دوا نہین ممکن طبیب سے

طالب نہ منعمون سے ہوا زر کا مین گدا
اک بات یہ عجیب ہوئی مجھ غریب سے

بیدار بخت خفتہ اوسی وقت ہوگیا
آئے وہ خواب مین جو مرے گھر نصیب سے

صاحب نصیب چومنے آتے ہین خاک پا
بوسہ ملا جو دست صنم کا نصیب سے

زنجیر زلف یار کے لکھے غزل مین وصف
ناپا زمین شعر کو ہم نے جریب سے

فتنے اونھیں کے اوٹھنے سے اوٹھین سیکڑون
محفل مین وہ جو بیٹھے ہوے ہین غریب سے

مدت سے کوے یار مین رہتا ہون مین فقیر
پائی ہے مین نے سلطنت اپنے نصیب سے

سوز تب فراق سے پڑجائین آبلے
چھو جائے نبض اپنی جو دست طبیب سے

بیشک ہین بڑھکے ماہ منور سے حسن مین
دیکھا شب اون کو بزم مین ہم نے قریب سے

قصہ جو اپنے درد جدائی کا ہم کہین
آنسو ٹپک پڑین ابھی چشم حبیب سے

۲۱۷ — ۲۹

جب شاعری کی ایک بھی لکھتا نہین ہے بات
پھر کیا بھلا غزل کہی جائے ادیب سے

جو دل نہین آگاہ ہے اوس رشک پری سے
وہ شیشہ ہے لبریز مئی بے خبری سے

گم نام ہین خوش کیون نہ ہین بے ہنری سے
شرم آتی ہے دنیا مین ہمین ناموری سے

سرسبز چمن عشق کا ہے نوحہ گری سے
شاداب گل داغ ہین آنکھون کی تری سے

اس درد کے جانے سے جو سر جائے تو اچھا
صندل کا رگڑنا نہین کم دردسری سے

مین ہون وہ گنہگار قیامت مین جو رویا
سرد آتش دوزخ ہوئی آنکھون کی تری سے

اے ترک سراپا مین گل داغ ہین لاکھون
ہم رشک چمن ہین تری بیدادگری سے

خیال یار ہو فرقت مین مونس و ہمدم
ملا ہی ہجر مین لطف شب وصال مجھے

نہین ہی رشک کسی کو مری ترقی پر
ہوا ہی بے ہنری مین بڑا کمال مجھے

نہو خموش اگر شرم سے وہ غنچہ دہن
ثبوت مین نہ دہن کے ہو احتمال مجھے

وہ خال ہی پئی مرغ دل حزین دانہ
ہوئی ہی یار کی پیچیدہ زلف جال مجھے

یہ وہ مرض ہی کہ جاتا ہی جان ہی لیکر
کبھی نہ عشق ہو یارب ذوالجلال مجھے

زبان حال سے کہتا ہی حسن اوس گل کا
ہوا ہی اور نہو گا کبھی زوال مجھے

مٹھائی سے لب شیرین کے لب اگر ہون بند
دہان تنگ کا اثبات ہو محال مجھے

مثال آینہ لازم ہی دونون دل ہون صاف
مرا خیال تجھے ہو ترا خیال مجھے

نہین وہ خال ہی مابین ابروے جانان
درون کعبہ نظر آتے ہین بلال مجھے

مثال آینہ ہون صاف دوست دشمن سے
عدو سے بھی کبھی ہوتا نہین ملال مجھے

۲۱۶

ادیب آب خجالت سے دھو گئے سب جرم
ہوا جو اپنے گناہون سے انفعال مجھے

۱۹

منعم غرور کرتے ہین کیون مجھ غریب سے
واقف کوئی نہین ہی کسی کے نصیب سے

بیجا ہی شکوہ جور و ستم کا حبیب سے
دنیا مین درد و رنج ہین اپنے نصیب سے

اے دل نہ ملتجی ہو کسی سے بھی مال کا
ملتا نہین کسیکو زیادہ نصیب سے

دشمن کو بھی نصیب نہو صدمۂ فراق
یارب جدا نہ کوئی ہو اپنے حبیب سے

رہتی ہی یاد اسکے سبب اوسکی ہر گھڑی
کچھ داغ عشق کم نہین مجھکو حبیب سے

بیمار ہجر کا کہین قصہ نہو تمام
ڈر ہی شب فراق کی شکل مہیب سے

دل ہی غنی بغل مین ہی جب سے وہ سیمتن
ہم کو ملی ہی وصل کی دولت نصیب سے

گلی مین یار کی جو پانون توڑ کر بیٹھے | وہ جا کے باغ جنان مین مرے حساب رہے
جو شست و شوے رخ روشن کی چاہے وہ مہوش | تو آفتابہ لیے حاضر آفتاب رہے
گئی شباب کی شب دھوپ آئی پیری کی | ہزار حیف کہ ہم پھر بھی مست خواب رہے
ہوا ہی گوہر دندان یار کا سودا | ہمارے پانون مین زنجیر موج آب رہے
یہ بے ثباتی عالم سمائی آنکھون مین | مری نظر مین محیط فلک سراب رہے
جو آندھیان چلین عالم مین آہ سوزان کی | نہ اے فلک یہ ترا خیمۂ حباب رہے
عدم کو جائین گے سرپٹ ہوا کے گھوڑون پر | محیط دہر مین سرکش اگر حباب رہے
فراق یار مین دم بھر کرون جو گریہ و آہ | ہمیشہ خلق مین طوفان باد و آب رہے
عدم سے آئے تھے دم بھر کو پھر عدم کو چلے | محیط دہر مین ہم صورت حباب رہے
خوشی سے بدر ہو اے شہ سوار حسن ابھی | ہلال عید جو بنکر تری رکاب رہے
مزہ ہو اشک فشانی کا اوس گھڑی اے چشم | نہ جب کہ جسم مین اک بوند خون ناب رہے
تمھارے گالون سے تشبیہ دیتے ہین شاعر | شگفتہ کیون نہ ہمیشہ سدا گلاب رہے
وہ ٹوٹے جام نہ جسمین ہو بادہ گلگون | وہ پھوٹے آنکھ جو بے نشۂ شراب رہے
خجالت رخ روشن نہو جو اے مہوش | تری طرف سے نہ منھ پھیرے آفتاب رہے
جو دفن لاش ہو فردوس کوے جانا نمین | تو بعد مرگ نہ مٹی مری خراب رہے

۲۱۵

پس فنا شب تاریک گور کا کیا خوف
ادیب داغ جگر کا جو آفتاب رہے

۱۳

چمن مین خندۂ گل سے ہوا ملال مجھے | مآل کار کا جب آگیا خیال مجھے
فراق یار مین ہی زندگی وبال مجھے | اوٹھا لے دہر سے یارب ذوالجلال مجھے

کروٹین لیتے ہی لیتے شب غم کاٹتے ہین
چین پڑتا نہین یہ درد جگر رہتا ہی

یاد مین موے میان کی جو ترے روتا ہون
آب اشک آٹھ پہر تا بکمر رہتا ہی

خون ہوکر جو نہ آنکھون سے بہا فرقت مین
پھر یہ کس واسطے پہلو مین جگر رہتا ہی

چشم پرنم کو تصور ہی تری آنکھون کا
شیرون کا عین ترائی مین گزر رہتا ہی

عشق چشم اوس یم خوبی کا ہوا ہی جو مجھے
پانؤن مین سلسلۂ موج نظر رہتا ہی

ہم گدا اپنی فقیری ہی مین ہین مست مدام
رہے منعم کو اگر نشۂ زر رہتا ہی

مرد جانباز وہی معرکۂ عشق مین ہی
مرنے پر باندھے ہوے جو کہ کمر رہتا ہی

بیخودی سے نہین ہم آپ مین آتے پہرون
کیا تماشا ہی کہ گھر بیٹھے سفر رہتا ہی

۲۴

مین وہ دیوانۂ گریان ہون جو صحرا کو گیا
دامن دشت ادیب اشکون سے تر رہتا ہی

۲۵

شب وصال جو وہ ماہ بے حجاب رہے
تمام رات قد آدم آفتاب رہے

خیال گیسوے پیچان جو وقت خواب رہے
تمام شب دل مضطر کو اضطراب رہے

جو دید مہر رخ یار کی نہ تاب رہے
تو کیون نہ آئنہ یا دیدۂ پر آب رہے

نہ تاب دید ہو جسدم وہ بے نقاب رہے
ہمارے یار کی بے پردگی حجاب رہے

مثال سرمہ گہر اوس کا ہو چشم مردم مین
جو خاک پا رہ شاہ بو تراب رہے

ہزار حیف نہ بدلا کبھی فراق کا حال
ہزار طرح کے عالم مین انقلاب رہے

تری تلاش نہ مد نظر اگر ہووے
تمام روز نگردش مین آفتاب رہے

کہو تو کسکے جگائے نصیب جاگ کر رات
کہان تمام شب اے رشک ماہتاب رہے

خیال دست نگارین کا ہی دم گریہ
نہ جاری آنکھون سے کسطرح خون ناب رہے

مژۂ یار بھلا کھٹکے نہ کیونکر ہر دم
وہ تو اک پھانس دل عاشق ناشاد کی ہی

کون کہتا ہی کہان فصل بہاری آئی
سب یہ بے پر کی اوڑائی ہوئی صیاد کی ہی

حسرت دید ہی مدت سے اوٹھا دو پردہ
ای بتو تم کو قسم حسن خداداد کی ہی

فصل گل مین مرے پر کاٹ کے کیا قید قفس
انتہا بھی کہین بیدادی صیاد کی ہی

ای گلو حسن پر اپنے نہ ہنسو کھل کھل کر
چند روزہ یہ ہوا گلشن ایجاد کی ہی

۲۱۳ — ۲۱

مین اوسی روز سے بھولا ہون بنا کو ادیب
یاد جس دن سے مجھے اوس ستم ایجاد کی ہی

روز و شب بال ہما جس کا چہور رہتا ہی
آجکل وہ شہ خوبان مرے گھر رہتا ہی

دل مرا عکس رخ یار کا گھر رہتا ہی
آینہ آینے مین آٹھ پہر رہتا ہی

غائب آنکھون سے جو وہ رشک قمر رہتا ہی
حسرت دید کا دلمین مرے گھر رہتا ہی

صدمۂ ہجر سے پھوڑا دل اگر رہتا ہی
درد بن کر مرے پہلو مین جگر رہتا ہی

لب رنگین کا جو دھیان آٹھ پہر رہتا ہی
چشم گریان سے وان خون جگر رہتا ہی

مصحف رخ جو ترا پیش نظر رہتا ہی
دل سیپارہ مرا زیر و زبر رہتا ہی

جب سے مجروح تری تیغ تبسم نے کیا
خندہ زن آٹھ پہر زخم جگر رہتا ہی

غنچۂ پیکان نکالے ہمین بغیر اوس گل کے
دشنہ کھینچے ہوے ہر برگ شجر رہتا ہی

تشنۂ آب دم تیغ ہی ای ترک ایسا
ہر گھڑی وا دہن زخم جگر رہتا ہی

وصل کی شب مین نہ بول اوٹھے کہین مرغ سحر
یہی دھڑکا یہی ڈر چار پہر رہتا ہی

چشم دلبر سے خدا جانے بچیگا کیونکر
گھات مین دل کی مرے دزد نظر رہتا ہی

عشق دلبر سے ملا ہی نہ کسیطرح عزیز
سینے مین دل کی جگہ داغ جگر رہتا ہی

جب خیال آیا مآل کار کا / خندۂ گل سے بھی رقت ہوگئی
جنت و دوزخ کی خواہش چھوڑ کر / تیری مرضی پر قناعت ہوگئی
جب تصور روئے صافی کا کیا / دلمین آئینہ وہ صورت ہوگئی
تیرے دیوانے کی ای رشک پری / قاف سے تا قاف شہرت ہوگئی

۲۱۲ — ۱۹

دلکو کیون تھامے ہوے تم ہو ادیب
کیا کسی دلبر سے الفت ہوگئی

گو ہر اک شہر مین شہرت مری فریاد کی ہی / ہون جو خاموش تو خاطر مجھے صیاد کی ہی
ہوش جان ہی نہ خبر کچھ دل ناشاد کی ہی / یاد ای وعدہ فراموش تری یاد کی ہی
خوف سے جان ہوا بلبل ناشاد کی ہی / شکل جلاد کی صورت اوسے صیاد کی ہی
سر پر اسکے جو نہین بار جفاے عشاق / پشت خم کسلیے چرخ ستم ایجاد کی ہی
حیف ہم تشنہ نہ سیراب ہوے مقتل مین / گو سبیل آب دم خنجر جلاد کی ہی
خط پشت لب ساقی کا ہوا ہون شیدا / کیا حقیقت مرے آگے خط بغداد کی ہی
دام گیسو مین رہا کرتے ہین قیدی دائم / قید اس قید مین کچھ بھی نہین میعاد کی ہی
سات دریا ابھی لاؤن جو کہے وہ شیرین / جوے شیر ایک ہی لائی ہوئی فرہاد کی ہی
ایک دم بھی نہ رہا جو پئے گلگشت آیا / ناموافق یہ ہوا گلشن ایجاد کی ہی
سنکے فریاد تاسف سے وہ فرماتے ہین / یہ تو آواز کسی عاشق ناشاد کی ہی
کسی بلبل کو کیا ذبح کسی کو پر قینچ / دل لگی روز چمن مین یہی صیاد کی ہی
خندہ زن ہوتے ہین وہ دیکھکے گریان مجھکو / اولٹی تاثیر مرے نالہ و فریاد کی ہی
گلشن دہر مین وہ بلبل ترسان مین ہون / شب کو سوتے مین بھی دہشت مجھے صیاد کی ہی

وا اگر چشم حقیقت ہوگئی
دیکھنا کثرت مین وحدت ہوگئی

رنج فرقت سے یہ ہیات ہوگئی
شکل اپنی غم کی صورت ہوگئی

ہجر مین اپنی یہ صورت ہوگئی
دیکھکر حیرت کو حیرت ہوگئی

پیش داور ہم نے جب نالے کیے
حشر مین قائم قیامت ہوگئی

پک گئے پھوڑا ہوگیا بک بک سے دل
زہر ناصح کی نصیحت ہوگئی

آمد آمد فصل گل کی جب سنی
وحشیون کو اور وحشت ہوگئی

ہجر مین اوس گل کے اہل خلد کو
بڑھکے دوزخ سے بھی جنت ہوگئی

جیتے ہین فرقت مین اب دم تک مگر
اب نہ آئے تو قیامت ہوگئی

دید اوس خوش چشم کی جب سے ہوئی
آنکھون کی بیدار قسمت ہوگئی

شکر ہے اوس آینہ رو کے حضور
آینہ داری کی صورت ہوگئی

رات دن وہ مجھسے رہتے ہین پھرے
کیا مری برگشتہ قسمت ہوگئی

یاد رکھنا شب نہ آئے تم اگر
آج ہی کل کی قیامت ہوگئی

اوس لب رنگین کی فرقت مین ہمین
خون دل رونیکی عادت ہوگئی

جب قیامت کی چلے رفتار وہ
دو قدم پیچھے قیامت ہوگئی

زیست کے ہمراہ ہین سب رنج و غم
آگئی جب موت راحت ہوگئی

جب دہان تنگ ہنسنے مین کھلا
نقطۂ وہمی کی قسمت ہوگئی

کم نہین لب سے تری چشم اے مسیح
جسکو دیکھا اوسکو صحت ہوگئی

پالے ساقی پر گرے نشہ مین ہم
ہوشیاری عین غفلت ہوگئی

دھار اے قاتل تری تلوار کی
ہم کو توراہ شہادت ہوگئی

دیوانہ کیا خلق کو آنکھون نے تمھاری
جادو ہی مگر سرمہ کی تحریر نہین ہی

اغیار کو تو روز ملے شربت دیدار
سیری کے لیے آب دم شمشیر نہین ہی

اک عمر سے نظارۂ مژگان سے ہون محروم
مدت سے جگر مین خلش تیر نہین ہی

جب بعد فنا بھی وہ نہ آیا تو یہ سمجھے
تقدیر مین وصل بت بے پیر نہین ہی

حیران جہان ہی ترے آئینۂ رخ سے
وہ کون ہی جو بلبل تصویر نہین ہی

لکھا مری تقدیر مین ہی رنج جدائی
ای حضرت عشق آپ کی تقصیر نہین ہی

مین کشتہ ہون چشم صنم پردہ نشین کا
احوال مرا لائق تشہیر نہین ہی

ویرانے کی صورت متصور ہی اوسمین
جس خانۂ دلمین تری تصویر نہین ہی

رو کر ترے بیمار کو سب کہتے ہین اطبا
اب جینے کی اسکے کوئی تدبیر نہین ہی

باتون کو جو سنتا ہون تو جان آتی ہی تن مین
اعجاز سے کم آپ کی تقریر نہین ہی

داغون سے سراپا مین بنا سرو چراغان
تاریک مرا خانۂ زنجیر نہین ہی

کچھ قدر زر و مال نہین سامنے اسکے
یہ خاک در یار ہی اکسیر نہین ہی

اوس بت کو کیا سجدہ تو کیون لگگئے اغیار
کچھ قد خمیدہ خم شمشیر نہین ہی

صورت تری خوبان جہان سے ہی نرالی
عالم کے مرقع مین یہ تصویر نہین ہی

ایسی ہے کہ سودائیون کے صرف مین آئی
حداد کی دکان مین زنجیر نہین ہی

مجروح رہے خار حوادث سے وہ یارب
جس پانو مین اوس زلف کی زنجیر نہین ہی

٢١١ نالونکا اثر دلمین ادیب اونکے ہو کیونکر
کچھ آہ مری عرش کی زنجیر نہین ہی ٢٥

دیکھکر وہ رخ یہ حیرت ہو گئی
آئینے کی اور صورت ہو گئی

سقف فلک کی پھر نہ یہ تعمیر دیکھیے — جو آپ تیر آہ کی تاثیر دیکھیے

کسدن ہو عشق زلف گرہگیر دیکھیے — آباد کب ہو خانۂ زنجیر دیکھیے

منھ پھیر سو رہے ہین وہ مجھسے شب وصال — یارب پھریگی کب مری تقدیر دیکھیے

مدت کے بعد آکے وہ گھر سے چلے گئے — بن کر بگڑ گئی مری تقدیر دیکھیے

کسطرح ہوگی ہمسر زلف دراز یار — چھوٹی بہت ہی عرش کی زنجیر دیکھیے

دار فنا سے شہر خموشان مین لائی ہی — لیجائے اب کہان مجھے تقدیر دیکھیے

شاید خزان کے آتے ہی جوش جنون گیا — سونے پڑے ہین خانۂ زنجیر دیکھیے

ہی لامکان پر مری دیوانگی کی دھوم — پونہچا کہان ہی نالۂ زنجیر دیکھیے

رونے سے کانپتا ہی دل اونکا شب فراق — ہلتا ہی عرش نالونکی تاثیر دیکھیے

فصل بہار آئی جنون کا ہی زور شور — پھر پانوءن مین ہر ایک کے زنجیر دیکھیے

کانون سے کچھ نہ سنیے بجز اوسکے ذکر کے — آنکھون سے صرف یار کی تصویر دیکھیے

ہلنا محال ہی ہمین گیسو کے عشق مین — جکڑی ہوئی ہی پانونمین زنجیر دیکھیے

ہی آفتاب حشر سہا اوسکے سامنے — خورشید داغ عشق کی تنویر دیکھیے

اختر شماریون مین گزرتی ہی ساری رات — جسدن نہ کوئی چاند سی تنویر دیکھیے

چین جبین یار کی کیونکر گرہ کھلے — کسطرح وا ہو عقدۂ تقدیر دیکھیے

کسطرح جائین میکدہ سے اوٹھکے رند مست — ہی موج مے کی پانونمین زنجیر دیکھیے

١٠١

لکھا نصیب کا نہین مٹتا ہی اے ادیب
جو جو دکھائے آپ کو تقدیر دیکھیے

١٨

کیون مجھسے وہ گل مائل تقریر نہین ہی — کچھ غنچہ دہن بلبل تصویر نہین ہی

بے خلش باغ جہان نہین ہین گران قدر مدام
دامن کوہ مین اونجھا نہ کوئی خار کبھی

تشنۂ شوق شہادت کا ہوا دل سیراب
اوس ستمگر نے جو کی تیرونکی بوچھار کبھی

پارہ پارہ جگر و دل ہوے مانند کتان
آگئے یاد جو وہ چاندسے رخسار کبھی

مرض موت نہو خاک شفا کو بھولے
خاک پا تیری جو کھائے کوئی بیمار کبھی

بخت خوابیدۂ عشاق جگانا ہی محال
شور محشر سے بھی ہوتا نہین بیدار کبھی

لب پان خوردۂ معشوق سمجھکر ہمنے
دہن زخم سے چوما لب سوفار کبھی

دھجیان خوب اوڑائے گئے ہم ای دست جنون
رہگیا ایک بھی دامن مین اگر تار کبھی

روتے روتے تری فرقت مین ہوے ہین یہ ضعیف
ہم سے توڑا نہ گیا آنسوونکا تار کبھی

کعبۂ دلمین بنے عشق بتان کا مسکن
دانۂ سبحہ مین ہو رشتۂ زنار کبھی

پتھر ایسے ہی اگر برسینگے مجھ مجنون پر
خالی آئینگے نظر دامن کہسار کبھی

اہل درد ایسے ہین ہم دلکو خلش ہوتی ہی
پاے دشمن مین جو چبھتا ہی کوئی خار کبھی

کیون نہ ملتے رہین حسرت سے وہ دست افسوس
ہاتھ بن جنکے تری گردن مین نہون ہار کبھی

بخدا جان کے لالے پڑے ہین الفت مین
نہوا عشق بتان ہم کو سزاوار کبھی

ای مسیحا مرض عشق سے بچنا ہی محال
زیست ہوتی تو نہوتا بھی آزار کبھی

آدمی گھل کے اس آزار مین مرجاتا ہی
مرض عشق کا بچتا نہین بیمار کبھی

وہ گل اندام پڑے سوتے ہین اب زیر زمین
خندۂ گل سے جو ہو جاتے تھے بیدار کبھی

یوسفستان نظر آتی تھین وطن کی گلیان
فرخ آباد بھی تھا مصر کا بازار کبھی

۲۰۹

جان جائیگی ادیب اوسکی محبت مین تری
دل نہ دینا کسی گلرو کو خبردار کبھی

۱۷
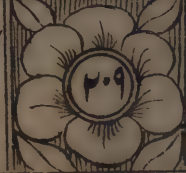
عشق مار زلف کالے کا کھلا نا جانکر
کانور و دلیس آپ عاشق جا کے منتر لائین گے

سخت جان ایسے ہین مقتل مین دم قتل اک دن
خنجر جلاد کا ہم دم لبون پر لائین گے

بند کرنا خط کا جو ہوگا اونھین مد نظر
مردمان چشم کے عشاق و یفر لائین گے

ہم وہ مشتاق اجل ہین سنکے مژدہ قتل کا
ہاتھ مین سر کوئی نذر ستمگر لائین گے

وصف چشم یار کی تسطیر ہی مد نظر
آنکھون کے ڈورے برائے تار مسطر لائین گے

رونے سے سب کو گمان آجائیگا بھونچال کا
نالے میرے زلزلہ اک رونگر گھر لائین گے

دامن صحرا کی دیوانہ کرینگی دھجیان
خانۂ زنجیر سے جب پانون باہر لائین گے

مین وہ غم کی شکل فرقت مین بنا ہون دوستو
دیکھکر مجھکو عدو اشک آنکھون مین بھر لائین گے

ہوکے بیتاب آئین گے سنکر مری فریاد کو
نالۂ دل جو سلامت ہین اونھین گھر لائین گے

دلکو کیا غم ہی اگر تنہا ہین بحر عشق مین
کشتی بے ناخدا کو ہم خدا پر لائین گے

ہوگی آرایش اگر اوس گل کو منظور نظر
نوعروسان چمن پھولون کا زیور لائین گے

عشق ابروے بتان پر جب کئے قانع ہونگے ہم
باندھنے کو بیت پر کعبے کا پتھر لائین گے

۲۰۸

اے ادیب اونکے جو خال رخ کی لکھین گے صفت
توڑکر وہ عرش کے تارے مقرر لائین گے

۲۲۳

پھر نہون برق تجلی کے طلبگار کبھی
دیکھین موسیٰ جو ترا جلوۂ رخسار کبھی

ناتوانی نے سبکسار کیا ہی ایسا
دل اغیار پر اپنا نہوا بار کبھی

ایک عالم کو کیا خنجر جلاد نے سرد
گرم ایسا تو نہ تھا موت کا بازار کبھی

قتل کرتا ہی ہمین تیغ ادا سے قاتل
دم چورا تا ہی اگر خنجر خونخوار کبھی

تنگ ہوکر مرض عشق سے کہتے ہین طبیب
دشمنون کو نہ الٰہی ہو یہ آزار کبھی

دھوم ہو جائے کہ خورشید قیامت نکلا — رخ انور سے جو پردے کو اوٹھائے کوئی
بعد مردن لب ساقی کے مین لبون بوسے — میری مٹی کا اگر جام بنائے کوئی
خوب گھنگھور گھٹا شہر مین پر چھا جائے — دھڑی مسی کی لبون پر جو جمائے کوئی
سب کہین ہو گئی اوجڑی ہوئی بستی آباد — دل ویران مین مرے گھر جو بنائے کوئی
ای گہر ہوگے جدا کان سے محبوبون کے — آبرو اپنی نہ مٹی مین ملائے کوئی
زار فرقت مین ہون ایسا کہ جو آکر ڈھونڈھے — موت کیا چیز ہی مجھکو تو نہ پائے کوئی
نذر اوسکی مین کرون شیشۂ دل ای ساقی — ہاتھ سے اپنے اگر جام پلائے کوئی
اوسکی حسرت کو کوئی دل سے ہمارے پوچھے — عمر بھر جسکی تمنا نہ بر آئے کوئی
شمع رخسار کے پروانون مین اوسکو ہو فروغ — صورت شمع سراپا جو جلائے کوئی
سرکشی بھول کے ہرگز نکرے مثل حباب — بحر ہستی مین جو دم بھر کو بھی آئے کوئی
کیون نہ وہ قطرۂ ناچیز سے دریا ہو جائے — عشق مین تیرے جو ہستی کو مٹائے کوئی
غیر تو کیا ہین فرشتون سے بھی لڑونگے کہ دین — کوچۂ یار مین بیٹھے ہین اوٹھائے کوئی
اثر نالہ و فریاد دکھائین ہم اگر — دل کو تھامے ہوئے گھر سے نکل آئے کوئی
قہقہے ہنستے ہین وہ دیکھکے گریان مجھکو — ایسے بیدرد سے کیا دل کو لگائے کوئی

۲۰۵

ای ادیب آئی شب ہجر اگر رونے پر
ہفت اقلیم کے سوتون کو جگائے کوئی

۱۶

دل جو عاشق ہی در دندان گوہر لائین گے — ہنس کے کھانے کو ہم موتی مقرر لائین گے
نوح کا طوفان اوٹھیگا دیدۂ تر سے مرے — حرف رخصت کا اگر آپ اپنے لب پہ لائین گے
ہم گنہگارون کا رونا حشر کر دیگا بپا — دیکھنا نالے قیامت روز محشر لائین گے

دلمین اوسکے آئے فوراً نوجوانونکی امنگ
پیر صد سالہ اگر دیکھے جوانی آپکی

مجھ سے فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب اشعار درد
دل دکھاتی ہی ہمارا شعر خوانی آپکی

سرو قد اوٹھ اوٹھکے ای شمشاد قد گلزار مین
کرتے ہین تعظیم سرو بوستانی آپکی

ای پری مہر سلیمان سے بھی بڑھکر ہو مجھے
ہاتھ آجائے اگر چھلا نشانی آپکی

اوسکی آنکھونمین رہی پھولی ہوئی سرسون مدام
جو کہ پی جائے شراب ارغوانی آپکی

صحبت لعباب سے ہوتا ہی لطف زندگی
ہیچ ہی ای خضر عمر جاودانی آپکی

سن کے قصہ خواب کا آنا فسانہ ہی مگر
نیند اوڑجاتی ہی سنتے ہی کہانی آپکی

گرمی خون شہیدان کی جو حدت ہی یہی
دیکھنا ہوجائے گی تلوار پانی آپکی

بے می جان بخش کے بھی موت سے بڑھکر ہی زیست
تلخ ہی ای شیخ صاحب زندگانی آپکی

ہون خموش اسوجہ سے وصف دہان تنگ مین
گومگو کی بات ہی یہ بے دہانی آپکی

کیون نہ بڑھکر خوبصورت ماہ کنعان سے کہون
اولین تصویر یوسف کی ہی ثانی آپکی

ہوتی ہی پژمردگی دلکو خموشی کے سبب
تنگ کرتی ہی ہمین غنچہ دہانی آپکی

دل ہرا ہوتا ہی ہر اک عاشق دلگیر کا
یاد آجاتی ہی جب پوشاک دھانی آپکی

ایک دم مین چلدیا جوش شباب ای بحر حسن
بلبلہ پانی کا تھا یا تھی جوانی آپکی

٢٠٦

ذرہ بے نور سے مہر منور ہی ادیب
ہوگئی جسدن سے اوسپر مہربانی آپکی

١٨

اثر جذب دل اپنا جو دکھائے کوئی
بے بلائے ابھی آغوش مین آجائے کوئی

ڈر سے غیرون کے نہ آیا تو نہ آئے کوئی
خواب ہی مین ہمین شکل اپنی دکھائے کوئی

مین وہ تشنہ ہون کہ مقتل مین یہی کہتا ہون
آب خنجر سے مری پیاس بجھائے کوئی

دم لیکے جائیگا مرض عشق ای مسیح
اچھا یہ روگ جان کو میری لگا گئے

قصر بلند یار کی توصیف جب لکھی
مضمون عرش پر سے مرے دلمین آگئے

وہ خاکسار ہین کہ پئی دید چشم یار
مانند سرمہ چشم عدو مین سما گئے

گلزار مین سناتے ہی پر کاٹنے کا حکم
صیاد میری عقل کے طوطے اڑا گئے

اپنا ہوا نہ کوئی برے وقت مین شریک
کنج لحد مین چھوڑ کے سب آشنا گئے

نکلا ہی سبز خط لب جان بخش یار پر
یا خضر لینے کے لیے آب بقا گئے

٢٠٥ — ٢٦

دن رات ہی تصور زلف سیہ ادیب
یا میرے دل کے آئینہ مین بال آگئے

یاد آجاتی ہی جب ای یار جانی آپکی
دل کو بہلا لیتے ہین سنکر کہانی آپکی

اوڑگئی دم مین بہار حسن ای رشک چمن
تھا نسیم صبح کا جھونکا جوانی آپکی

دیکھتے شمع تجلی کو نہ بھولے سے کبھی
حضرت موسی جو سنتے لن ترانی آپکی

ہی تب غم سے بری حالت مریض عشق کی
ای مسیح اچھی نہین نامہربانی آپکی

دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے غائب ہو گئی
کچھ چھلاوے سے نہین کم تھی جوانی آپکی

زیست اپنی رہگئی ہی اب اسی امید پر
وصل کا وعدہ جو سنتے ہین زبانی آپکی

کچھ حقیقت بھی تھی خط کی جو نہ لکھا ایک دن
دیکھلی ای مشفق من مہربانی آپکی

رہگئے حل معماے دہان تنگ مین
شاعرو بس کھل گئی سب نکتہ دانی آپکی

چھوسکین کیونکر تصور مین ہم ای نازک بدن
جب نزاکت کر رہی ہی پاسبانی آپکی

آپ سے کاٹین گلا اسطرح ہین مشتاق قتل
ہمکو ملجائے جو تیغ اصفہانی آپکی

صورت تصویر سکتہ مین ہوں نقشہ اور ہو
دیکھ لین صورت اگر بہزاد و مانی آپکی

درد و ملال دل سے سب ای مہ لقا گئے — گھر مین ہمارے تم شب وعدہ جو آ گئے

ہر چشم تر سے ابر کا رتبہ گھٹا گئے — طوفان نوح ہجر مین سب کو دکھا گئے

دلسوزون کو وہ چہرہ روشن دکھا گئے — جلتے ہوون کو اور بھی آکر جلا گئے

جسدن سے دو دے لب میگون دکھا گئے — وہ زاہدون کے زہد مین دھبا لگا گئے

وہ چلتے پھرتے گور غریبان پہ آ گئے — خواب عدم کے سوتے ہوون کو جگا گئے

گلزار مین وہ جب پئی گلگشت آ گئے — نرگس کو عیب بے بصری کا لگا گئے

پردہ اوٹھا کے عارض انور دکھا گئے — دل کھولکر وہ حسن کی دولت لٹا گئے

مانند نقش پا ہمین اوٹھنا محال ہے — اسطرح بار رنج والم کے بٹھا گئے

سولی سے بڑھکے تھا ہمین کوٹھا شب فراق — بے پردے بام پر جو ہم ای مہ لقا گئے

بے اختیار آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے — غربت مین جب کہ اہل وطن یاد آ گئے

مدت کے بعد کہیے تو نکلا کدھر سے چاند — کیا تھا جو بے بلائے ہوئے آپ آ گئے

جس سمت دیکھتا ہون جلوہ انھین کا ہے — خوش چشم میری آنکھون مین ایسے سما گئے

دم بھر کو آکے گھر مرے غیرون کے چلدیے — آئے تو کیا تم آئے گئے بھی تو کیا گئے

بیجا ہے اونکی قلزم ہستی مین سرکشی — مثل حباب بحر جو دم بھر کو آ گئے

مین ہون وہ رند سو فلک جب اوٹھائے ہاتھ — میخانہ پر دعا سے مری ابر چھا گئے

اللہ رے شوق دید ہو جب وہ بے نقاب — پھر نظارہ لخت دل آنکھون مین آ گئے

اللہ رے ظرف میرے دل نامراد کا — درد والم جہان کے ہمین سما گئے

انصاف جی مین شرط ہے اسبات کا بتو — کیا تم کو مل گیا جو مرا دل دکھا گئے

رکھون جن سے کیا امید حسینان دہر سے — تھی جن سے چشم شفقت وہ آنکھین چرا گئے

پانون رکھنا تو ذرا سوچ کے ہشیار رہے | کوچۂ زلف ہے یہ ای دل نادان سمجھے

دم گلگشت چمن رو دیے مثل شبنم | ہم جو دو دن کی بہار گل خندان سمجھے

سب باتین تری ہم جانتے ہین سر نہ پھرا | جو نہ سمجھا ہو وہ ای ناصح نادان سمجھے

ہو کے اک قطرۂ ناچیز یہ نخوت یہ غرور | اصل مین اپنی حقیقت کو تو انسان سمجھے

کعبہ و دیر مین اوس بت کو کیا جا کے تلاش | خاک پتھر بھی نہ ہندو و مسلمان سمجھے

اسقدر کشتہ کیا اپنی تمناؤن کو | اپنے سینہ کو ہم اک گنج شہیدان سمجھے

دعوی آب و صفا اوسکے دُرِ دندان سے | آبرو خاک مین اب گوہر غلطان سمجھے

ایک دن بھی نہ گئی گھر سے مرے غیر کے گھر | خیر اب تجھسے خدا ای شب ہجران سمجھے

ہمکو غربت مین سوید اسے زیادہ ہے عزیز | مردم دیدۂ دل داغ عزیزان سمجھے

ضعف سے دشت نوردی نہوئی وحشت مین | بیڑیان پانون کی ہم تار گریبان سمجھے

ساتھ قدمون کے ہین خوبان کسی وش ہر دم | نقش پا کو ترے ہم مہر سلیمان سمجھے

وہ خوشا سینہ جہان آکے رہے ناوک یار | وہ رہے دل جسے مسکن غم جانان سمجھے

بار منت سے کسی کے نہ گرانبار ہوے | ہم تو احسان نہ کرنیکو بھی احسان سمجھے

کیون نکلنے نہ دیا غیرون کو اپنے گھر سے | آپ کیا اونکو مری حسرت و ارمان سمجھے

دیکھکر گر پڑے ہم بھولکے اندھونکی طرح | خط سے خس پوش تہا چاہ زنخدان سمجھے

جانکنی کرنی پڑی ہمکو محبت کرکے | بڑھکے ہیرے کی کنی سے دُرِ دندان سمجھے

واہ آئے بھی تو اغیار کو لیکر ہمراہ | چال ہم آپکی ای سرو خرامان سمجھے

آگیا زلزلہ دنیا مین اشارے سے ترے | بڑھکے بھونچال سے ہم جنبش مژگان سمجھے

۲۰۴ رخ پرنور جو پردے سے چھپا اونکا ادیب | مہر تابان کو چراغ تہ دامان سمجھے ۲۶

شوخی کرشمہ ناز و ادا غمزہ و حیا — جو کچھ کہ ہی وہ سب تری نیچی نظر مین ہی

کیا طرفہ بات ہی کہ نہ دیکھی نہ ہی سنی — اونکی کمر نہین ہی سے رہی کمر مین ہی

کیونکر تڑپ تڑپ کے نہ کاٹین شب فراق — دلمین ہی ٹیس درد ہمارے جگر مین ہی

اے غم نہ جا کہین دل شیدا کو چھوڑ کر — خاطر یہ میہمان کی میرے ہی گھر مین ہی

بیتاب کیون ہو ماہی بے آب کیطرح — مچھلی جب اونکے کانکی آب گہر مین ہی

پھوڑا ہوا ہی پک کے ہمارا دل حزین — گرمی فراق یار کی ایسی جگر مین ہی

مثل حباب بحر جہان مین ہین ایکدم — نابود و بود ایک ہماری نظر مین ہی

سینہ کے پار ہو کے ہوا ہی جگر کے پار — اے ترک توڑ کیا ترے تیر نظر مین ہی

نازک میان یار کو بار گران ہی خال — شاید اسی سبب نہین نقطہ کمر مین ہی

جادو ہی جسکا نام وہ آنکھون مین ہی بھرا — کہتے ہین جس کو سحر وہ اونکی نظر مین ہی

اے ترک دیکھ بھالکے ناوک تو پھینکنا — تیرون کا چور کوچہ زخم جگر مین ہی

٢٠٣

جسترزسے کہ الفت مژگان ہی اے ادیب — اوسدن سے ایک پھانس ہمارے جگر مین ہی

٢٥

ہوے مجروح تمنائے دل و جان سمجھے — ڈوب کر تیر نکلجانے کو ارمان سمجھے

شاد ہو جاؤن جو مسکن غم جانان سمجھے — دلمین آجائے گر اپنا اسے مہمان سمجھے

جوہری دانت ترے گوہر غلطان سمجھے — خاک پتھر بھی نہ قدر در دندان سمجھے

جو بشر ہین وہ تجھے جان دل و جان سمجھے — مردم دیدہ ملک اور پری جان سمجھے

بھول کر نام محبت نہ زبان پر لائے — عاشقی کے اگر انجام کو انسان سمجھے

پھانسنا دام مین دھوکے سے ہمین ہی منظور — پیچ یہ سب ترے گیسوے پیچان سمجھے

تڑپتا ہی مرا دل جسکی خاطر
خدا وندا اوسے لاؤن کہان سے

تصور مین بھی پاس اوس بت کے جانا
نہین ممکن مریض ناتوان سے

سنا پُر درد نالون کو تو بولے
مرا دل کانپتا ہی اس فغان سے

خوشا یہ ضعف ہم جسکی بدولت
نہین اوٹھ سکتے ہین کوئے بتان سے

پڑے ای سنگ اسو سخت مشکل
جو تو ٹکرے سنگ آستان سے

گئے جب سے نہ آئے پھر کسی روز
وہ سیکھے چال کیا عمر روان سے

تمھاری یاد مین ایسا ہون بیخود
کہ کوسون دور ہون وہم و گمان سے

مزہ جینے کا مرنے سے ہی اے خضر
نہین کیا لطف عمر جاودان سے

۲۰۲ ادیب اب آگئے ایام پیری
مدینے کو چلو ہندوستان سے ۲۱

لاغر بدن یہ عشق بت سیمبر مین ہی
فرق اوس سے ایک بال کا موئے کمر مین ہی

ای بت جو ہو کے خاک تری رہگذر مین ہی
وہ مثل سرمہ دیدۂ اہل نظر مین ہی

اس رتبہ ضعف عشق بت سیمبر مین ہی
طاقت اب اوٹھنے کی نہین دل جگر مین ہی

منجدھار مین ہون قلزم غم کے مین اے خدا
بیڑا تو پار کر مری کشتی بھنور مین ہی

بیہوش کر دیا جسے دیکھا اوٹھا کے آنکھ
جادو بلا کا چشم بت فتنہ گر مین ہی

پھیلا کے پانون چین سے سوتے ہین قبر مین
آرام سب جگہ سے اسی اپنے گھر مین ہی

پیری کے داغ عشق مین ہی گرمی شباب
تیزی مہر حشر چراغ سحر مین ہی

اللہ ری نازکی کہ لچکتی ہی بوجھ سے
صرف ایک خال یار کی نازک کمر مین ہی

دندان و لب سے اوسکے جو ہو جائے سامنا
مٹی وہ آب ہو کہ جو لعل و گہر مین ہی

وہ جو مجروح کریگا ہمین خوش ہونگے رقیب
زخم ہم کھائینگے اغیار کو لذت ہوگی

سچ یہ ہے راہ ہوا کرتی ہے دلکو دلسے
مجھکو تیری تو تجھے میری محبت ہوگی

زیست ای رشک مسیحا مرض عشق سے ہے
جیتے مرجائینگے بیمار جو صحت ہوگی

آپ کب لائینگے تشریف کچھ ارشاد تو ہو
حال پر بندہ کے کس روز عنایت ہوگی

۲۰۱ — ۲۲

گھر کے بھیدی سے بھی چھپتا ہے کہین راز ادیب
حشر مین جرم پر اعضا کی شہادت ہوگی

صدا آتی ہے یہ کوئے بتان سے
نہین جاتا کوئی اگر یہان سے

نکالون آہ جو سوز نہان سے
شرر برسین فضاے آسمان سے

رہے مجروح وہ نوک سنان سے
کشیدہ ہو جو اوس ابرو کمان سے

تجسس کرتے حال رفتگان ہم
اگر آتا کوئی پھر کر وہان سے

وہ ہے بحر سرشک چشم گریان
حباب اوسمین ہین قصر آسمان سے

چھٹے اوس زلف پیچان سے کوئی کیا
جو اک پھندے مین دل لاکھون پھانسے

زبان سے میری سنکر لذت مرگ
خضر ناخوش ہین عمر جاودان سے

وہ بولے سنکے قصہ دردِدل کا
بڑی الجھن ہے طول داستان سے

کوئی اگر ہمارے جی سے پوچھے
جو لذت پائی ہے جور بتان سے

تب غم مین ہر اک موے تن اپنا
زبان شعلہ ہے سوز نہان سے

بدن سے روح جب نکلی تو بولی
رہائی ہوگئی قید گران سے

ہمارے واسطے ہے تخت شاہی
کہان ہم جائین خاک آستان سے

سنی ہے شور محشر کی بڑی دھوم
مگر گیا ڈر ہمین خواب گران سے

حلم سے اوسکے اگر اپنی شہادت ہوگی ‌ ‌ تیغ جلاد کلید درِ جنت ہوگی

غافلو طاعت حق چاہیے پیری آئی ‌ ‌ صبح کا وقت ہی مقبول عبادت ہوگی

تو ہجوم غم ہجران سے نہ گھبرا اے دل ‌ ‌ چاہیے صبر جماعت سے کرامت ہوگی

دل مجروح جو بیتاب ہے اے ہندوِ خال ‌ ‌ نمک زخم اوسے تیری ملاحت ہوگی

دست قاتل سے جو مرنے کی سنینگے لذت ‌ ‌ حضرت خضر کو بھی مرنے کی حسرت ہوگی

نقد دل لیکے ہمارا جو کروگے برباد ‌ ‌ یاد رکھنا کہ امانت مین خیانت ہوگی

بزم جانان سے نکلوائے گئے ذلت سے ‌ ‌ غیر مرجائینگے بے موت جو غیرت ہوگی

جور قاتل کا ادا شکر کرینگے تا زیست ‌ ‌ ہم جو مرجائینگے تو بھی نہ شکایت ہوگی

ہم یہ سمجھینگے ٹھکانے لگی مٹی اپنی ‌ ‌ اوسکے کوچے مین پس مرگ جو تربت ہوگی

دہن تنگ کے اثبات مین لایا جو دلیل ‌ ‌ منطقی سے مری اس بات مین حجت ہوگی

ہمکو ملجائیگی بیداد کی داد اے ظالم ‌ ‌ کسی بیدرد سے تجھکو جو محبت ہوگی

جب کہا مین نے مرا حال سنینگے کب آپ ‌ ‌ ناز سے اوسنے کہا جب ہمین فرصت ہوگی

بوسہ لینے سے تصور مین ہے لب نیلے ‌ ‌ اس سے کیا بڑھکے بھلا اور نزاکت ہوگی

روز ہجران کی سیاہی سے خدا کی ہے پناہ ‌ ‌ اس سے بڑھکر نہ شب گور کی ظلمت ہوگی

قتل کرنے کو اشارا ہی ہمین کافی ہے ‌ ‌ تیری انگشت شہادت سے شہادت ہوگی

آ بہ یہ ہی سی وجہ سے اے آئینہ رو ‌ ‌ آئینے کو ترے دیدار کی حسرت ہوگی

دق کچھ اسطرح کیا ہے مرض فرقت نے ‌ ‌ موت بیمار تپ ہجر کو صحت ہوگی

ایک ہم ہین کہ بھرے دلمین ہین لاکھون ارمان ‌ ‌ ایک وہ ہونگے جنھین کوئی نہ حسرت ہوگی

تب وعدہ مرے گھر آکے وہ فرمانے لگے ‌ ‌ اب شکایت جو کروگے تو شکایت ہوگی

مین کیا کہون کہ کٹی کسطرح شب فرقت
تڑپ کے کی ہی سحر ایک ماہرو کے لیے

لکھو نہین گوہر دندان یار کی توصیف
میسر آب گہر ہوا گر وضو کے لیے

مگر ہی قلزم ہستی مین خوف عزت کا
گہر صدف مین چھپے ہین تو آبرو کے لیے

نہ ہمکلام ہوا ایک دن وہ وعدہ خلاف
زبان دی ابھی کئی بار گفتگو کے لیے

وہ ناتوان ہون جو لون سانس ہجر قاتل مین
نفس چھری بنے ہر اک رگ گلو کے لیے

وہ بدنصیب ہون پوچھے جو حال دل وہ کبھی
زبان کام نہ دے شرح آرزو کے لیے

ہوے تلاش کمر مین ہم اسطرح غائب
کہ مدتون رہے گم اپنی جستجو کے لیے

ہم اونکے خنجر ابرو کی کچھ کرین توصیف
زبان تیغ جو ملجائے گفتگو کے لیے

یہ طول ہی کہ نہ جملہ تمام ہوا اوس کا
ملے جو عمر خضر شرح آرزو کے لیے

سیو نہین زخم دہن چھوڑ دن سب علائق کو
ملے جو سوزن عیسیٰ مجھے رفو کے لیے

عبث ہین بے صفت یار صورت سوسن
جو دس زبانین بھی ہین مین ہون گفتگو کے لیے

کہان علاج کو آیا ہی کچھ ہی دیوانہ
طبیب لائے کوئی تیر چارہ جو کے لیے

جو اونکی دید کو نرگس بنی سراپا چشم
تو گل بھی ہین ہمہ تن گوش گفتگو کے لیے

گہر یہ کہتے ہین تاج شہ حسینان مین
ہوے ہین بیوطن آ کر ہم آبرو کے لیے

۲۰۰

ادیب حیف کہ اوس گل نے ایک بات نکی
لبون پر آگئی جان اپنی گفتگو کے لیے

۲۷

حالت نزع مین جان بخش مسرت ہوگی
ملک الموت کی تیری سی جو صورت ہوگی

اون حسینون سے کبھی ہمکو نہ الفت ہوگی
جنکی آنکھو نہین ذرا بھی نہ مروت ہوگی

تیری ہمشکل جو مٹی کی بھی مورت ہوگی
دل ستان ہوش ربا نور کی صورت ہوگی

خاکساری ہمنے کی ہو اختیار اسواسطے
ملک و زر جز نام کچھ رہتا نہین بعد فنا
میرے رونے سے پسیجے گئے بتان سنگدل
ذبح ہونے مین مجھے حاصل ہو لطف زندگی
دلمین آتا ہی کہ اوس سیمین بدن کے عشق مین
جان گو جائے مگر یہ التجا سے ننگ ہی
ہمکو راحت سے یہ نفرت ہی کہ اوٹھاتی ہین ذ
کیا یقین آئے ہمین اونکے دہان تنگ کا
آمد و شد جب کہ دم بھر کی ہی مانند نفس
کعبۂ دل کا گرانا بے سبب اچھا نہین
لوگونکی خاطر سے ہی گھر بیٹھے لیتے ہین ثواب

بن کے مہ وید و دلدار ہین گھر کیجیے
اک ذرا نظارۂ گور سکندر کیجیے
یہ وہ نالے ہین کہ جن سے موم پتھر کیجیے
میری گردن سے جدا دم بھر نہ خنجر کیجیے
نقد جان و دل لوٹا کر سب برابر کیجیے
نازبرداری مسیحا کی نہ مر کر کیجیے
زیر سر پھوڑے سے بھی جب بالش پر کیجیے
امر غیبی کو بھلا کس طرح باور کیجیے
پھر سرائے دہر مین تعمیر کیا گھر کیجیے
دلمین کچھ خوف خدا ای بندۂ زر کیجیے
ہاتھ مین دل لیکے سب کا حج اکبر کیجیے

۱۹۹

ترک دنیا سے کوئی شغل اور بہتر نہین
بیٹھ کر گوشے مین تنہا یاد دلبر کیجیے

۲۱

کھڑا ہون دیر سے مین جیب اپنی زہ کے لیے
کبھی تو اون سے ہمین ہو کلام کی یارب
نہ صدمہ دانۂ گوہر کو آسیا کا ہوا
وہی ازل سے مجھے اتصال ہی اون
محال ہی دہن تنگ یار کا اثبات
شریک دفن ہوے وہ تو بڑھ گئی عزت

کہ اپنے منھ سے وہ فرمائین گفتگو کے لیے
زبان تیغ اگر دی ہی گفتگو کے لیے
گزند دیکھی نہین اہل آبرو کے لیے
جو قرب مجھسے ہی میری رگ گلو کے لیے
کہان ہین منطقی آجائین گفتگو کے لیے
مٹے ہین خاک مین ہم اپنی آبرو کے لیے

ساتھ سونا اوسکے ہوتا ہی نصیب
بخت خفتہ آجکل بیدار ہی

دم ہی لب پر آرہی ہین ہچکیان
اب کوئی دم کا ترا بیمار ہی

اپنے اپنے حال مین سب مست ہین
کوئی زاہد ہی کوئی میخوار ہی

ہون تب غم مین مین ایسا ناتوان
مجھکو مرنا بھی بہت دشوار ہی

جب سے دیکھا ہی رخ گلگون یار
چشم بلبل مین ہر اک گل خار ہی

پیش قاتل ہی سر تسلیم خم
جان لے یا بخشدے مختار ہی

چشم وحدت سے جو دیکھو زاہدو
سبحہ مین بھی رشتۂ زنار ہی

خون عاشق جو نہین اوسنے پیا
سرخ پھر کیون یہ لب سوفار ہی

مین وہ زخمی ہون کہ میرے زخم کو
سبزۂ خط مرہم زنگار ہی

قبر سے کچھ کم نہین گھر ای مسیح
زندہ در گور آپکا بیمار ہی

ہجر مین اوس گل کے گھٹتا ہی گلا
بڑھکے پھانسی سے بھی مجھکو ہار ہی

۱۹۸

وہ مسیحا دیکھنے آیا ادیب
ہی وہی اچھا کہ جو بیمار رہی

۱۸

قصر تن کو توڑ کر دم مین برابر کیجیے
دلمین آتا ہی کہ خاک اب لاکھ کا گھر کیجیے

پھر جنون کا جوش ہی پھر آئی ہی فصل بہار
خانۂ زنجیر سے پھر پاؤن باہر کیجیے
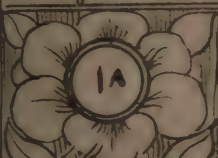
لائیے تشریف اکدن تو بھلا ای رشک مہر
خانۂ دل منزل خورشید انور کیجیے

دی ہی مینے جان حسرت مین دُر دندان کے آج
غسل میت مین مری صرف آب گوہر کیجیے

آئینہ رو ؤ دکھا کر آئینہ رخسار کا
وقت کا اپنے ہمین اکدن سکندر کیجیے

وصل کا وعدہ کیا ہی اوس گل خوبی نے آج
صحن مین گلشن کے برگ گل کا بستر کیجیے

تھی ترے چاہ ذقن کی شکل اے زہرہ جبین
اسلیے قدسی غریق چاہ بابل ہو گئے

ہین وہ بدقسمت ہمن دریا مین گیا جب ڈوبنے
دور سے لینے کو وہ آغوش ساحل ہو گئے

کسطرح مین دیکھتا اوس غیرت خورشید کو
پردہا چشم مجھ مین اوسمین حائل ہو گئے

تابع فرمان ہین زہرہ وش ہمارے رات دن
جب سے اسم اعظم جانان کے عامل ہو گئے

سخت جانی کا برا ہو سخت شرمندہ کیا
قتل کرنے سے مرے شل دست قاتل ہو گئے

نشہ مین اندھا کیا ہی ہجر ساقی نے ہمین
آنکھون کے ڈورے ہمارے خط باطل ہو گئے

دین و دنیا سے ہوے آزاد مجنون زلف کے
ہین وہی عاقل جو پابند سلاسل ہو گئے

ساقی آئینہ رو نے جام جب ہم کو دیا
مرتبے جمشید و اسکندر کے حاصل ہو گئے

تا بزانو گر گئے گلشن مین فرط شرم سے
سرو و طوبی اونکے قد کے جب مقابل ہو گئے

جاکے پھر آیا وہ گل جب محفل عشاق مین
ہو گئے پژمردہ شگفتہ غنچۂ دل ہو گئے

ہم نہ گریان ہین جو اس گلرخ کی یاد مین
نالۂ دل اپنے فریاد عنادل ہو گئے

(١٩٧)

اوسکی مژگان کم نہین ہین تیر سے ہمکو ادیب
ابروے قاتل اگر شمشیر قاتل ہو گئے

(١٨)

اور کیا مجھ رند کو درکار ہی
ہاتھ مین ساغر بغل مین یار ہی

وہ سکندر وقت کا اے یار ہی
جو کہ تیرا آئینہ بردار ہی

تب سے مجھکو عشق زلف یار ہی
موے تن گویا زبان مار ہی

گو کہ بیم موج ہی مجدھار ہی
تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہی

سیر گلشن گھر مین بیٹھے ہی نصیب
سینہ داغون سے مرا گلزار ہی

کشتون کے پشتے ہین کوئے یار مین
گرم ایسا موت کا بازار ہی

آنکھین نرگس ہین تو قد سرو دہن ہی غنچہ ۔ ساتھ گل کے مرے گلزار رہا کرتا ہی
اب تو گھر بیٹھے ہوئی دید کی صورت حاصل ۔ دل کے آئینہ مین دلدار رہا کرتا ہی
دست وحشت سے کیا کرتے ہین لاکھون ٹکڑے ۔ ایک دامن مین اگر تار رہا کرتا ہی
تشنگی سے کبھی ہوتا نہین ظالم سیراب ۔ خشک دائم لب سوفار رہا کرتا ہی
ہون وہ مجنون کہ مین جاتا ہون جو صحرا کی طرف ۔ بید مجنون لیے تلوار رہا کرتا ہی
دیکھکر کہتے ہین حسرت سے اطبا مجھکو ۔ زندہ کسطرح یہ بیمار رہا کرتا ہی
چشم جانان کا تصور مرض عشق مین ہی ۔ پاس بیمار کے بیمار رہا کرتا ہی
مین وہ بلبل ہون ہوئی جب سے گلون کی فرقت ۔ باغ آنکھون مین مری خار رہا کرتا ہی
سوکھکر ہجر مین اوس گل کے ہوا ہون کانٹا ۔ مجھسے گردون کو بجا خار رہا کرتا ہی

۱۹۶

سر کو خواہش نہین کچھ ظل ہما کی ہی ادیب
یار کا سایۂ دیوار رہا کرتا ہی

۲۰

ای مسیحا تندرستون مین وہ داخل ہو گئے ۔ جو تری آنکھون کے بیمارون مین شامل ہو گئے
زندگانی مین وہی انسان کامل ہو گئے ۔ پہلے مرجانے سے جو مردون مین شامل ہو گئے
خنجر بران ہمین بردے قاتل ہو گئے ۔ گولیان بندوق کی رخسار کے تل ہو گئے
دونون عالم کے اوسیکو لطف حاصل ہو گئے ۔ دست جانان جسکی گردن مین حمائل ہو گئے
خضر و عیسی نے جو دیکھے جان کے لالے پڑے ۔ سبزے کانون کے ترے زہر ہلاہل ہو گئے
اوٹھ گیا جسوقت پردہ چہرۂ دیدار کا ۔ عارض پرنور رشک شمع محفل ہو گئے
ہم وہ مشتاق اجل تھے قتل مین دیکھی جو دیر ۔ ہاتھ مین سر نذر لیکر پیش قاتل ہو گئے
سرنگون رہتے ہین بار منت جلاد سے ۔ ہم یہ ممنون سبکدوشی قاتل ہو گئے

ظلم پر چرخ ستمگار رہا کرتا ہی ماہ نو کے لیے تلوار رہا کرتا ہی

دلمین جب سے نہین دلدار رہا کرتا ہی حسرت و یاس کا انبار رہا کرتا ہی

جب سے ہون چشم بتان کا بیمار آنکھون کو رونے کا آزار رہا کرتا ہی

توجو جاتا ہی کوئی دم کو مرے پہلو سے درد دل ہر گھڑی اے یار رہا کرتا ہی

جبہہ سائی ہی نصیب اوسکے در دولت کی خفتہ بخت ان دنون بیدار رہا کرتا ہی

نرگسین چشم مین سرمہ کا ہو دنبالہ ضرور بے عصا بھی کہین بیمار رہا کرتا ہی

باغ فردوس مین بے یار ہین یعنی رہتا ہون جیسے دوزخ مین گنہگار رہا کرتا ہی

خون چکھا نہین عاشق کا جو اے ترک اسنے سرخ پھر کیون لب سوفار رہا کرتا ہی

عاشق ابروے خمدار مدام اے قاتل آب خنجر کا طلبگار رہا کرتا ہی

خانہ کعبہ سے کچھ کم نہین اے قبلہ من دل وہ گھر ہی کہ جہان یار رہا کرتا ہی

تندرستون کو ہوا کرتی ہی اوسپر حسرت جو ترے آنکھون کا بیمار رہا کرتا ہی

دیکھتا ہی وہ ہر اک شی مین اوسیکا جلوہ مے وحدت سے جو سرشار رہا کرتا ہی

دل پر داغ پھنسا جب سے ترے گیسو مین کوچہ زلف بھی گلزار رہا کرتا ہی

کیون نہ محروم رہے طالب دیدار ترا پردہ رخسار کا دیوار رہا کرتا ہی

دیکھکر آینہ رخ کو ترے آئینہ سکتہ مین صورت دیوار رہا کرتا ہی

اپنے دلمین ہی خیال اوس بت شیرین لب کا شیشہ مین شربت دیدار رہا کرتا ہی

عشق وہ شی ہی کہ گھل گھل کے وہ مرجاتا ہی جسکو دو دن بھی یہ آزار رہا کرتا ہی

نیست ہوجانیکا ترے عشق مین ہی لطف جسے اپنی ہستی سے وہ بیزار رہا کرتا ہی

وہ گل اندام چمن مین نہین آتا جبتک قید خانہ ہمین گلزار رہا کرتا ہی

دل لیکے کیا آپنے برباد ہمارا
ای جان امانت مین خیانت نہین اچھی

دق ہوتے ہین کیون میرے مداوا سے اطبا
بیمار تپ عشق کی صحت نہین اچھی

تکرار نکر نقطۂ موہوم دہن مین
ای فلسفی اس باب مین حجت نہین اچھی

سجدے کو کیا منع مجھے یار نے در پر
سر پھوڑ کے مر جاؤن کہ قسمت نہین اچھی

بے اوسکی محبت کے جو اوٹھا کبھی دلمین
سچ پوچھو تو اوس درد مین لذت نہین اچھی

دیکھا نظر غور سے ہمنے جو چمن مین
رنگت سے تری پھولون کی رنگت نہین اچھی

تم چھوڑ کے پردہ نہ دکھاؤ ہمین چہرہ
صورت کے دکھانے کی یہ عادت نہین اچھی

ہم جس گھڑی کہتے ہین کہ اب وصل کی ٹھہرے
وہ ناز سے کہتے ہین کہ ساعت نہین اچھی

غمخوارونے میرے جو سنا حال مصیبت
کہنے لگے رو کر تری قسمت نہین اچھی

بیٹھا وہ مجھے دیکھکے کہنے لگے کیا خوب
تم خط مین تو لکھتے تھے کہ حالت نہین اچھی

اب جلد قدم رنجہ کرا و رشک مسیحا
بیمار تپ ہجر کی حالت نہین اچھی

جان اپنی نکلجائے تو خوش ہین دل و جان سے
لیکن شب فرقت کی مصیبت نہین اچھی

دلمین ہی ترے یاد بتان ہاتھ مین تسبیح
ای شیخ ریا کی یہ عبادت نہین اچھی

ای جان سمجھ آتش دوزخ کا نمونہ
اغیار سے یہ گرمی صحبت نہین اچھی

جب وصل کا ہوتا ہون طلبگار مین اون سے
کہدیتے ہین وہ جاؤ طبیعت نہین اچھی

۱۹۵

خواری کو ادیب اپنی سمجھتا ہون مین بہتر
ذلت سے رہ عشق مین عزت نہین اچھی

۳۱

رو برو جب سے رخ یار رہا کرتا ہی
آئینہ پشت بدیوار رہا کرتا ہی

باغ جنت سے وہ بیزار رہا کرتا ہی
تیرے کوچے مین جو ای یار رہا کرتا ہی

بہت جب دیکھتے ہین گرمیان نار جہنم کی
تمھارے دل جلون کو بھی حرارت آہی جاتی ہی

نہ بیٹھو خوبرو ہو کر رقیب بد کے پاس اک دم
برون کی نیکون مین تاثیر صحبت آہی جاتی ہی

جو وہ رشک مسیحا پاس سے جاتا ہی دم بھر کو
لبون پر جان بیمار محبت آہی جاتی ہی

کیا ہی گو کہ مین نے عاشقی کو ترک مدت سے
مگر پھر اچھی صورت پر طبیعت آہی جاتی ہی

گلہ جور و جفا کا کیتے ہو بڑھکر جفا سے ہی
ہوا کیا باتون باتون مین شکایت آہی جاتی ہی

بھلا دریا بھی روکے سے کہین رکتا ہی ای ناصح
جب آنے والی ہوتی ہی طبیعت آہی جاتی ہی

وہ ظالم دیکھتا ہی جب کہ مجھ بیمار ہجران کو
عداوت لاکھ دل مین ہو محبت آہی جاتی ہی

جو سن لیتے ہین لذت موت کی راہ محبت مین
خضر الیاس کو مرنے کی حسرت آہی جاتی ہی

ترے رنج و الم بدلین گے عیش وصل سے اک دن
نہ گھبرا ای دل غمگین مصیبت آہی جاتی ہی

۱۹۴

اوسے اپنے گناہون سے جو گھبراتا ہی دم اپنا
تسلی کو ہماری اوسکی رحمت آہی جاتی ہی

۲۴

مرتا ہون شب ہجر مین حالت نہین اچھی
ای رشک مسیحا تری فرقت نہین اچھی

کسطرح کہون سانولی صورت نہین اچھی
معشوق وہ کیا جسمین ملاحت نہین اچھی

دھوکے سے لیا بوسہ تو جھنجلا کے وہ بولے
دیکھو کہے دیتے ہین یہ عادت نہین اچھی

اوس در کی مجھے ناصیہ سائی ہی میسر
کسطرح کہون بن مری قسمت نہین اچھی

دل لگ کے چھٹا ہی کہین ای حضرت ناصح
اچھی کہی اوس بت سے محبت نہین اچھی

چار آنکھون کے ہوتے ہی بس آتا ہی تمھین پیار
منہ دیکھے کی ای جان محبت نہین اچھی

کسطرح مزے کا ہی کہ سیری نہین ہوتی
غم کھانے سے ہرگز کوئی لذت نہین اچھی

ای دل نہ کبھی آئے زبان پر گلہ جور
اوس ترک ستمگر کی شکایت نہین اچھی

کرون مین جان شیرین کیون نہ قربان اپنے قاتل پر
مرے جی سے کوئی پوچھے حلاوت آب آہن کی

مرے ہر موئے تن مین ہی شعلۂ مہر کا عالم
محبت دل کو ہی جس روز سے اوس رو روشن کی

تمنا ہی کہ دم گھٹ کر مرا اسدم نکلجائے
ابھی بن جائے پھانسی زلف پیچان میری گردن کی

خیال آتا ہی رونے مین مجھے جسوقت اوس بت کا
صدا آتی ہی ہر نالہ سے ناقوس برہمن کی

بتون کی یاد مین ایسی گران ہی یاد حق مجھکو
ہوئی تسبیح صد دانہ مجھے اب سیکڑون من کی

بدلکر کروٹین گن گن کے تارے صبح کرتے ہین
جو شب کو یاد آتی ہی ہمین اوس ماہ روشن کی

ارادہ ہی ترے کوچہ مین مرکر خاک ہو جاؤن
نہ چھوڑون دامن دولت کو بن کر خاک دامن کی

وبال جان ہوئی ہی زیست عشق زلف پیچان مین
گلے مین میرے پھانسی ہی نہین شہ رگ ہی گردن کی

نہ اوترا قطرۂ مے حلق سے ایسا پڑا پھندا
جو مے پینے مین یاد آئی صراحی دار گردن کی

جہان جا بیٹھتے ہین ہم سمجھتے ہین وہین گھر ہی
بھلا کیا پوچھتے ہو خانہ بربادون سے مسکن کی

وہ مجنون ہون کہ کہتا ہون یہی مین دست وحشت سے
گریبان چاک کر کے دھجیان کر جیب و دامن کی

نہ بھنے جاتے ہین میرے دانۂ زنجیر زندان مین
حرارت آتش سودا سے ایسی بڑھ گئی تن کی

ہوا میخانہ ہمکو فرقت ساقی مین غمخانہ
صدائے قلقل مینا ہوئی آواز شیون کی

جو موت آئی ہی یاد جنبش ابروے جانان مین
ہی گردش سنگ مرقد کو مرے سنگ فلاخن کی

۱۹۳

ادیب اوس مہر کا جلوہ ہی جب سے خانۂ دل مین
تجلی رہتی ہی گھر مین مرے وادی ایمن کی

۱۳

جگر بجتا ہی تو مرنے کی نوبت آہی جاتی ہی
سحر جب جاتے ہو ہم پر قیامت آہی جاتی ہی

خرام ناز سے چلتا ہی جب گلزار مین وہ گل
قدم لینے دبے پانون قیامت آہی جاتی ہی

بہانے سیکڑون ہین اونکو مہندی کا لگانا کیا
نہ آنے کے لیے کوئی ضرورت آہی جاتی ہی

برھی یہ سیل آب تیغ قاتل
خوشا طالع کہ نکلی حسرت دل

کمر تک اوسکی میرے تا گلو ہے
زہے قسمت تہ خنجر گلو ہے

۱۹۲

غضب مین ہے ادب اسکے سبب جان
بغل مین دل نہین ہے اک علو ہے

۳۰

متقدم موت کی تدبیر کر پھر فکر مسکن کی
جو پردہ مین یہی ہے شعلہ باری روے روشن کی
تصدق حسن ہے رخسار پر کیا بات جوبن کی
ہوے ہم کشتۂ خنجر حیات جاودان پائی
یقین آتا ہے اپنے ہاتھ مین لیکر چراغ آئے
اثر نالون مین ایسا ہے کہ سنکر رو دیا وہ بھی
خوشا قسمت چکا جھگڑا ہوے قتل اوسکے خنجر سے
وہ گریان ہون کہ رونے مین جو موت آجائیگی مجھکو
اگر بعد فنا اپنی یہی بیتابی دل ہے
مزا رونا ہے اک طرفہ تماشا دیکھ تو آکر
نہ آپ آئے نہ خط بھیجا نہ آنے کی خبر بھیجی
گجر بجتا ہے جب صبح شب وصل اے مہ خوبی
شب فرقت کے صدمے اوٹھ نہین سکتے کسی صورت
ادھر ہم دید کو ترسین کھڑے ہے در دا محرومی
صدا آمد کی اے رشک مسیح آوازۂ قم ہے

بنا گھر بعد اے دل پہلے کر تعمیر مدفن کی
عجب کیا ہے اگر سب تیلیان جل جائین چلمن کی
بلائین لیتی ہے شوخی بتون کے چلبلے پن کی
نہین کم آب حیوان سے ہے تاثیر آب آہن کی
جو دیکھے تیرگی خورشید روشن سیر مسکن کی
جو پہونچی کان مین اوسکے صدا فریاد و شیون کی
زہے طالع جدائی ہو گئی اپنے سر و تن کی
صدا آئیگی میری گور سے فریاد و شیون کی
زمین لرزان رہیگی تا قیامت میرے مدفن کی
اگر تو نے نہ دیکھی ہو جھڑی آنکھون سے ساون کی
محبت ترک سے تمنے کیا قلم اے مشفق من کی
لگا کرتی ہے چوٹ آکر ہمارے دل پر اک ٹھن کی
خداوندا نہ مجھے موت آئے جو آئی ہو دشمن کی
ادھر نظارہ ہر دم ہو رہے ہے تقدیر چلمن کی
تن بیجان مین جان آئی تری پازیب جب کھنکی

مرے جسم زار سے پہلو مین تو ہی — کسی شی کی نہین کچھ آرزو ہی

ہمارا ابھی سر تسلیم خم ہی — اگر خنجر بکف وہ جنگ جو ہی

صفت لکھی دُرِ دندان کی جب سے — ہماری شاعرون مین آبرو ہی

الم مین آب می پیتے ہین ہم رند — اسی سے گرد غم کی شست و شو ہی

رہا کرتے ہین گردش مین شب و روز — تری یہ مہر و مہ کو جستجو ہی

جگہ تیری ہی ہر عاشق کے دل مین — جسے کہتے ہین ہر جائی وہ تو ہی

جدا مجھسے نہو ملکر وہ تار بیت — خداوندا یہی اک آرزو ہی

ترے فضل و کرم سے ای خداوند — نہو کچھ آرزو یہ آرزو ہی

دل آیا ہی مرا اب ایک بت پر — خدا کے ہاتھ میری آبرو ہی

دُرِ دندان کی دیکھی آب جب سے — ہر اک گوہر کی مٹی آبرو ہی

وہ زخمی تیغ چشم مست کا ہون — کہ زخمون کے دہن مین می کی بو ہی

ذرا جانا تو نے کیجے بچالے ای دل — لیے خنجر وہ ترک جنگ جو ہی

وہ رات آئے تو بولی حسرت دل — شب وصل آج ہم ہین اور تو ہی

اگر مرغ سحر بولا شب وصل — چھری میری ہی اور اوسکا گلو ہی

جو سوز عشق سے جلتا نہین دل — تو کیون گریہ کنان ای شمع تو ہی

پھرے گلزار عالم مین تو دیکھا — کسی گل مین نہین الفت کی بو ہی

جسے کہتے ہین ہستی خواب ہی وہ — تری قدرت ہی یارب او رتو ہی

امید رحم اوس قاتل سے کیا ہو — زبان پر جسکی ہر دم اقتلو ہی

ہوے وہ تیغ ابرو جب سے مشہور — دم خنجر کی برباد آبرو ہی

وہ پہلے دیکھنا پردہ اوٹھا کے — پھر اوسکا سر جھکانا مسکرا کے

سنی جب آمد فصل بہاری — قفس مین رہ گئے ہم پھڑپھڑا کے

غضب تھا یار کا جانے نہ دینا — مرا دامن انگوٹھے سے دبا کے

نفس کی آمد و شد ای یمِ حسن — ترے لاغر کو جھونکے ہین ہوا کے

نہ چھوٹا کوئی پھنسکر تا قیامت — بلا کے پیچ ہین زلف دوتا کے

کسی نعمت مین وہ لذت نہوگی — مزے جو پائے تیرے غم کو کھا کے

تمنا وصل مین کیا دل کی نکلے — کھڑے رہتے ہون جب بیچ حیا کے

نرکھا دین و دنیا کا ہمین حیف — بتون نے اپنی نظرون سے گرا کے

نکیونکر زیست سے ہون سیر عاشق — قضا تابع ہی تیری ہر ادا کے

بھلا تو سن تو ای چرخ ستمگر — ملا کیا خاک مین ہم کو ملا کے

عدو کو کیون نہ کھٹکون صورت خار — ترے غم نے کیا کانٹا سوکھا کے

سمجھتے جو مآل کار اپنا — چمن مین گل نہ ہنستے کھلکھلا کے

ہوا شرمندہ ہر طاؤس گلشن — چلا وہ شوخ جب دامن اوٹھا کے

نہوگا کوئی بھی بیدرد تمسا — کھڑے ہنستے ہو میرا دل دکھا کے

رہین محروم ہم ہیہات ہیہات — حنا بوسے لے اونکے دست و پا کے

۱۹۱

ادیب اپنا مقدر جب پھریگا
وہ لیجائینگے خود ہم کو بلا کے

۲۴

ترا جلوہ جہان مین چار سو ہی — جو دیکھا غور سے ہر شی مین تو ہی

برنگ جان دل عاشق مین تو ہی — ہر اک غنچہ مین ای گل مثل بو ہی

چلے آئین گھر مین ترے میرے ہوتے
رقیبون کی اتنی تو طاقت نہین ہی

جو طوفان اشک اپنی آنکھون سے اوٹھا
تو تم دیکھ لینا یہ خلقت نہین ہی

وہ ہوگا جو لکھا ہی قسمت مین میری
مجھے کچھ کسی سے شکایت نہین ہی

تری چال کی شرم سے ایسی بھاگی
عدم مین بھی گویا قیامت نہین ہی

بہت سیر کی باغ عالم کی ہمنے
کسی گل مین تیری سی رنگت نہین ہی

نکل جائے تن سے کہین جان مضطر
شب ہجر اتنی بھی طاقت نہین ہی

کوئی مجھسے شیرینی لب کو جو پوچھے
یہ قند و عسل مین حلاوت نہین ہی

وہ حیوان سے بڑھکے بدتر ہی اے دل
جس انسان مین کچھ محبت نہین ہی

تری جستجو مین ہی سارا زمانہ
کسے تیرے ملنے کی حسرت نہین ہی

کہا جس گھڑی وصل کو مین نے اونسے
وہ بولے کہ آج اچھی ساعت نہین ہی

نکلتی نہین کیون خدا جانے تن سے
مری جان تو میری حسرت نہین ہی

وہ گھر آتے ہی پھر گئے اولٹے پاؤن
مری آجکل سیدھی قسمت نہین ہی

ہم اوسکے عوض شکر کرتے ہین سجدہ
ترے جور کی جب نہایت نہین ہی

۱۹۰ — ادیب اب تو آیا ہی ایسا زمانہ
کہ اپنے سے اپنے کو الفت نہین ہی — ۲۰

بتو کہدین گے ہم آگے خدا کے
کیے ہین ظلم تم نے انتہا کے

وہی مقبول بندے ہین خدا کے
جو بیٹھے ہاتھ دنیا سے اوٹھا کے

اوٹھاتے صدمے کیون جور و جفا کے
مصیبت مین پڑے ہم دل لگا کے

وہ کہنا یار کا مجھکو سنا کے
مرے کیون کوئی ہمسے دل لگا کے

زہے بخت مرتا ہوں قدموں پر اوسکے
مری زندگانی کا حاصل یہی ہی

سمجھتے تو ہو سہل عشق حسینان
بڑی مشکل ای حضرت دل یہی ہی

عجب دلربا ہی ترا تیر ناوک
کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہی

بہت سخت ہی مجھکو فرقت مین مرنا
اگر زندہ رہجاؤن مشکل یہی ہی

فن عشق مین قیس کہتا ہی مجھکو
ہمارا تو استاد کامل یہی ہی

لگا تیر کوئی تو ای ناوک افگن
جو تیرا نشانہ ہی وہ دل یہی ہی

مرے دل کو جز اوسکے ملنے کے یارب
نہ خواہش ہو کچھ خواہش دل یہی ہی

کیا کرتے ہین آہ پر سوز ہر دم
ہماری تو گرمی محفل یہی ہی

۱۸۹ — ۲۳

ادیب اسلیے آئے بزم سخن مین
غلط غم ہو جس سے وہ محفل یہی ہی

مرے پاس اگر مال و دولت نہین ہی
تو کیا غم ہی صبر و قناعت نہین ہی

وہ ای دل بشر فی الحقیقت نہین ہی
جسے درد الفت کی لذت نہین ہی

بغل مین جو وہ مہر طلعت نہین ہی
مری زندگانی کی صورت نہین ہی

جب اون سے لگے کہنے ہم حال اپنا
وہ بولے کہ سننے کی فرصت نہین ہی

ہر اک سرو ہی بڑھکے سولی سے مجھکو
چمن مین جو وہ سرو قامت نہین ہی

اوٹھے فتنے اوس بت کے اوٹھنے سے لاکھون
قیامت سے کچھ کم وہ قامت نہین ہی

جوانی گئی موسم پیری آیا
اوٹھ ای دل کہ اب وقت غفلت نہین ہی

تمہارے اس انکار نے ہمکو مارا
شب وصل مین تو قیامت نہین ہی

سمجھکر قدم اسمین رکھنا تو ای دل
یہ ہی کوچہ یار جنت نہین ہی

ترا جلوہ ہی جب سے ای مہر خوبی | جو خورشید منزل ہی وہ دل یہی ہی
خط سبز کے عشق مین جان بلب ہون | مرے حق مین زہر ہلاہل یہی ہی
ترے خنجر ناز سے ہو کے بسمل | تڑپتا رہون حسرت دل یہی ہی
لیا تو ہی اسکو نہ برباد کرنا | بلا ہی جو نازون سے وہ دل یہی ہی
بجھیگی لگی تشنہ کامون کے دل کی | اگر آب شمشیر قاتل یہی ہی
اگر تو نہین خانۂ دل ہی ویران | جو تو ہی تو پھر عرش منزل یہی ہی
دم خنجر تیز ہی راہ الفت | نہین کشتی کا سنے جو منزل یہی ہی
بھلا مجھ گدا کو یہ پوچھا تو اوسنے | جو آتا ہی دائم وہ سائل یہی ہی
ترے خال کے گرد پھرتا ہی عالم | جو نقطہ ہی مرکز کا وہ تل یہی ہی
محبت مین ہی زندگی موت اسکی | جو مرنے سے زندہ ہو وہ دل یہی ہی
جلانے سے پروانون کے جلتی ہی تو | سزا تیری ای شمع محفل یہی ہی
جب آئے نظر لاکھون کشتون کے پشتے | مجھے کھل گیا کوے قاتل یہی ہی
کیا کرتے ہین نت بیٹھے سیر دو عالم | جو ہی جام جمشید وہ دل یہی ہی
اوٹھانا قدم کا قدم بھر ہی مشکل | مجھے ضعف مین ایک منزل یہی ہی
سو یہ اسے بھی بڑھکے ہی خال عارض | جو تارا ہی آنکھون کا وہ تل یہی ہی
یہ سمجھو کہ تا حشر ٹھنڈا نہوگا | اگر گرمی خون بسمل یہی ہی
وہ ظالم جو منکر ہوا پیش داور | کہا اوسکی صورت نے قاتل یہی ہی
کسیدن پڑیگی زمانے مین ہلچل | ہماری جو بیتابی دل یہی ہی
حقیقت مین ہی گو کہ اک قطرۂ خون | مگر جو کہ دریا ہی وہ دل یہی ہی

نہ چھوڑیگی محبت مجھسے تا زیست — یہ ناصح کیون مرا سر کھا رہا ہی

ذرا ای رشک گل چل تو چمن مین — ہر اک گل حسن پر بھولا ہوا ہی

بھروسا کیا ہی سانس آئے نہ آئے — جسے کہتے ہین دم وہ اک ہوا ہی

حسین کیون بید ہین ہین یا الٰہی — نہین کھلتا کہ اسمین بھید کیا ہی

جسے تو ڈھونڈھتا پھرتا ہی ای دل — وہی تو تجھمین بیٹھا بولتا ہی

بھلا کیا ہوگی میری یاد اوسکو — جو اپنے حسن پر بھولا ہوا ہی

(۱۸۸) ادیب خستہ جان کو یا الٰہی
تری بخشش کا ہر دم آسرا ہی (۳۹)

سراپا جو حسرت ہی وہ دل یہی ہی — غم و یاس و حرمان کی منزل یہی ہی

چھٹون زلف پیچان سے مشکل یہی ہی — مرے حق مین قید سلاسل یہی ہی

جو داغون سے گلشن ہی وہ دل یہی ہی — ترے سیر کرنے کے قابل یہی ہی

وہ ظالم ہی تو جسکو کہتا ہی عالم — نہین رحم جسکو وہ قاتل یہی ہی

نقاب رخ یار کسطرح اوٹھے — مرے اوسکے دیوار حائل یہی ہی

جفا کی نہ لگ جائے ٹھیس اسمین ای بت — جسے شیشہ کہتے ہین وہ دل یہی ہی

کوئی دم مین ڈوبینگے بحر فنا مین — جو آب دم تیغ قاتل یہی ہی

نہ آخر کو خون آنکھون سے ہوکے نکلا — محبت کا انجام ای دل یہی ہی

چڑھایا جو ابرو کو غصہ مین اوسنے — کہا دل نے شمشیر قاتل یہی ہی

نہ پھندے مین زلفون کے آنا تو ای دل — خبردار قید سلاسل یہی ہی

جدا ہوکے اوس شمع رو سے ہی گریان — مگر حسرت شمع محفل یہی ہی

ترا وہ صاف ہی آئینۂ رخ
کہ جسمین آئینہ منھ دیکھتا ہی

وہ گل گلزار مین آیا ہی جب سے
زبان غنچہ پر صل علا ہی

کلیجا بھی تو دے پتھر کا یارب
اگر عشق بتان مجھکو دیا ہی

نہین بچتا نظر آتا ہی کوئی
وہ قاتل آج کل بپھرا ہوا ہی

بجھائی آب خنجر سے مری پیاس
تمھین ای قاتلو صد مرحبا ہی

دکھا کر آنکھین وہ بولے چمن مین
تجھے ای نرگس اک دن دیکھنا ہی

دکھانے کو نہ پڑھ زاہد نمازین
نشان سجدہ ٹیکا نیل کا ہی

نظر پر آسکے گا کیا وہ پی دفن
جنازے کو جو کاندھا دو گیا ہی

زمانہ مین مچی ہی رونے کی دھوم
مرے نالون کا ڈنکا بج رہا ہی

نہ ہے طالع خوشا تقدیر اپنی
مرا سر اور زانو یار کا ہی

نہو جب ہم کو صحت ای مسیحا
بھلا پھر کس مرض کی تو دوا ہی

جسے کہتے ہین اورنگ سلیمان
ترے درویش کا وہ بوریا ہی

بھلا پھر کیا مرے بچنے کی صورت
جب اوسکا غم کلیجا کھا رہا ہی

حسین کوئی نہین اوس سے بڑھکر
خدا کا نام اب اوسکے سوا ہی

ہوا اک قطرۂ ناچیز سے بحر
بشر نے سمجھے تو کیا تھا اور کیا ہی

نہین ہون بار طبع نازک یار
یہ جسم زار لاغر ہو گیا ہی

سنی ہین جب سے باتین تلخ ہنسے
لب شیرین سے دل کھٹا ہوا ہی

نہین تیر لگا ناوک جو ای ترک
طپان کیون طائر قبلہ نما ہی

او بچھانے سے شب فرقت کے صدمے
مرا دل پک کے پھوڑا ہو گیا ہی

باتین کر کے نہ کیا زندۂ جاوید ہمین — لب جان بخش کے نزدیک کچھ بات نہ تھی
کوچۂ زلف مین گم ہو گئے خود حضرت خضر — مانگ پھر کیا تھی تری جو رہ ظلمات نہ تھی
بھولے کس روز بھلا آپ کے ابرو کو ہم — یاد کعبے کی کب ای قبلۂ حاجات نہ تھی
آج شب کو وہ مہ حسن مرے گھر آیا — خواب مین جبسے کہ امید ملاقات نہ تھی
زلف نے آپسے پھر کس لیے سرگوشی کی — ہم سے چھپکر کوئی کہنے کی اگر بات نہ تھی
درد فرقت نے کچھ اسطرح کیا تھا بیتاب — زندگانی کی توقع ہمین کل رات نہ تھی
جاری آنکھون سے نہ کس روز رہا بحر سرشک — کب مرے رونے سے ہر فصل مین برسات نہ تھی

۱۸۷ — ۳۶

دی جو داد اہل سخن نے تو عنایت کی ادیب
ورنہ ان شعرون مین ایسی تو کوئی بات نہ تھی

دُر دندان کا وصف اوسدم لکھا ہی — کہ جب دانتون پسینا آگیا ہی
نہین دل چھوڑنیکو چاہتا ہی — تمھارا تیر کیا ہی دلربا ہی
جسے دیکھو وہ مشتاق لقا ہی — ہر اک بھوکا تمھاری دید کا ہی
نہین ہوتی ہی سیری کیا مزا ہی — غم جانان مرا کھایا ہوا ہی
جگر بھی اور دل بھی کھینچتا ہی — ترا ناوک کشاکش مین پڑا ہی
نہ جا اوٹھکر کہین ای درد پہلو — دل بیتاب تسکین پا رہا ہی
نہین رہتی ہمیشہ ایک کے پاس — بڑی یہ زال دنیا بیوا ہی
نہین کچھ زندگی کا لطف ہمکو — کہ ہر دم موت کا دھڑکا لگا ہی
دل بیتاب کا مرنا ہی اکسیر — اگر کشتہ ہو پارہ کیمیا ہی
کرون کیونکر ادا یارب ترا شکر — کہ بے مانگے مجھے سب کچھ دیا ہی

پار سینہ کے ہوا چاہتے ہین تیر نظر
خانۂ دل مین ہین مہمان اوترنے والے

دل محزون کی کسی روز نہ حسرت نکلی
مر گئے حیف اسی ارمان مین مرنے والے

حلق تر آگے کسی روز تو کر اے قاتل
تشنۂ آب دم تیغ ہین مرنے والے

۱۸۶ غزل داغ و منیر ایک سے ایک اچھی ادیب ۲۲

ہم تو انصاف سے ہونگے نگزرنے والے

کیا کہین کل کسی کروٹ ہمین کل رات نہ تھی
تم جو دم بھر کو بھی آجاتے تو کچھ بات نہ تھی

کب سے تر عشق مین ایذا مجھے دن رات نہ تھی
جان کس روز مری مورد آفات نہ تھی

تیری فرقت مین بجز گریہ کوئی بات نہ تھی
رونے سے مرنے کی فرصت بھی ہمین رات نہ تھی

کیا کہون حال درازی شب ہجران کا
آپ کی زلف تھی فرقت کی مری رات نہ تھی

کیا ہم آفت مین پڑے اون سے محبت کر کے
خوب تھے چین سے جن روزون ملاقات نہ تھی

لب جان بخش سے جان آئی تن بیجان مین
کچھ کم اعجاز مسیحا سے تری بات نہ تھی

ضعف سے مل نسکا ہجر مین دست افسوس
طاقت اتنی بھی مرے ہاتھو نمین ہیہات نہ تھی

حال وہ زار ہوا ہی کہ مرے دوست تو دوست
رو دیے وہ کہ کبھی جن سے ملاقات نہ تھی

مجھ پہ اے ماہ شب چاردہم فرقت مین
کونسی ایسی مصیبت تھی کہ جو رات نہ تھی

بد مزاج آپ کے مانند نہ دیکھا نہ سنا
باتون باتون مین خفا ہو گئے کچھ بات نہ تھی

بیخودی مین نہ ملا لطف شب وصل افسوس
فرط شادی سے مجھے اپنی خبر رات نہ تھی

صورت مردہ بنا تھا مین شب ہجران مین
جان تن مین مرے فرقت مین تری رات نہ تھی

نہوا دہر مین ہرگز مہ کامل کو کمال
پھر جب تک تری اے مہر کمالات نہ تھی

نقد بوسہ نہ ملا بھیک بھی مانگی اون سے
دولت حسن کی میرے لیے خیرات نہ تھی

زیست کے دن ہین جب اک روز گزرنے والے
جینے پر مرتے ہین پھر کس لیے مرنے والے

رنج فرقت سے ہین دن زیست کے بھرنے والے
نہ تو زندو نہین نہ مردو نہین ہین مرنے والے

زیست کا لطف بھلا کیا خضر و عیسی کو
زندگانی کا مزہ پاتے ہین مرنے والے

لب جان بخش کا اونکے جو سنا ہی اعجاز
مرنے پر دیتے ہین جان اپنی نہ مرنے والے

لطف اوس وقت خلش کا ہو کہ خار رہ یار
چبھکے تلوؤن مین ہون سر سے گزرنے والے

زندہ ہو جاتے ہین مرتے نہین اے حضرت خضر
لب جان بخش پر اوس شوخ کے مرنے والے

جب کہا اون سے کہ مرتا ہون تو بولے ہنسکر
کبھی بے موت کے مرتے نہین مرنے والے

مرنے پر اورون کے جو ہنستے ہین خوش ہو کر
اون سے پوچھے کوئی کیا تم نہین مرنے والے

جان شیرین یہ ہوئی تلخ غم فرقت مین
مر مٹے آرزوے موت مین مرنے والے

عید کے دن سے زیادہ ہوئی مقتل مین خوشی
قتل کی سن کے خبر جی گئے مرنے والے

نام کا اون کے وظیفہ نہ رہا کب لب پر
دل سے سیر ہوئے کسدن وہ اوترنے والے

ہو کے بسمل ترے خنجر سے تمنا ہی یہی
نہ مرین اور ترڑپتے رہین مرنے والے

آرزو شوق شہادت مین یہ ہی اے قاتل
قتل سو مرتبہ ہو کر جیین مرنے والے

اے مسیحا دم آخر ہی خبر لے آ کر
چشم بیمار کے بیمار ہین مرنے والے

کوچہ زلف کے کشتے سے وہ بولے ہنسکر
رو مین کب تک تجھے او شام کے مرنے والے

زیست مین سیکڑون جھگڑے پس مرگ ایک نہین
جینے والون سے کہین اچھے ہین مرنے والے

لب جان بخش کے مردون کو ترے کوچے مین
تکتے ہین دیدہ حسرت سے نہ مرنے والے

اے مسیحا ترے بیمار جئے ہین جب سے
نام صحت سے مرے جاتے ہین مرنے والے

ہم ابھی آئے ہین جاتے ہین ابھی شکل حباب
بحر عالم مین ہین دم بھر کو ٹھہرنے والے

واے تقدیر کہ ہم جانب مقتل جا کر
تشنۂ آب دم خنجر قاتل آئے

کیون نہ مایوس ہون ہم زیست سے فرقت مین تری
ضعف سے جان بھی لب پر جو بمشکل آئے

یاد رکھنا کہ کبھی خانۂ دلمین میرے
بھول کر بھی نہ تم اے حور شمائل آئے

تشنۂ شوق شہادت ہون تمنا ہے یہی
تا گلو آب دم خنجر قاتل آئے

حسرت دید مین کس طرح نہ مرجاؤن مین
قتل کرنے کو جو منہ پھیر کے قاتل آئے

عید کے روز سے مقتل مین زیادہ ہو خوشی
گلے ملنے کو اگر خنجر قاتل آئے

دیکھنا شوق اسیری قفس اے صیاد
قید ہونے کے لیے اوڑکے عنادل آئے

روبرو اوس رخ پر نور کے جانا نہ کبھی
نقص تجھ مین نہ کہین اے مہ کامل آئے

ہو شرف منزل خورشید سے بڑھکر حاصل
خانۂ دل مین اگر وہ مہ کامل آئے

خشک مثل لب عشاق ملا وا نصیب
تشنہ لب ہم جو کسی دن لب ساحل آئے

سنکے حال دل پر سوز یہ بیتاب ہوے
شمع کی طرح وہ گریان سر محفل آئے

جب سنا دیتے ہین وہ حسن کی اپنے خیرات
ماہ و خورشید لیے کاسۂ سائل آئے

لطف پردہ کا ہے اے غیرت لیلی اوسدم
پردۂ شب جو پے پردۂ محمل آئے

بیگناہی مری کیونکر نہ کھلے مقتل مین
سرنگون شرم سے جب خنجر قاتل آئے

یاد گیسو مین اگر دشت نوردی مین کرون
مار رہ بن کے ابھی جادۂ منزل آئے

۱۹

یو نہیے ہم عشق حقیقی کو مجازی سے ادیب
نہ نظر بت ہمین سنگ رہ منزل آئے

۲۸

چین مین ہو گئے ہستی سے گذرنے والے
جی گئے مر کے ترے ہجر مین مرنے والے

لب جان بخش پر اونکے جو ہین مرنے والے
ملک الموت سے بھی وہ نہین ڈرنے والے

نہین سہل ہی وصف لکھنا دہن کا — ہی دشوار منہ کا نوالا نہین ہی

بھلا زندگانی کا کیا لطف ہوگا — تمھین ای خضر جب کہ مرنا نہین ہی

جسے دیکھو ہی شکل آئینہ حیران — تری بزم مین کسکو سکتا نہین ہی

مین گل کھا کے ہاتون کو گلدستہ کرتا — سر دست اوس گل کا چھلا نہین ہی

ثبوت دہن بات ہی گومگو کی — جو ہو جائے حل وہ معما نہین ہی

ستمگار وشہ زور ای پیر گردون — جوانون مین بھی کوئی تجھسا نہین ہی

اوٹھائی ترے ہجر کی ایسی سختی — کہ پتھر کی سل ہی کلیجا نہین ہی

نہ ہمکو ملا بوسہ خال عارض — مگر اختر بخت چمکا نہین ہی

عجب ذائقہ اور طرفہ ہی لذت — کہ دل غم کے کھانیسے بھرتا نہین ہی

زہے بخت اپنا خوشا قسمت اپنی — کہ سر اوسکے پانون سے سرکا نہین ہی

۱۹۰ — ادیب آئی پیری بجا کوس رحلت
مگر تمکو کچھ خوف اودھر کا نہین ہی — ۲۳

زندگانی کا مزہ کیا ہمین اے دل آئے — تیغ قاتل سے نہ ہم ہوکے جو بسمل آئے

جذب کو اپنے دکھانے پر اگر دل آئے — ابھی آغوش مین وہ حور شمائل آئے

لب رنگین کا تصور جو بندھے رونے مین — جائے اشک آنکھون سے خون جگر و دل آئے

وہ بھی بیتاب پھرین میری طرح اب یارب — کسی بیدرد پر اونکا بھی کہین دل آئے

سخت جانی جو دکھاؤن مین دم قتل اپنی — ناک مین مجھسے دم خنجر قاتل آئے

ضعف نے پاؤن نکالے یہ تری فرقت مین — اک قدم چلنے کو سمجھے کئی منزل آئے

صاف باطل ہوا ابھی دعوی یکتائی یار — آینہ جو رخ صافی کے مقابل آئے

اگر تیغ کے گھاٹ اوتارا نہین ہی
تو اے دل ترا پار بیڑا نہین ہی

وہ انسان لاریب اصلا نہین ہی
جو تیرا دل و جان سے شیدا نہین ہی

دم نزع ہی یہ ہجوم تمنا
کہ دم کے نکلنے کا رستا نہین ہی

نہین خوف جان کچھ وہ جانباز ہین ہم
ذرا سر کے جانیکا دھڑکا نہین ہی

زمانہ مین دیوانہ مشہور ہی وہ
جسے زلف خوبان کا سودا نہین ہی

مریض محبت کا مرنا ہی صحت
برا کیا ہی جو حال اچھا نہین ہی

لکھین گے وہ کیون خط مین حال حقیقت
[illegible] مین میرے یہ لکھا نہین ہی

نہین ہی تو کچھ بھی نہین گو ہوس کچھ
بغل مین جو وہ ہی تو پھر کیا نہین ہی

اسی فکر مین نکتہ مین رہتے ہین گم
دہن اوس پریرو کا ہی یا نہین ہی

نہین اسمین کچھ شک کہ ہی ماہ تابان
یہ اوس بت کا نقش کف پا نہین ہی

لگاؤ نہ چھونے کا الزام مجھپر
مرا زلف تک ہاتھ پہنچا نہین ہی

مجھے نزع مین وہ نہ دیکھین گے آکر
برے وقت کوئی کسیکا نہین ہی

حبابون کے مانند بحر جہا نمین
ہمین ایک دم کا بھروسا نہین ہی

گئی جان بھی ہجر مین روتے روتے
کچھ آنکھون ہی کا مجھکو رونا نہین ہی

جسے عشق کہتے ہین ای بحر خوبی
وہ دریا ہی جس کا کنارا نہین ہی

اگر تمنے نظرون سے اپنی گرایا
پھر اپنا کہین بھی ٹھکانا نہین ہی

لگاتا ہی کیون اپنی آنکھون سے ہر اک
اگر سرمہ خاک کف پا نہین ہی

ہجوم اسقدر ہی تری حسرتون کا
کہ دلمین ذرا بھی ٹھکانا نہین ہی

سمجھتی ہی خندہ ان ہین گل جند روزہ
بلا وجہ شبنم کا رونا نہین ہی

کیا مزہ درد و خلش کا مجھے حاصل ہو جائے
یا خدا سینہ مین پیکان اگر دل ہو جائے

دست دلدار گلے مین جو حمائل ہو جائے
ہاتھ بھر کا ابھی سینہ مین مرا دل ہو جائے

زخم کھانے کا مزہ کچھ مجھے حاصل ہو جائے
میرے قاتل کا جو ہر عضو بھی قاتل ہو جائے

جو ترا شیفتہ ای زہرہ شمائل ہو جائے
در حقیقت وہ اسیر چہ بابل ہو جائے

عمر بھر کی جو تمنا ہی وہ حاصل ہو جائے
کوئی دم کو وہ اگر ای کشش دل ہو جائے

خانۂ کعبہ کے ہم رتبہ مرا دل ہو جائے
ای صنم تیرے اگر رہنے کی منزل ہو جائے

وای تقدیر کہ جب آئین وہ بیہوشی مین
ضعف سے آپ مین آنا مجھے مشکل ہو جائے

وہ چلین ناز سے آ جائے قیامت بھی کہین
جو کہ کل ہونی ہو وہ آج ہی ای دل ہو جائے

زلف پیچان کا جو ہو دشت نوردی مین خیال
جادۂ راہ مرے حق مین سلاسل ہو جائے

ہاتھ سے اپنے جو دے بھیک وہ خورشید لقا
غیرت مہر ابھی کاسۂ سائل ہو جائے

جان جائے جو یون فرقت ساقی مین شراب
آپ ہی آب دم خنجر قاتل ہو جائے

مین یہ سمجھون کہ ہوا طالع خفتہ بیدار
اختر بخت ترے رخ کا اگر تل ہو جائے

ناتوانی جو یہی ہی تو تعجب کیا ہی
آپ سے جا کے پھر آنا مجھے مشکل ہو جائے

خانۂ چشم مین آ بیٹھے جو وہ لیلی وش
پردہ آنکھون کا مری پردۂ محمل ہو جائے

ضعف ایسا ہی اگر تن سے نکلنا چاہیے
لب تک آنا بھی مری جان کو مشکل ہو جائے

شست و شوی دل کی ہی بارش مین عبث ای لالہ
داغ یہ وہ نہین جو دھونے سے زائل ہو جائے

خنجر ابروے پر خم ترے وہ قاتل ہین
اک نظر جو کہ اوسے دیکھے وہ بسمل ہو جائے

۱۸۹

قدر پھر بھی نہین کچھ اوسکے زمانے مین ادیب
لاکھ دنیا مین کوئی شاعر کامل ہو جائے
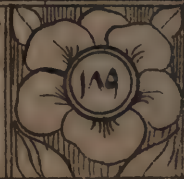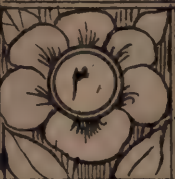
۲۰

دل بلبل ہو گیا خوش سن کے مژدہ موسم گل کا
تری عادت ہی او صیاد بے پر کر اوڑانے کی

عدم مین یاد یاران وطن کو آئی ہی میری
یہی ہی وجہ شاید نزع مین ہچکی کے آنے کی

جنون کا جوش فصل گل مین یہ گھٹتا ہی دم گھر مین
بہار آئی ہی دھن وحشت مین ہی صحرا کے جانے کی

بقاے دائمی ہم جانتے ہین نیست ہونے کو
کیا کرتے ہین کوشش اپنی ہستی کے مٹانے کی

ہوا یہ زور جان ناتوان پر ناتوانی کا
کہ فرط ضعف سے طاقت نہین ہی لب پر آنے کی

نہین ہی سرکشی زیبا کسیکو بحر عالم مین
فنا ہونا حبابون کا سزا ہی سر اوٹھانے کی

غضب ہی ہم تو ترسین دید کو ہی واے محرومی
رہے پنجہ مین زلف اونکی رہے تقدیر شانے کی

ہوئی بند آمد و شد غم کی اپنے خانۂ دلمین
ہمارا اون کے جسدن سے ہوئی رسم آنے جانے کی

گلی مین یار کے بیٹھے ہین مثل نقش پا جم کر
وہ آئے سامنے جسمین ہو کچھ طاقت اوٹھانے کی

سفر در پیش اقلیم عدم کا جبکہ ہر دم ہی
سراے دہر مین پھر کیا ضرورت گھر بنانے کی

بجلے اعدا بہت ای شاہ خوبی ہم فقیرون سے
ترے در پر سنی جسدم خبر دھونی رمانے کی

دہی ہوتا ہی ای نادان جو لکھا ہی قسمت مین
نکر ہرگز شکایت تو زمانے سے زمانے کی

تمہارے وصل کی ایسی بھری ہین حسرتین دلمین
کہ گنجایش نہین ہی اب کسی شی کے سمانے کی

در دلبر پہ ای دل چل کے کر تو ناصیہ سائی
یہی تدبیر ہی تقدیر کا لکھا مٹانے کی

قفس مین ہو گیا دل باغ باغ ایک ایک بلبل کا
خبر اوڑتی ہوئی سنلی جو فصل گل کے آنے کی

وہ عاشق ہین کہ معشوقانہ نازک ہی مزاج اپنا
نہین برداشت اونکے ناز بیجا کے اوٹھانے کی

برا عسرون سے انجام دیکھا عشق بازی کا
قسم اوس روز سے کھائی ہی ہمنے دل لگانے کی

۱۸۸

ادیب خستہ جان سے روز کرتا ہی وہ بدخوئی
خداوندا بیفگن در دل آن دلربا نیکی

۱۸

موے میان یار ہی بال بھر کا فرق
جسم نحیف وزار مرا بے مثال ہی

اوس گل کے وصف حسن مین اسطرح ہین خموش
گویا زبان ناطقہ بلبل کی لال ہی

لکھا ہی اونکی آنکھونکی شوخی کا ہمنے وصف
ہر نقطہ دیکھو مردم چشم غزال ہی

ای سیمتن پلک بھی جھپکتی نہین کبھی
سونا ترے فراق مین خواب و خیال ہی

ایسا بٹھا دیا ہی تب غم کے ضعف نے
ہمکو تو اک قدم بھی اوٹھانا محال ہی

جائیگی جان آرزوے وصل یار مین
شوق وصال یار مین اک دن وصال ہی

تنہا شب فراق مین ہم ہین تو غم نہین
ہمدم شریک حال تمہارا خیال ہی

پھنسکر کبھی نہ چھوٹ سکے ہم نکلے تا بزیست
جنجال جان کا ہی کہ زلفون کا جال ہی

چلتا ہی حلق پر مری رک رک کے وقت قتل
ناز و ادا کی خنجر قاتل مین چال ہی

ممکن نہین کہ ہو سکے وصف دہان تنگ
اوصاف مین لبون کے زبان اپنی لال ہی

باتین تو زندہ کرتی ہین رفتار پایمال
اوس ترک خوش خرام کی کیا بولچال ہی

گہوارہ کو جنازہ سمجھتا رہے بشر
لازم طفولیت سے خیال مآل ہی

آیا وہ گھر ادیب کے شطرنج کھیلنے
اوس فقرہ باز کی کوئی اسمین بھی چال ہی

۱۸۷ ۲۳

ہوے ہین خاک جسدن سے ہم اونکے آستانے کی
رہا کرتے ہین سرمہ بنکے آنکھونمین زمانے کی

خبر ہی گرم آج اوس شعلہ رو کے گھر پر آنے کی
ہمین فکر اسلیے ہی راہ مین آنکھین بچھانے کی

اجازت اوسکے کوچے مین نہین ہی جب سے جانے کی
صبا کو پڑ گئی اُسدن سے عادت خاک اوڑانے کی

جب ای دل فکر کی بگڑی ہوئی قسمت بنانے کی
ملی ماتھے پر اپنے خاک اونکے آستانے کی

خوشا طالع کہ تاثیر اسقدر اپنی دعا نے کی
کہ وہ بدخو برائی چھوڑ کر بیٹھے لگانیکی

ایک غم تو نے جسکو اوڑھ لیا
کھل گئی قسمت اوس ولائی کی

ہاتھ پہونچا کب اوسکے دہن تک
کب مرے بخت نے رسائی کی

ہمسے کیون آپ ہو گئے ٹیڑھے
راستبازون سے کج ادائی کی

جام جم سے ہی بڑھکے ای شہ حسن
آبرو کاسۂ گدائی کی

نہ رہی ٹوٹ کر رگ جان مین
نوک نشتر نے کج ادائی کی

۱۰۶ جب اچھا ہوا ایک شعر ادیب
کیفیت کیا غزل سرائی کی ۲۵

یہ جان ناتوان کا ترے غم مین حال ہی
لب پر بھی فرط ضعف سے آنا محال ہی

کیون منعمون کو زر سے محبت کمال ہی
ہاتھون کا میل ہی جسے کہتے ہین مال ہی

گرمی حسن اوس گل تر مین کمال ہی
ہر گل کا منہ چمن مین اسی وجہ لال ہی

کیا اوس ستم شعار سے امید جان بری
مذہب مین جسکے خون بہلا ناحلال ہی

گھلکر ہوا ہون زار یہ زلفون کے عشق مین
موے تن ایک ایک سراسر وبال ہی

اہل ہنر کو ہی جو ہنر کا غرور ہو
ہمکو بھی اپنی بے ہنری مین کمال ہی

باہر نہ میکدہ سے گئے ساقیا کبھی
زنجیر موج می ترے مستون کو جال ہی

بحر عرق ہی شرم سے عالم مین موجزن
فرط گناہ سے یہ ہمین انفعال ہی

عاجز ہوا ہون زیست سے اسطرح ہجر مین
ہمکو حرام موت بھی مرنا حلال ہی

گھر غیر کے وہ جا کے چلے آئے میرے گھر
معلوم ہو گیا کہ کوئی اسمین چال ہی

دن ہی پہاڑ ہجر کا کالی بلا ہی رات
کٹنے مین ایک پل بھی ہمین ایک سال ہی

بے دام ہونگی تو مے پیو جی بھر کے شیخ جی
قاضی گر بھی تو مفت کی پینا حلال ہی

دیکھکر جلوہ اوسکا زاہد کو
پڑ گئی اپنی پارسائی کی

زلف خوبان و روز محشر سے
کہین بڑھکر ہی شب جدائی کی

اوسکے کوچے سے اوٹھنے ہی نہ پایا
کون بلائین شکستہ پائی کی

جس سے یاد آئے ظلمت شب گور
وہ بلا رات ہی جدائی کی

تیری صورت یہ ای فلک ترسے ہے
جو مصیبت پڑے جدائی کی

جو نہ زلفون کا ہو تو سودا
خاک کیون چھانین ہم خدائی کی

والے تقدیر جب سے قید ہوئے
نہ خبر بھی سُنی رہائی کی

ہو گیا خشک سب بدن مین لہو
باتین سنکر تری روکھائی کی

وصل ہوا اوسکو اور ہم ترسین
کیا ہی قسمت تری ڈولائی کی

شاد رہتے ہین دام گیسو مین
کیون کرین آرزو رہائی کی

باغ عالم مین تم وہ گل ہو گلو
بو نہین جنمین آشنائی کی

غیر سے خوب چکنی باتین کین
تمنے ہم سے مگر روکھائی کی

ہم بغل آکے جب ہوا وہ مہر
شامت آئی شب جدائی کی

چلدیے چھوڑ کر لحد مین ہمین
سب نے آخر کو بیوفائی کی

غرق ہون بحر غم مین ای یم حسن
تجھسے جسدن سے آشنائی کی

میری تقدیر مین بدی تھی یہی
تو نے ای بت نہین برائی کی

جب خیال اونکا دلمین آنے لگا
درد نے اوٹھکے پیشوائی کی

ای شہ حسن تیرے کوچے مین
بادشاہون نے بھی گدائی کی

ہو کے بیتاب خود وہ آئینگے
جب مری آہ نے رسائی کی

وہی تو دل ہی جو مسکن ہو ترے رہنے کا
وہی ہی آینہ جس مین کہ تو نظر آئے

ملال و بیکسی و یاس و حسرت و حرمان
مزار پر مرے سب بن کے نوحہ گر آئے

وہ رند ہین کہ نہ ہم بے پلائے چھوڑین گے
کبھی یہ حضرت زاہد جو داؤن پر آئے

مآل حسن دو روزہ سمجھ کے گلشن مین
گلون کے ہنستے ہی شبنم کے اشک بھر آئے

خوشا نصیب کہ گردن ہی زیر خنجر یار
ہزار شکر کہ مرنے کی گھاٹ اوتر آئے

وہ دلگداز ہی قصہ کہ سنتے ہی جسکو
مرے عدو کے بھی آنکھون مین اشک بھر آئے

قفس کو توڑ کے اوڑ جاؤن بلبلو اسدم
بہار کی اگر اوڑتی ہوئی خبر آئے

صدا یہ آتی ہی ہر وقت کوے قاتل مین
یہان جو آئے وہ جان اپنی بیچکر آئے

تمہاری دید کے کچھ ایسے ہو گئے مشتاق
کہ میری آنکھون مین لخت دل و جگر آئے

جب اونکے پان سے غیرونکو سرخرو دیکھین
ہماری آنکھون مین کیونکر نہ خون اوتر آئے

ضعف ہی کہ اوٹھے درد دل تو اوٹھ نسکے
جو آئے جان لبون پر تو بیٹھکر آئے

۱۸۵

ادیب باہمہ تقوی و پارسائی و زہد
کہو تو خیر ہی میخانے مین کدھر آئے

۳۱

جب سے اوس بت سے آشنائی کی
نہین مطلق خبر خدائی کی

سہ کے ایذا شب جدائی کی
جان دیدی نہ آشنائی کی

جو کہ دشمن ہوا سکو بھی یارب
نہ دکھانا گھڑی جدائی کی

مجھکو صورت پلنگ کی شب ہجر
ہو گئی شکل چارپائی کی

چھپ کے رندون سے شیخ صاحب نے
دختر رز سے آشنائی کی

مبتلا رہتی ہی عذاب مین جان
روز محشر ہی شب جدائی کی

گھڑی رہتی نہین بیماری فرقت دم بھر ۔۔۔ اوس مسیحا کا ہی گھر بڑھکے شفاخانون سے
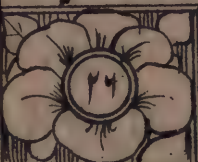
خم کے خم منھ سے مرے لا کے لگا دے ساقی ۔۔۔ مین بلا نوش ہون کیا می پیون پیمانون سے

سچ ہی نیچا سر مغرور ہوا کرتا ہی ۔۔۔ سرکشی شیشون کی اچھی نہین پیمانون سے

۱۸۴

ای ادیب اپنی دعا ہی یہی خالق سے مدام
رہے یہ بزم سخن جمع سخن والون سے

۲۶

جہان کیون نہ مجھے غمکدہ نظر آئے ۔۔۔ عدم سے گریہ کنان جب کہ ہر بشر آئے
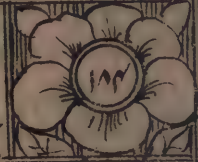
جو دلمین تیر ترا توڑ کر جگر آئے ۔۔۔ دلی امید مری عمر بھر کی بر آئے

امید وصل کی اوس خانہ جنگ سے کیا ہو ۔۔۔ جو بات بات مین لڑنیکو چڑھکے گھر آئے

نپوچھ کسیلیے ہون آبدیدہ ای ہمدم ۔۔۔ کسیکی یاد مین آنکھونمین اشک بھر آئے

نکلکے روح بدن سے عدم مین کہنے لگی ۔۔۔ ہم اپنی قید کی میعاد پوری کر آئے

وہ دلفریب ہی صورت کہ دیکھکر تجھکو ۔۔۔ دل شکستہ عشاق ٹوٹ کر آئے

میان یار کی فرقت مین مین اگر رو دون ۔۔۔ بڑھے یہ آب سرشک اپنے تا کمر آئے

کیا خموش عنادل کو خوش بیانی مین ۔۔۔ ہم ایک وہ ہین کہ غالب ہزار پر آئے

تمھارے حسن ملیحی کا شور اگر سنلین ۔۔۔ تو منھ مین حضرت زاہد کے پانی بھر آئے

زبان حال سے بولے کہ آبرو پائی ۔۔۔ صدف سے کان مین اوس کے جب گہر آئے

امید کیا ہو پھر ایفاے وعدہ کی اوس سے ۔۔۔ نہ میری یاد کبھی جسکو بھولکر آئے

کرم مین اونکے ہی در پردہ ظلم بھی شامل ۔۔۔ وہ ساتھ لیکے رقیبون کو میرے گھر آئے

گھر اپنے چھوڑکے آوارہ وطن ہو کر ۔۔۔ جگر چھدانے کو تیرے لیے گھر آئے

کیے تو ظلم کچھ ایسے کہ بس خدا کی پناہ ۔۔۔ ستم ہی پھر بھی وہ کہتے ہین رحم کر آئے

دل مرا خوش ہی بجا تیر کے پیکانون سے
رؤسا شاد ہوا کرتے ہین مہمانون سے

بال لٹکائے جو وہ رشک پری شانون سے
ہو ہر اک زلف پریشان کے پریشانون سے

دل ہو کیا خوش دم گلگشت گلستانون سے
غنچے فرقت مین ہمین بڑھکے ہین پیکانون سے

واہ کیا شوق اسیری ہی اونھین ای صیاد
بلبلین آتی ہین اوڑ اوڑ کے گلستانون سے

بار سر تن سے اوتارا ہی مرا ای قاتل
مین سبکدوش نہونگا ترے احسانون سے

ناوک یار کسی طرح نہ دل سے نکلین
گھر یہ خالی کبھی یارب نہو مہمانون سے

نظر مہر سے تمنے نہ کسی دن دیکھا
لاکھون عاشق اسی حسرت مین گئے جانون سے

ای پری پھاڑکے دیوانون نے ایسے پھینکے
کوسون دامن گرے جب جاکے گریبانون سے

بڑھ گئی حلقہ بگوشی سے جہان مین توقیر
آبرو پائی ہی گوہر نے ترے کانون سے

کیا مزہ ہی جو بڑھے لذت درد ای قاتل
بھر دے زخمونمین نمک لیکے نمکدانون سے

بعد مدت کے تمنا مرے دل کی نکلی
آج لایا ہون گھر اونکو بڑے ارمانون سے

درد انگیز ہین اسطرح کہ جو کوئی سنے
منہ کو آجائے کلیجہ مرے افسانون سے

ہم وہ مے نوش ہین مے سے جو کرینگے توبہ
رونق اوٹھ جائیگی ای میکشو میخانون سے

کیون تصدق نکرین دیدہ و دل ای ساقی
عشق شیشون سے ہی الفت ہمین پیمانون سے

توبہ کی ہی سے مگر دل کی تسلی کو مدام
پانی شیشونمین بھرا کرتے ہین پیمانون سے

بزم جانان سے نہ کسطرح نکالا جاتا
بن کے حسرت مین گیا تھا بڑے ارمانون سے

آرے پہ چلتے ہین سر زلف کے میر سر پر
شکل ارّہ ہی عیان سینے کے دندانون سے

قصہای دل پر درد وہ سنکر بولے
اوڑ گئی نیند ہماری ترے افسانون سے

کوچہ یار مین ہی ایک ہی مذہب سبکا
ہندوون کو نہین پرہیز مسلمانون سے

۱۸۲ — ۱۶

ادیب فخر ہو مجھکو غزل سرائی مین
جو داد شعر دین شاہ دکن بلا کے مجھے

کسی کا جسے عشق ای دل نہین ہی — مزہ زیست کا اوس کو حاصل نہین ہی
گلون کی ہی فرقت مین آواز نالہ — چمن مین یہ شور عنادل نہین ہی
ابھی بام پر یار کے اوڑ کے جاتا — مگر شہپر طائر دل نہین ہی
دکھا دو تم اعجاز اوسے باتین کر کے — جو معجز نمائی کا قائل نہین ہی
نہین ہی جو اوس ناوک افگن کا مسکن — وہ پیکان ہی سینہ مین دل نہین ہی
گیا ہی وہ گل جب سے اپنی بغل سے — شگفتہ مرا غنچۂ دل نہین ہی
پھراتے ہو کیون ناصحو سر ہمارا — جو مانے نصیحت یہ وہ دل نہین ہی
سلام ای دل اب کعبہ کو ہی ہمین سے — جب اون ابروون کے مقابل نہین ہی
بجز تیرے ملنے کی ای ماہ خوبی — کوئی اور اب حسرت دل نہین ہی
سیہ خال رخسار تابان پر اونکے — مرا اختر بخت ہی تل نہین ہی
اوٹھانا قدم کا ہوا لاکھون منزل — نحافت سے دو ایک منزل نہین ہی
جب اوس نے مرے سینہ پر ہاتھ رکھا — اوسی دم سے بیتابی دل نہین ہی
کھلا نا ہی کالے کا گیسو کی الفت — یہ کچھ کھیل ای حضرت دل نہین ہی
جو دشوار ہی زیست مین اونکا آنا — ہمین جان دینا تو مشکل نہین ہی
وہ شل ہاتھ ہو یا کہ ٹوٹے خدایا — جو اونکے گلے مین حمائل نہین ہی

۱۸۳ — ۲۲

غزل تو کہی ہی ادیب اس طرح مین
کوئی شعر رکھنے کے قابل نہین ہی

پلا کے می اوسے اسطرح ساقیا کر مست — کہ مجھسے وہ کہے گھر لیچلو اوٹھا کے مجھے
نصیب اپنے یہ تقدیر کا مری لکھا — خط اونسے ایک نہ بھیجا یہان سے جا کے مجھے
دن اور رات ہی گردش مین چھانتا ہی خاک — ملا فلک کو یہی خاک مین ملا کے مجھے
خدا ہر ایک کو بیدرد آدمی سے بچالے — وہ ہنس رہے ہین کھڑے دور سے رولا کے مجھے
جھکا کے سر کو لگا جاؤ آکے آنکھون سے — اشارے ہین یہ تری چشم نقش پا کے مجھے
مرے اس آیینۂ دلمین سیر عالم ہی — حصول لطف ہین جام جہان نما کے مجھے
نہ چھوٹتا کبھی قدمون سے اوس نگارین کے — نصیب ملتے خدایا اگر حنا کے مجھے
شہید تیغ تبسم سے کرتے ہین گویا — وہ دیکھ لیتے ہین جسوقت مسکرا کے مجھے
وہ ہون مریض تب عشق ہو ابھی صحت — طبیب زہر اگر دین عوض دوا کے مجھے
نہ ہے وہ حلق جو ہر دم رہے تہ خنجر — کرم سے لطف ہین بڑھکر تری جفا کے مجھے
یہ شوق دشت ہی گھر دوڑتا ہی کاٹنے کو — جنون مین شہر کے ناکے ہوے ہین تا کے مجھے
یہی ہی آرزوے دل کہ خنجر قاتل — نہ ایک دم کو بھی چھوڑے گلے لگا کے مجھے
مثال نقش قدم راہ کوے جانان سے — کہین نہ اوٹھنے دیا ضعف نے بٹھا کے مجھے
نکال حسرتین ای تیر یار مدت کی — مزہ خلش کا چکھا جلد دلمین آ کے مجھے
ہو موج خیز تلاطم سے پار ابھی بیڑا — خدا مرا جو ہو ماتند ناخدا کے مجھے
مسافران عدم یا خدا گئے کس راہ — نشان تک نہین ملتے ہین نقش پا کے مجھے
یہ عشق سبزۂ خط مین ہون زار و کاہیدہ — نفس کی آمد و شد جھوکے ہین ہوا کے مجھے
جدا کبھی نہین ہوتا ہی ای تصور یار — نثار چاہیے ہونا تری وفا کے مجھے
عدم کا ملک بلا ریب ہی بڑا دلچسپ — کہ کوئی بھی نہین ملتا وہان سے آ کے مجھے

دونون جہان کے علم عیان ہوگئے زاہدو
چار آنکھین ہونگی جب کبھی جام شراب سے

بیوجہ زرد رو نہین گردون پہ آفتاب
خجلت زدہ ہی چہرۂ روشن کی تاب سے

دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب
دھو بیٹھے ہاتھ گوہر خوشاب آب سے

اوس مہر کی ہی مہر سے یہ مرتبہ بلند
کرتا ہی باتین ذرۂ خاک آفتاب سے

بحر جہان مین سب ہین کوئی دن کے میہمان
آواز آتی ہی یہ شکست حباب سے

سونا ہی ڈنکا باعث کم عمری بشر
مصرع لکھو یہ آب زر آفتاب سے

بحر جہان مین ٹوٹتے ہین سرکشون کے سر
معلوم ہوگیا ہمین شکل حباب سے

وہ مست ہون گراتے ہین میکش زمین پہ
قطرے ہمارے نام کے جام شراب سے

زاہد نماز نگر سے ہوگا گناہگار
پڑ جائیگا عذاب مین ایسے ثواب سے

۱۸۱ برباد اوسکی خاک نہو گی کبھی ادیب
عشق دلی ہی جسکو شہ بوتراب سے ۲۸

یہ کم کیا تری فرقت کے غم نے کھا کے مجھے
کہ موت پھر گئی گھر سے مرے نہ پا کے مجھے

ستم ہین یاد سب اوس شوخ بیوفا کے مجھے
جو آ کے خواب مین بھی چل دیا جگا کے مجھے

جو بت ستاتے ہین ہمیشہ روز آکے مجھے
وہ مُنھ دکھائینگے کیا روبرو خدا کے مجھے

تمام دن مجھے حسرت سے خون کیون نہ رولائے
وہ پان غیر کو دیتا ترا دکھا کے مجھے

یہ چشم مست کو مین دیکھکر ہوا بیہوش
کہ لوگ لیچلے میخانہ سے اوٹھا کے مجھے

گلو نمین ہون یہ سبک ضعف سے گلِ بازی
کہ پھینک دیتے ہین جو لیتے ہین اوٹھا کے مجھے

خوشا وہ روز کہ سامان وصل ہون طیار
اوٹھائین بزم سے وہ غیر کو بٹھا کے مجھے

یہ ضعف ہی کہ کہا جان نے دم آخر
بڑا محال ہی جانا لبون پہ آ کے مجھے

ساقی عجب نہین ہی جو بہ جاوے رنگ | کشتی می تلاطم موج شراب سے
شاید وہ دین گے شربت دیدار چھانکر | بیوجہ کیون چھپا لئے ہین منھ کو نقاب سے
ہوگا گمان خلق کو طوفان نوح کا | آنسو اگر گرے مری چشم پر آب سے
سب بولے آفتاب قد آدم آگیا | وا ہو گیا جو وہ رخ روشن نقاب سے
جب تک صاف ہوویگے ترے دل کی تیرگی | ای شیخ تجھکو فائدہ کیا ہی خضاب سے
آب حیات سے نہین کچھ کم ہی آب می | مین بادہ کش ہون زیست مری ہی شراب سے
مین مرگیا ہون گوہر دندان کی یاد مین | احباب غسل دین مجھے موتی کی آب سے
ای مہر اپنے درہم داغ اب فروغ مین | کچھ کم نہین ہین اشرفی آفتاب سے
ہم شوق دید عارض پر نور یار مین | آنکھین لڑا رہے ہین کھڑے آفتاب سے
اپنے دہن کیطرح رہے گم تمام رات | ایسے شب وصال وہ سمٹے حجاب سے
وہ پہلوی رقیب سے پھر آئین ترے گھر | ای چرخ کیا ہی دور ترے انقلاب سے
گلشن مین خاک اوڑتی ہی سونے ہین میکدے | مجھ بادہ کش نے کی ہی جو توبہ شراب سے
تھا پہلے اجتناب مگر اب یہ شوق ہی | زاہد جو کھولتا ہی تو روزہ شراب سے
دیکھا بلند قصر جو اوس رشک ماہ کا | دستار گر پڑی گئی سر آفتاب سے
ہاتھ اپنے گھس گئے یہ لکھے ہمنے خط شوق | لیکن نہ خوش کیا کبھی اونے جواب سے
ہنگام دید پردہ رخ ہو گیا دو چند | تار نظر جو مل گئے تار نقاب سے
وہ مست ہین کہ دیدہ و دل کرتے ہین نثار | ایسا ہی انس شیشہ و جام شراب سے
ایسا گناہگار نہین کوئی حشر مین | دوزخ بھی کانپتا ہی ہمارے عذاب سے
وہ مست بادہ کش ہون کہ ساقی کے ہجر مین | دوران سر ہوا مجھے دور شراب سے

عشاق جان دیتے ہین بے نیزہ و سنان — ای ترک طرفہ نوک تری بانکپن مین ہی

تازہ مدام رہتے ہین گلہای داغ دل — کیا بیخزان بہار ہماری چمن مین ہی

گلگشت مین کھلا رخ پر نور دیکھکر — سورج مکھی کا پھول شگفتہ چمن مین ہی

دیکھے جو بزم یار وہ قسمت کا ہی دھنی — اوسکے زہے نصیب جو اوس انجمن مین ہی

آنکھین تمھاری ہین وہ فسونساز ای بتو — حیران جن کو دیکھکے نرگس چمن مین ہی

پھوڑا ہی مین نے سر لب شیرین کے عشق مین — کیا فرق مجھ مین اور بھلا کوہکن مین ہی

بوسہ ملا تو جی گئے عمر ابد ملی — آب حیات یار کے چاہ ذقن مین ہی

ای گلبدن جو پانؤن کا تیرے غبار ہی — وہ خاک سرمہ چشم عروس چمن مین ہی

آنکھون سے ہم لگاتے ہین گل اوسکو جانکر — جو خار دیکھتے ہین کہ راہ وطن مین ہی

گلزار کائنات کی طرفہ بہار ہی — جس گل کو دیکھو ہوش ربا اس چمن مین ہی

دنیا کی نعمتون سے بھی بھرتا نہین کبھی — ناسور کیا حریصون کے زخم دہن مین ہی

ہی میر دم سے بزم حسینان مین روشنی — مانند شمع داغ جگر انجمن مین ہی

ای بت جو رشتہ سبحہ و زنار کا ہی ایک — پھر کیا نہین ہی شیخ مین کیا برہمن مین ہی

لینے سے اوسکے نام کے لب بند ہو گئے — شیرینی ایسی یار کے سیب ذقن مین ہی

١٨٠

بزم سخن مین قدر کچھ اپنی نہین ادیب — میرا شمار ہی نہین اہل سخن مین ہی

٣٢

دلمین مئے سرور ہی کیف شراب سے — پر نور گھر ہی عکس رخ آفتاب سے

میرے گناہ جب کہ ہین باہر حساب سے — کچھ ڈر نہین حساب کے دن کی عذاب سے

در پر کبھی ہون وعدہ کی شب گھر مین ہون کبھی — دم بھر نہین ہی چین کہین اضطراب سے

وہ بات آجکل مرے گل پیرہن مین ہی
شرمندہ جسکو دیکھکے ہر گل چمن مین ہی

جو رنگ روپ آجکل اوس گلبدن مین ہی
ایسی کہان بہار عروس چمن مین ہی

وصف دہان یار کا رکھتا نہین جو ورد
کس کام کی زبان پھر اوسکے دہن مین ہی

اک مہروش کے ہجر مین دی ہی جو مینے جان
عالم شعاع کا مرے تار کفن مین ہی

آئے جو مہر صورت خال سیاہ ہو
تاریکی اس قدر مرے بیت الحزن مین ہی

عشق کمر مین یار کے ایسے رلاغری
معدوم جسم زار مرا پیرہن مین ہی

بزم جہان مین شمع کے مانند ہین خموش
کہنے کو گو زبان ہمارے دہن مین ہی

ہنگام شب ہی مجمع اغیار مین وہ مہر
ہی طرفہ بات رات کو سورج گہن مین ہی

پنجاب کا ہی شبہہ نہ مین دواب پر
سیلاب اشک چشم یہ گنگ وجمن مین ہی

مردہ کیا ہی ہجر نے اک عمر سے مجھے
عالم کفن کا مدتون سے پیرہن مین ہی

چھوٹون بھی مجھ غریب کو کرتے نہین ہین یاد
یہ کیسی بے مروتی اہل وطن مین ہی

دو باتین کرکے دل کو ہر اک کا لبھالیا
انداز سحر کا ترے طرز سخن مین ہی

دست جنون کی دست درازی سے بعد مرگ
ہی تار تار تار جو اپنے کفن مین ہی

آزاد ہی وہ قید سے دونون جہان کی
جکڑا ہوا جو زلف رسا کی رسن مین ہی

غائب نظر سے ہی دہن تنگ یار کا
لیکن برائے نام کمر پیرہن مین ہی

ای رب ترے کلام کے قائل ہین لاکلام
لیکن ہمین کلام ثبوت دہن مین ہی

خندان عبث ہین اپنے دروزہ بہار پر
یہ حسن مستعار گلون کا چمن مین ہی

رنگین شعر پڑھتے ہین اوس گل کے وصف مین
بزم سخن مین ہم ہین کہ بلبل چمن مین ہی

ہو شمع کے لباس مین یا گل کے بھیس مین
معشوق دلربا ہی وہ جس پیرہن مین ہی

دم بند ہو مسیح کا سنلین اگر کلام / اعجاز وہ ترے لب معجز نما مین ہی

بیتاب ہو کے نالون سے صیاد بول اوٹھا / کیا درد شور بلبل نغمہ سرا مین ہی

خالق سے التجا ہی چمن مین رہے وہ گل / ہر ایک شاخ ہاتھ اوٹھاے دعا مین ہی

چھٹتا نہین ہی گیسوے مشکین کی قید سے / یارب دل حزین یہ مرا کس بلا مین ہی

لب اپنے بند ہو گئے وقت بیان وصف / شیرینی ایسی قند لب دلربا مین ہی

مثل جوان اوٹھاے ہی عالم کا بار ظلم / کیا زور پیر چرخ کی پشت دوتا مین ہی

عمر خضر سے بال برابر نہین ہی فرق / ایسا ہی طول یار کی زلف دوتا مین ہی

چکر مین رہتے ہین جنھین روزی کی ہی تلاش / گردش برائے دانہ ہر اک آسیا مین ہی

کیا اعتبار قصر تن زار غافلو / ہردم حباب وار یہ بحر فنا مین ہی

مایوس کیون ہی اے دل مہجور صبر کر / ہو روز ہجر وصل یہ قدرت خدا مین ہی

قدمون کے ساتھ پھرتے ہین عشاق جابجا / تاثیر نقش حب کی ترے نقش پا مین ہی

نالون کو سنکے گھر سے وہ آتے ہین دوڑتے / دیکھو تو کیا اثر مری آہ رسا مین ہی

مرضی کردگار مین لازم نہین خلاف / بندہ وہ ہی جو ہر گھڑی اوسکی رضا مین ہی

اوس ماہرو نے بھیک جو دی اپنے ہاتھ سے / عالم ہلال کا لب نان گدا مین ہی

زلف سیاہ جب رخ روشن پر آگئی / سب بول اوٹھے کہ مہر منور گھٹا مین ہی

پوچھین گے پر غرور امیرون سے ہم فقیر / کچھ فرق بعد مرگ بھی شاہ و گدا مین ہی

۱۷۹ — ۳۵

کیا حال پوچھتے ہو زمانہ کا اے ادیب / الفت عزیز مین ہی نہ مہر آشنا مین ہی

غربت مین ہم ہین روح ہماری وطن مین ہی / بلبل قفس مین جان پریشان چمن مین ہی

قصر بلند یار کا اللہ رے ارتفاع
ہمت ہی پست طائر وہم و خیال کی

نازک مرا وہ شیشۂ دل ہی کہ چور ہو
ٹک جائے اسکو ٹھیس جو پائے خیال کی

حسرت اسی مین ہی کہ نہ جا مضمون کے پاس
ای دل جو زبان خشک ملے حق ہلال کی

اوس ماہرو کا مثل کوئی ہو تو سچ بتا
ای بدر تجھکو ہی قسم اپنے کمال کی

شیرین لبون کے حسن کی جب سے صفت لکھی
شہرت ہی شہر شہر مین حسن مقال کی

رو دیتے ہین عدو بھی مری شکل دیکھکر
فرقت مین بنگیا ہون مین صورت ملال کی

نوک مژہ کھٹکتی رہی بعد مرگ بھی
کب نکلی پھانس اپنے دل پر ملال کی

اثبات مین دہن کے ہی بیکار گفتگو
ای شاعرو یہ بات نہین قیل و قال کی

جب ہمنے رنج و غم کا نپایا کہین علاج
بزم سخن مین جاکے طبیعت بحال کی

دائم سرور جسمین سکونت گزین رہا
وہ دل فرودگاہ ہی رنج و ملال کی

اک نوجوان سے وصل کی ٹھہری ہی ساقی آج
وہ می دے جو کشیدہ ہو چار سال کی

دربانون سے ہی اوس بت پردہ نشین کا حکم
تو لوگو کو چمن کاٹ لو پٹے خیال کی

دھو جائین اپنے نامۂ اعمال کیا عجب
کثرت یہی جو ہی عرق انفعال کی

مخمور جب سے بادۂ وحدت سے ہو گئے
ہم دیکھتے ہین جام مین صورت کلال کی

۱۷۸

گل خندہ زن ہین جو دو روزہ برای ادب
رو دین گے یاد آئے گی جبدم مآل کی

۲۰
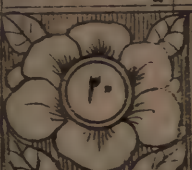
پابند جو محبت زلف دوتا مین ہی
گویا ازل سے قید وہ دام بلا مین ہی

شادی کے ساتھ رنج بھی دار فنا مین ہی
آواز نالہ خندۂ دندان نما مین ہی

جب سے کہ کھل گئی ہی مری چشم معرفت
جس بت کو دیکھتا ہون وہ محو خدا مین ہی

اضطراب دل سے جاگ اوٹھین گے مردے قبر مین
زلزلے مین ایک دن میرا مزار آنے کو ہی

غنچہ گلزار بھی عاشق ہی کیا ای غنچہ لب
لیکے زر مٹھی مین جو بہر نثار آنے کو ہی

خاک اوڑ جائیگی دیکھنا گلشن مین اوس گل کے بغیر
بلبلو فصل بہار ابکی ہزار آنے کو ہی

کس سے پوچھون گوش گل بہرا ہین بلبل گنگ ہے
ای صبا تو ہی بتا وہ گلعذار آنے کو ہی

برش مژگان کے باعث ایسی ارزانی ہوئی
اشرفی کے مول جو تھا وہ کٹار آنے کو ہی

اضطراب دل سے گھر مین ہین کبھی در پر کبھی
ہمنے جبدم سے سنا ہی آج یار آنے کو ہی

آتش حسرت سے جل جلکر مرے جاتے ہین غیر
یہ فروغ ان دنون ہے میرا اونکے یار آنے کو ہی

۱۷۷

ای ادیب اپنے ہر اک دم کا ہے ہر دم حساب
موت اک دن صورت روز شمار آنے کو ہی

۲۵

بعد عروج ماہ ہی صورت زوال کی
کیونکر خوشی ہو بدر کو اپنے کمال کی

تیرے گدا سمجھتے ہین کیا اصل مال کی
کمل کے روبرو نہین کچھ قدر شال کی

بیخود یہ ہین خبر نہین کچھ اپنے حال کی
اللہ رے خوشی نہ مجھے روز وصال کی

جسنے کبھی نہ دیکھی ہو صورت ہلال کی
دیکھے وہ شکل یار کے زنگی خال کی

اوس ماہرو کے ہجر مین ایسا نحیف ہون
قد خمیدہ شکل بنا ہی ہلال کی

پہلو مین بیٹھ بیٹھ کے دل لیگئے مرا
تمنے تو مل کے عاشق سے شیدا چال کی

اوس نونہال کی یہ مسین بھیگتی نہین
کوپل نکلتی آتی ہی شاخ نہال کی

شاید پھر آمد آمد فصل بہار ہی
وحشت ہمارے دل کو ہی پھر پار سال کی

خورشید ہی فروغ مین مثل چراغ روز
اللہ رے روشنی ترے چہرہ کے خال کی

گلگشت کو چمن مین جو آیا وہ شمعرو
مانند شمع شاخ ہوئی ہر نہال کی

۱۷۶ — ۲۵

غیر ممکن غزل اسطرح مین ہم سے تھی ادیب
ہوتی موزون نہ اگر طبع خداداد اپنی

ہی خبر گرم آج حسب وعدہ یار آنے کو ہی
بعد مدت کے تجھے ای دل قرار آنے کو ہی

پھر گلگشت چمن وہ گلعذار آنے کو ہی
چشم بلبل مین گل گلزار رخار آنے کو ہی

روے رشک آینہ پھر خط یار آنے کو ہی
یا حلب کے ملک مین فوج تتار آنے کو ہی

مشعل رخ کا تصور چاہیے ای دل فروز
کوچۂ گیسو کی راہ تنگ و تار آنے کو ہی

جانکنی کرنے کو اپنی ای بت شیرین ادا
کوہکن سے بڑھکے کوئی دستکار آنے کو ہی

حال رخصت سن کے اوٹھا چاہتا ہی درد دل
جس سے یاد اوسکی رہے وہ یادگار آنے کو ہی

باغ جنت سے تماشے پاس ای طوبی قدرو
سرو بہر پای بوسی سایہ وار آنے کو ہی

تشنہ کامان شہادت کی بجھیگی تشنگی
وہ ستمگر لے کے تیغ آبدار آنے کو ہی

روز فرقت تو کٹا مشکل سے کیا ہو دیکھیے
پھر وہی کل کی شب تاریک و تار آنے کو ہی

سن کے شوق زینت و آرایش [illegible]
آینہ بنکر ترا آئینہ دار آنے کو ہی

داغ روشن سے ہی روز اپنی شب تاریک گور
کسلیے بعد فنا شمع مزار آنے کو ہی

ہی چمن مین کس نگارین پا کا شوق پای بوس
راہ یک سالہ جو طی کر کے بہار آنے کو ہی

کسنے بے پر کی اوڑائی ہی چمن مین بلبلو
کون کہتا ہی کہ فصل نو بہار آنے کو ہی

تیرے مرتے ہی صدا آئی دہان گور سے
بعد مدت کے ہمارا یار غار آنے کو ہی

ای ستمگر جب سے قتل عام کا مژدہ سنا
سر بکف مقتل مین تیرا جان نثار آنے کو ہی

واسطے سیر گل داغ دل اوس گل کا ہی قصد
میرے خانہ باغ مین طرفہ بہار آنے کو ہی

پھول سے لبریز غنچون کے سبو ہین جابجا
آج کیا گلشن مین کوئی بادہ خوار آنے کو ہی

جو ترے در کا ہوا آکر فقیر ٹوپی بدلی اوس گدا سے شاہ نے

(١٧٥) (١٧)

شکر کا سجدہ بجا لاؤ ادیب
رزق بے منت دیا اللہ نے

سیر گلشن سے طبیعت رہی کیا شاد اپنی تیوری بدلے ہوئے پھرتا ہو جو صیاد اپنی

کھینچے تلوار اگر وہ ستم ایجاد اپنی آنکھ جھپکائے ابھی جوہر فولاد اپنی

ہین وہ جانباز نہ پھیرینگے کبھی منھ مڑکر ای ستمگار دکھا تو ہمین بیداد اپنی

خوبرو دلمین جگہ دیتے ہین وہ عاشق ہون میری تکلیف سمجھتے ہین پریزاد اپنی

کبھی تشریف جو لاؤگے دل ویران مین بستی اوجڑی ہوئی ہو جائیگی آباد اپنی

مثل دیوانون کے اسطرح نہ تنکے چنتے شکل ہم کو جو دکھاتا وہ پریزاد اپنی

زہد صد سالہ ابھی چھوڑ دین دیکھین جو بتو پارسائی کرین نذر آپکے زہاد اپنی

رنج سہنا مگر ای دل نہ شکایت کرنا بات کوئی تو ہو عشاق مین ایجاد اپنی

کھود کر پھینک دیا لاش کو میری اوسنے کوچۂ یار مین مٹی ہوئی برباد اپنی

بھولتے دونون جہان کو نہ کبھی ہم ہرگز نہ دلاتا وہ پریزاد اگر یاد اپنی

رہے غفلت مین نہ کچھ خوف کیا عقبیٰ کا حیف سب عمر گئی مفت مین برباد اپنی

سر کو ٹکرا کے نہ کیون جان حزین قید دین جب اسیری مین نہو کوئی بھی میعاد اپنی

سخت جان ایسے ہین جانباز جو آیا پی قتل چوکڑی بھول گیا دیکھ کے جلاد اپنی

سامنے اوس قد بالا کے بھلا کیونکر ہون اصل کیا رکھتے ہین گلزار مین شمشاد اپنی

نالہای دل پر درد عنادل سنیے خیریت چاہے اگر باغ مین صیاد اپنی

جانکنی ہمنے یہ کی عشق لب شیرین مین جو سنے کوہکنی چھوڑدے فرہاد اپنی

ہم مرا ہی لبون پر ای قاتل گردن و تیغ کی جدائی سے

صورت مردہ ہم ہین گھر ہی لحد زندہ در گور ہین جدائی سے

غم غلط کرتے ہین ادیب اپنا یہ غرض ہی غزل سرائی سے

(۱۷۴) (۱۷)

لی تعلّی کی جو تم سے ماہ نے لالہ سان داغی کیا اللہ نے

بحر غم سے ہجر کے ای بحر حسن پار بیڑا کر دیا اللہ نے

لاغری مین فرق پر ہی بار غم کوہ کو سر پر اوٹھایا کاہ نے

عاشق شیدا نہ اوچھلے ڈوب کر جان لی چاہ ذقن کی چاہ نے

میرے رونے سے پسیجا ہی وہ بت موم پتھر کو کیا ہی آہ نے

حسن مین تمسا نہ پایا دوسرا شمع لیکر گو کہ ڈھونڈا ماہ نے

شمع مہر و ماہ کو روشن کیا اختر خال رخ دلخواہ نے

میرے حق مین دشت پیمائی کے وقت کانٹے کیون بوئے ہین خار راہ نے

سوے مقتل خود کھچا جاتا ہون مین یہ کشش کی ہی شہادتگاہ نے

اسم اعظم کی صفت نام خدا پائی ہی نام بت دلخواہ نے

جب کسی سے بھی نہ اوٹھا بار غم تب مجھے پیدا کیا اللہ نے

رتبہ پایا عرش اعظم سے سوا ای صنم تیرے ترقی خواہ نے

مجھ گدا نے نظم کی توصیف یار فتح اقلیم سخن کی شاہ نے

سقف گردون کو فراق یار مین کر دیا غربال تیر آہ نے

سب یہ کہتے ہین دہن ملتا نہین کر دیا گم ہمکو اس افواہ نے

بازآؤ تمہین خدا کی قسم ای بتو دعوئے خدائی سے
ہین وہ بلبل قفس مین ہون پابند جو کہ مایوس ہی رہائی سے
سچ تو یہ ہی اولٹ گئی قسمت کج اداؤنکی کج ادائی سے
تھک کے جراح ہوگئے عاجز میرے ہر زخم کی سلائی سے
بدر گھٹکر ہوا ہلال ای ماہ تیری چوکھٹ کی جبہہ سائی سے
مجھکو حیرت ہی کیسے جیتا ہون صدمہا شب جدائی سے
تیرے در کا فقیر کہتا ہی شاہی اچھی نہین گدائی سے
وصف شیرین لبونکا ہو کیونکر بند لب ہوگئے مٹھائی سے
یہ لطافت نہ دیکھی ہی نہ سنی راز دل ہی عیان صفائی سے
تیرے در پر یہ ہمنے سجدے کیے ہوگئے محو جبہہ سائی سے
خواب مین بھی نہ پونچے ہم اوس تک بخت خفتہ کی نارسائی سے
دھیان آنکھونکا رونے مین نہ گیا شیر جاتے نہین ترائی سے
دونون رخسار ہین وہ غیرت صبح ششدر آئینہ ہی صفائی سے
شکل مردے کی بن گیا ہون مین زندگی موت ہی جدائی سے
آب می تم جو زاہد و چکھو ہاتھ دھو بیٹھو پارسائی سے
اختر چرخ وہ ستارہ بنا جو گرا اوسکی زیر پائی سے
ہین غنی جب سے بیٹھے توڑکے پاؤن پائی شاہی شکستہ پائی سے
ہون وہ مجنون کہ خار صحرائی سر مین نکلے برہنہ پائی سے
ہم وہ غمدوست ہین کہ دل نہ بھرے غم کونین کی سمائی سے

جو دیکھا غور سے ہمنے تمھارے سر کے بالونمین
نہین تعویذ گونڈے کا شب یلدا مین جگنو ہی

محبت زلف پیچان کی نہین ہی کھیل لڑکون کا
کھلانا سہل کالے کا ہی مشکل عشق گیسو ہی

مسیحا وہ لب جان بخش ہین معجز نمائی مین
جسے کہتے ہین ساحر سامری وہ چشم جادو ہی

وہ لاغر ہون کہ مجھپر اونگلیان اوٹھتی ہین لوگونکی
قد خم گشتہ ماہ نو ہی جبسے عشق ابرو ہی

فراق اوس سرو قد کا کم نہین مجھکو قیامت سے
صدائے صور محشر باغ مین قمری کی کوکو ہی

طبیبو تمکو سودا ہی جو آئے ہو مداوا کو
مسیحا سے بھی ناممکن علاج درد پہلو ہی

ہوئین جب ہڈیان سوز دروں سے جل کے خاکستر
سگ دلدار کا طالب بھرا ہی دل کسیلیے تو ہی

وہ روز رخ ہی جسکو حشر کا دن لوگ کہتے ہین
قیامت تک نہین جسکی سحر وہ شام گیسو ہی

تمھاری زلف پیچان کی ہی الفت سارے عالم کو
مطیع اس لام کا ہر اک مسلمان اور ہندو ہی

چلے جسکے گلے پر پھر نہ مانگے وہ کبھی پانی
نہین کھلتا ہمین کس گھاٹ کی وہ تیغ ابرو ہی

گیا تھا سوزش دل سے کسی دن مین نہانیکو
حباب بحر سے پر آبلہ ابتک لب جو ہی

تب فرقت کی بیماری کا پھر کیون خوف ہو مجھکو
تمھارا نام جب ہر دم مرا تعویذ بازو ہی

معمائے دہان تنگ جانان ہی بہت مشکل
فلاطون سر بزانو اور گم عقل ارسطو ہی

١٧٣ — ٢٦

ادیب خستہ جان کو خوف عصیان کیون ہو ای خالق
جو اوسکے جرم کی عادت تو بخشش کی تری خو ہی

دلرباؤن کی بے وفائی سے
دل کو نفرت ہی آشنائی سے

یہ بھی ہی شان کبریائی سے
جو وہ یکتا ہی سب خدائی سے

پوچھتے کیا ہو داستان فراق
بڑھ گئی ہی شب جدائی سے

دے اگر ہاتھ سے وہ شیرین لب
زہر کچھ کم نہو مٹھائی سے

می و میخانہ کی توصیف تھی سنّی مقصود
محفل وعظ مین ہم رند جو اکثر بیٹھے

جان آئے تن بیجان مین قیامت اوٹھے
ایک دم پاس جو وہ فتنۂ محشر بیٹھے

صاف دل صورت آئینہ ملے ہم سب سے
پاس دشمن کے بھی دم بھر نہ مکدر بیٹھے

تم تو اوٹھتے ہو ابھی جائیگی جان عشاق
طائر روح روان تو ہلتے ہین پر بیٹھے

بار رنج و غم تنہائی دلبر ہی ستم
درد اوٹھنے سے نہ کیونکر دل مضطر بیٹھے

۱۷۲ ۲۶

اوسکے پڑھنے کا مزہ بزم سخن مین ہی ادیب
چوٹ جس شعر کی ہر ایک کے دل پر بیٹھے
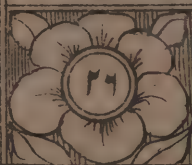
خوشا طالع کہ ان روزون بغل مین اک پری رو ہی
زہے قسمت کہ سرما مین ہمارا گرم پہلو ہی

الٰہی کس بلا کی یہ شب تاریک گیسو ہی
کہ اوسکے سایہ سے شک رات کا دن پر ہر اک سو ہی

زیادہ کیا لکھون المختصر یہ طول گیسو ہی
کہ عمر خضر سے اصلا نہین فرق اک سر مو ہی

سبب رونق کا ای گل باغ عالم مین فقط تو ہی
برنگ گل چمن مین اور گل مین صورت بو ہی

وہ صبح رخ ہی جس سے رشک ہو صبح بنارس کو
خجل جس سے اودہ کی شام ہو وہ شام گیسو ہی

کیا تھا تشنہ کامون کو جو سیراب آب خنجر سے
زبان شکر قاتل جسم پر ہر اک سر مو ہی

تصور کعبۂ دل مین ہی خال روے جانان کا
تعجب ہی کہ بستی مین مسلمانون کی ہندو ہی

کہا کرتے ہین ای ناصح عداوت ترک عادت کو
محبت خوبرون کی ہمیشہ کی مری خو ہی

نہ تولی ایک دن جب جنس حسن اوس ماہ طلعت کی
بتا ای چرخ پھر کس کام کی تیری ترازو ہی

چورایا آب خنجر اسقدر زخمون کے چورون نے
لب ہر زخم اپنا قاتلو گویا لب جو ہی

گیا ہی جب سے وہ مین رات بھر بیتاب رہتا ہون
کسی کروٹ نہین پڑتی ہی کل یہ درد پہلو ہی

رہا کرتا ہون گریان گوہر دندان کی فرقت مین
در غلطان کی قیمت کا مرا ہر ایک آنسو ہی

صورت غنچہ نظر آتا ہی اوسکو انقباض — گلشن ہستی مین جو ای منعم زردار ہی
خوف سے مریخ کے پر جلتے ہین آتے ہوے — گرم اوسکے کوچے مین یہ موت کا بازار ہی
ہجر مین بڑھکر ہی سولی سے بھی گلگشت چمن — سرو گلزار جہان مجھکو برنگ دار ہی
مین وہ زخمی ہون کہ میرے زخم تن کیواسطے — سبزہ رخسار جانان مرہم زنگار ہی
خوف موجون کا نہ کچھ باد مخالف کا خطر — تو ہی کشتیبان جس کا اوس کا بیڑا پار ہی
یاد ابرو مین نظر جاتی ہی جب سوے فلک — ماہ نو کو جانتا ہون برہنہ تلوار ہی
میکدہ ہی ہمکو مقتل سے بھی بڑھکر ہجر مین — فرقت ساقی مین موج مے ہمین تلوار ہی
ناتوانی کے سبب روتے رہین کے ہجر مین — غیر ممکن توڑنا اب آنسوون کا تار ہی
ہون وہ مجنون مجھپر ایسے برسے سنگ کودکان — ہو گئی مدت کہ خالی دامن کہسار ہی

۱۷۱ — ۱۴

جب سے جوہر اوٹھ گئے بزم جہان ای ادیب
شعر گوئی سے ہمارا دل بہت بیزار ہی

سارے عالم کی ملی نعمت اوسے گھر بیٹھے — توڑ کر پانون جو انسان خدا پر بیٹھے
رنج پر رنج ملا ہمکو ترے ہاتھون سے — ایک دن شاد نہ ای چرخ ستمگر بیٹھے
چشم پرنم سے یہ طوفان اوٹھا اشکون کا — سارے عالم کے نظر آنے لگے گھر بیٹھے
دل مضطر کو مرے چین ملے ای سفاک — توڑ کر سینہ جو پیکان جگر پر بیٹھے
جلوہ یار سے روشن ہی مرا خانہ دل — اوسکا دیدار میسر ہی مجھے گھر بیٹھے
فرط خوشبو سے مرا کلبہ احزان ہو چمن — گھر مرے آکے جو وہ یار سمن بر بیٹھے
عاشق آینہ رو ہون مجھے سب کہتے ہین — دیکھلو یہ ہین نصیبے کے سکندر بیٹھے
جب گیا کوچہ مین اونکے تو کشش سے دل کی — دیکھنے کو وہ مرے بام پہ آکر بیٹھے

شیرین کلام سنکے ہوے ہم قریب مرگ
میٹھی چھری سے یار کی بسمل کیے گئے

جن ہاتھون سے کہ قتل ہوے ہم ہزار حیف
وہ گردن عدو مین حمائل کیے گئے

مثل صدا نکل گئے اللہ رے لاغری
جسوقت ہم اسیر سلاسل کیے گئے

ہم تشنہ کام کیون نکرین شکر دم بدم
سیراب آب خنجر قاتل کیے گئے

تخت اوس پری کا سر پر اوٹھانے کیواسطے
مامور خاص عرش کے حامل کیے گئے

نکلے تپش مین بڑھکے مرے داغہاے دل
خورشید حشر سے جو مقابل کیے گئے

صیاد نے لی جان گلا گھونٹ گھونٹ کر
فریاد جب قفس مین عنادل کیے گئے

ہردم حضور دیدۂ عرفان رہا وہ رخ
پردے اگرچہ سیکڑون حائل کیے گئے

۱۷۰

گھر مین وہ حور وش جو ہمین لے گیا ادیب
ہم سمجھے قصر خلد مین داخل کیے گئے

۱۹

دست رنگین مین ترے اعجاز ای دلدار ہی
طائر رنگ حنا اوڑجانے کو طیار ہی

سرو قامت نرگس آنکھین اور گل رخسار ہی
سامنے اپنے وہ گل ہی یا کہ اک گلزار ہی

زندگانی مین ہوا تھا مجھکو عشق زلف یار
اژدہائے گور بعد مرگ یار غار ہی

خندہ زن ہوتے ہین مجھپر چھوڑکر منہ پر نقاب
پردۂ رخسار اون کا قہقہہ دیوار ہی

روز شب کو خواب مین آتا ہی وہ خورشید رو
خفتہ بختون کا نصیبہ آجکل بیدار ہی

دیکھکر کٹتے ہین سب خوبان عالم رشک سے
ساق عریان یار کی کیا برہنہ تلوار ہی

رشک یوسف ہر گلی کوچہ مین آتے ہین نظر
فرخ آباد آج کل کیا مصر کا بازار ہی

چرخ نیلی پر گل نیلوفری کا ہی گمان
جوش پر یہ بحر اشک چشم دریا بار ہی

جس طرف دیکھو اوسیکا جلوہ آتا ہی نظر
سارے عالم مین یہ نور شمع روے یار ہی

عارض صافی برابر ہی سحر کے نور مین
چہرۂ روشن تمھارا ہمعنان صبح ہی

زلف شبگون کی جو لٹ آئی رخ پرنور پر
ہوگیا ثابت شب تیرہ میان صبح ہی

رزق ہر اہل صفا کو غیب سے ملتا ہی روز
قرص خورشید جہان افروز نان صبح ہی

روشنی دیکھی نہین ایسی شب مہتاب مین
میری شام وصل گویا ہمعنان صبح ہی

ای دل آیا موسم پیری عبادت چاہیے
چشم غفلت کھولدے وقت اذان صبح ہی

صاف طینت خلق خالق نے کیا ہی آپکو
روبروے طبع عالی پست شان صبح ہی

غائب آنکھون سے ہوا ہی جب سے وہ خورشید رو
دیدۂ عشاق مین تیرہ جہان صبح ہی

جلکے زاری سے مری کہتے ہین سکان عرش
الامان کیا نالۂ آتش فشان صبح ہی

دلمین ہی تلخی و بیداری ہجران کا جو دھیان
بدمزہ شیرینی خواب گران صبح ہی

زلف شبگون کی جو لٹ آئی رخ پرنور پر
ہوگیا ثابت شب تیرہ میان صبح ہی

۱۶۹

وصل کی شب مل گئے ہین آج دونون وقت آہ
زلف پر شک شام کا رخ پر گمان صبح ہی

۱۶

صد حیف غیر جسمین کہ داخل کیے گئے
اوس گھر سے دور ہم کبھی منزل کیے گئے

ہوگا گناہ کعبہ کے ڈھانیکا ای بتو
عشاق کے شکستہ اگر دل کیے گئے

آئینہ رکھکے آینہ روون کے روبرو
دعوے جو تھے خودی کے وہ باطل کیے گئے

عشاق آئے کوچۂ قاتل مین جسگھڑی
مرغان روح طائر بسمل کیے گئے

فرط ادب سے چپ رہے ہم قتل گاہ مین
جبدم کہ زیر خنجر قاتل کیے گئے

اسرار اونکے تنگ دہن کے نہ کھل سکے
ہمسے نہ حل یہ عقدۂ مشکل کیے گئے

ہم نے نہ پائی منزل مقصود ای قمر
گو مثل ماہ قطع منازل کیے گئے

مژدۂ آمد سنا ہی جب سے ای رشک مسیح
شادیانے بجتے ہین در پر ترے رنجور کے

وقت مینوشی جو ہی تلخی ہجران کا خیال
زہر کے ہین جام ساغر بادۂ انگور کے

کیا تب غم کی حرارت کا کہین حال ای طبیب
رات کاٹی ہم نے اندر بیٹھکر تنور کے

بند ہی دم شور محشر کا فغان کے سامنے
دم مری فریاد کا بھرتے ہین نالے صور کے

رنج و غم درد و مصیبت کا ہی ہر دم سامنا
دن جدائی کے مشابہ ہین شب عاشور کے

دیکھیے کس طرح طی ہو منزل ملک عدم
زاد رہ کچھ بھی نہین ہم ہین مسافر دور کے

یاد حق مد نظر ہر دم جو دم کے ساتھ ہی
میرے سب تار نفس ہین منبۂ منصور کے

لکھتے لکھتے خط شوق اونکو یہ دفتر بڑہ گیا
ڈھوتے ڈھوتے موے سر تک اوڑ گئے مزدور کے

شہرت خوبان مصری تیرے آگے کچھ نہین
خوش نوا معلوم ہوتے ہین دہل سب دور کے

ورد چشم مست ساقی کا جو ہی مجھ رند کو
دانۂ تسبیح والے بن گئے انگور کے

موذیون کو زہر ملنا چاہیے تھا مثل مار
شان اوسکی شہد پیدا گھر مین ہو زنبور کے

۱۶۹

جان دیتا ہون مین اوس رُخ تجلی پر ادیب
میرے مرقد مین ہون تختے شاخ نخل طور کے

۱۷۰

اک قیامت وصل کی شب مین نشان صبح ہی
صور کا نالہ ہمین شور اذان صبح ہی

عارض صافی اگر اونکا بسان صبح ہی
ابروے پر خم بھی مثل کہکشان صبح ہی

بھول جائے جو سنے اوس مہر طلعت کی صفت
مطلع خورشید کو ورد زبان صبح ہی

ہجر کی جب رات ہی روز قیامت سے دراز
پھر بھلا فرقت کی شب کسکو گمان صبح ہی

مثل قندیل اوسمین مہر داغ ہی ای مہروش
خانۂ دل یاد مین تیری مکان صبح ہی

اک کہانی ہی سحر کا وصف پیش روے یار
روبرو اوس رخ کے قصہ داستان صبح ہی

نہ خلق مین رہے کچھ سحر سامری کی قدر
فسونگری پر اگر چشم سرمہ دار آئے

فراق یار مین شیشون کو ہچکیان آئین
جو جام بزم مین آئے تو اشکبار آئے

کہا ہر ایک نے اوترا ہی تخت پریون کا
وہ سیر کو جو ہوا دار پر سوار آئے

نہ دل کو کچھ بھی ہو خوف سیاہی شب گور
لحد مین یاد اگر شمع روے یار آئے

بجھاؤن پیاس ابھی پھیر کر مین گردن پر
جو میرے قبضے مین وہ تیغ آبدار آئے

جلوس اونکو سواری کا تھا جو مد نظر
کلیم لیکے عصا مثل چوبدار آئے

محبت دہن بے نشان مین دی ہے جان
نگاہ مین نہ کسیکی مرا مزار آئے

۱۶۷ گلون کو ناز نہ حسن دو روزہ پر ہوا دیب
جو ایک بار خیال مآل کار آئے ۲۲

یاد آجائین جو جلوے عارض پر نور کے
بھولکر موسی نہون پروانہ شمع طور کے

زخم ایسے گرم ہین اپنے تن محرور کے
ہو گئے کافور پھاہے مرہم کافور کے

جلوہ حسن حسینان کی اگر شہرت نہین
شعلے پھر کیون کانپتے ہین شمع کوہ طور کے

باغ عالم مین عدم سے گل ہوے پھر جلوہ گر
سال بھر مین آگئے کیونکر مسافر دور کے

دیکھنا دم مین اوڑا دینگے ہمارے تیر آہ
مہر و ماہ آسمان کو ہین نشانے دور کے

مثل گل خندان رہا کرتے تھے باغ دہر مین
ہار تھے گردن مین اپنی ہاتھ جب اوس حور کے

صدمہ پائے نظر سے آگئی پژمردگی
جب کہ دیکھا اوس گل نازک بدن کو گھور کے

مہوشان دہر کی اصل و حقیقت کیا رہی
جب قصور اوس مہر لقا نے لے لاکھون کا حور کے

خون عشاق اپنے ماتھے پر لگایا مہر زیب
شاہدان ہند کے ٹیکے نہین سیندور کے

مین شب فرقت مین تنہا ایک دم رہتا نہین
یاس وحشت رنج و غم ہمدم ہین مجھ مہجور کے

چمن مین صوت بلبل صور کا نالہ ہی فرقت مین
صدا اے خندۂ گل کم نہین ہی شور محشر سے

حضور چہرۂ روشن چراغ زیر دامن ہی
مہ تابان کو کیا نسبت تمھارے روے انور سے

نہین کم آب حیوان سے ہی آب مے بھی ای ساقی
تن بیجان مین جان آئی شراب روح پرور سے

چمن مین ہی ہر اک گل منتظر قربان ہونے کو
ترے صدقے کو غنچون نے بھری ہین مٹھیان زر سے

مثال آب باران ہی ہمین تلوار کا پانی
ہوے ہین کھیت ہم کشتون کے سیراب آب خنجر سے

نہ لون اک قطرۂ مے کے عوض دنیا وہ مسکین ہون
نہ بدلون جام جم ٹوٹے ہوے مٹی کے ساغر سے

کھلی رہتی ہی روز و شب مثال دیدۂ عاشق
نہین معلوم کیون نیند اوڑ گئی ہی چشم اختر سے

بغل مین آینہ رو ہاتھ مین جام مے گلگون
ہمارا مرتبہ کب کم ہی جمشید و سکندر سے

۱۶۶

ادیب افضال یزدانی جو شامل ہون پس مردن
تو آغوش لحد کچھ کم نہو آغوش مادر سے

۱۷

چمن مین ہمکو اگر یاد قد یار آئے
ہر ایک سرو نظر مین برنگ دار آئے

نہ جائے پھر کبھی یارب جو ابکی بار آئے
چمن مین چھاونی چھائے اگر بہار آئے

لحد نے کھلکے کہا میرے یار غار آئے
جو دفن ہونے کو مرقد مین خاکسار آئے

ہماری ہستی موہوم ایک دم کی ہی
عدم سے بحر جہا مین حباب وار آئے

وہ لاغری ہی کہ بعد فنا اگر آئین
نظر فرشتون کو میرا نہ جسم زار آئے

ہمارے اون کے دل صاف مین نہین ممکن
کہ مثل شیشۂ ساعت کبھی غبار آئے

قبا کو اپنی کرے چاک باغ مین ہر گل
چمن مین اوڑھ کے وہ گل جو جامہ دار آئے

نہو خلش تو نہین لطف بادیہ گردی
نہ باہر آبلۂ پا سے نوک خار آئے

کرون جو بادیہ گردی تو ہون وہ دیوانہ
کہ دشت مین مرے لینے کو سر سے خار آئے

حشر مین حشر بپا ہونے کے قائل ہون گے
یار کی چال جو دیکھین گے قیامت والے

جلوۂ شان خدا دیکھ لیا جو اوس مین
کلمہ پڑھنے لگے اوس بت کا شریعت والے

وقت گریہ لب رنگین کا جب آتا ہے خیال
خون دل آنکھون سے روتے ہین محبت والے

عرش پر جنکے دماغ آہ رہا کرتے تھے
مل گئے خاک مین وہ چاند سی صورت والے

دیکھ سکتے نہ تھے عریان جنھین ماہ و خورشید
حیف اب برہنہ پھرتے ہین وہ خلعت والے

رہین حسرت سے گرفتار عذاب دوزخ
خواب مین کوے صنم دیکھین جو جنت والے

اے شہ حسن وہ درگاہ تری عالی ہے
سرنگون آکے جہان ہوتے ہین دولت والے

رات دن شوق مین دیدار کے روتے روتے
آنکھین کھو بیٹھے تری دید کے حسرت والے

روز محشر ترے عاشق جو کرین گے نالے
الحذر سن کے پکارین گے قیامت والے

۱۶۵ ۱۷

کیا دکھائے تجھے اب دیکھیے یہ چرخ ادیب
وصل کی شب گئی دن آئے مصیبت والے

یہی ہے آرزوے دل مری یارب ترے در سے
نہو تا زیست دم بھر سر جدا زانوے دلبر سے

وہ دریا لطافت ہو کے رخصت جب چلا گھر سے
توا وٹھا نوح کا طوفان میرے دیدۂ تر سے

ہوا ہے عشق ایسا تیغ ابروے ستمگر سے
حسین اپنا گلا کٹواتے ہین خوش ہو کے خنجر سے

ادیب اب دل لگانے بیٹھے ہو کیا بیدرد دلبر سے
کہو تو خیر ہے کسواسطے پھرتے ہو مضطر سے

خیال آیا جو رونے مین لب رنگین جانان کا
ہماری آنکھ سے لخت جگر ہو کر لہو برسے

لکھا مضمون شوق دید جسدم اونکو نامے مین
کیا خط بند ہم نے مردم دیدہ کی ویفر سے

تصور رونے مین آیا جو چشم مست گلرو کا
مے گلگون بجائے اشک ٹپکی دیدۂ تر سے

مین وہ ہون رند میرے نام پر ہنگام مے نوشی
گرا دیتے ہین میکش قطرۂ بادہ کو ساغر سے

دیکھکر شکل کو روتے ہین میری اعدا
غم کی صورت تری فرقت نے بنا رکھا ہی

ہم ہین وہ رند کہ قاتل نے ہماری خاطر
خنجر آب می گلگون مین بجھا رکھا ہی

جستجو آپ کو ہی کس لیے ای حضرت خضر
لب جان بخش مین کیا آب بقا رکھا ہی

ہمکو ان آینہ رویون نے دکھا کر صورت
صورت آینہ حیران بنا رکھا ہی

بحر اوسی قطرۂ ناچیز کو سب کہتے ہین
عشق مین جسنے کہ ہستی کو مٹا رکھا ہی

خاطر افسردہ نہ کیونکر رہین ای ماہ لقا
سرد مہری نے ترے دل کو بجھا رکھا ہی
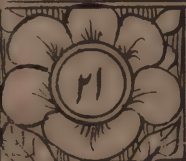
۱۶۴ — جان دی مین نے جدائی مین تو یارون نے ادیب
قبر کو گنج شہیدان سے جدا رکھا ہی — ۲۱

نالے کرتے ہین جو ہم درد و مصیبت والے
تھام لیتے ہین جگر سن کے محبت والے

یاد آ جائین اگر چاند سی صورت والے
حورون کو مڑ کے نہ دیکھین کبھی جنت والے

زہد پر اپنے عبث بھولے ہین طاعت والے
بخشے جائینگے قیامت مین محبت والے

جان کھا لیتے ہین جب بیٹھتے ہین واعظ پاس
دل پکا دیتے ہین بک بک کے نصیحت والے

اہل دولت کو ضروری ہی خیال انجام
جامۂ تن کو کفن جان لین خلعت والے

سیم و زر کو نہین کچھ مال سمجھتے عشاق
عشق سے اوس بت سیمین کے ہین دولت والے

مین وہ بیمار محبت ہون جو دیکھا آکر
روتے روتے ہوے بیمار عیادت والے

دفتر شوق ہی یہ طول کہ لکھتے لکھتے
ہاتھ دھو بیٹھینگے ہاتھون سے کتابت والے

کچھ کسی سے ہی تعلق نہ کسی سے مطلب
ہین زمانے سے جدا تیری محبت والے

بخدا دل سے نجائیگی بتون کی الفت
لاکھ سمجھائین ہمین آ کے نصیحت والے

سوکھے ٹکڑون مین ہے مزہ نعمت کونین نہین
سیر ہین نان جوین ہی سے قناعت والے

یا الٰہی رہے دن رات بغل مین وہ پری
روز و شب گردش جام مے پر نور رہے

گلشن کوے بتان کی جو صفت حسن پائے
بڑھکے دوزخ سے ہو جنت مین اگر حور رہے

آب مے سے رہے سیراب مدام ای ساقی
عمر بھر اپنی غذا دانۂ انگور رہے

دیکھین موسی جو ترے بام کا جلوہ ای ماہ
اونکی آنکھون مین نہ پھر منزلت طور رہے

ہین وہ میخوار کہ میخانہ کی جب تک کی سیر
تاکتے جہان نکتے ہم خوشۂ انگور رہے

موسم گل مین بھی کچھ لطف نہین ای ساقی
مے گلنار گلابی سے اگر دور رہے

لذت درد کا اوسدم ہو مزہ ای قاتل
جلے زخم اپنے سراپا مین جو ناسور رہے

١٦٣ — ١٧

مرض عشق سے صحت نہین جز موت ادیب
بہر تبدیل مکان قبر مین رنجور رہے

گھر مین جب سے قدم ای ماہ لقا رکھا ہی
بخت خفتہ کو مرے تم نے جگا رکھا ہی

اوس گل اندام کی آنکھون سے نکر نا دعوی
ہمنے گلشن مین یہ نرگس کو سجھا رکھا ہی

دل کو تسکین ہو کسطرح نکالون ای ترک
سینہ مین دل کی جگہ تیر ترا رکھا ہی

باغ مین یار نے نرگس کو دکھا کر آنکھین
چشم بیمار کا بیمار بنا رکھا ہی

تو وہ گل ہی کہ جاتے ہی چمن مین تو نے
چشم بلبل سے ہر اک گل کو گرا رکھا ہی

بزم مین عارض پر نور دکھا کر تم نے
شمع کو آتش حسرت سے جلا رکھا ہی

دیکھ لین گے وہ کسی دن تو بھلا نکلین گے
بستر اسواسطے کوچے مین لگا رکھا ہی

یہ بھی ممکن ہی کہ تو جائے مین جیتا رہجاؤن
زہر اسواسطے پہلے سے منگا رکھا ہی

ہجر ساقی مین سمجھتا ہون نمین چشم پرخون
مے گلرنگ سے جو جام بھرا رکھا ہی

یاد قامت مین جو روتا ہون تو کہتی ہی خلق
شور نالون نے قیامت کا مچا رکھا ہی

ہون وہ بلبل جو کیے نغمۂ دلکش مین نے
نوعروسان چمن وجد مین سارے ہون گے

لب جان بخش و خط سبز اگر دیکھین گے
خضر و عیسی کو کہین جان سے پیارے ہون گے

ہون وہ بیمار محبت کہ نہ اچھا ہونگا
گو مسیحا لب جان بخش تمھارے ہون گے

گردش جام کی آئے گی نظر کیفیت
چشم میگون سے جو ساقی کے اشارے ہون گے

ہم وہ میکش ہین کہ تو کیا ہی بھلا ای ساقی
لاکھون شیشے مین پریزاد اوتارے ہون گے

دیدۂ جام کو دیکھین گے تری فرقت مین
چشم میگون کے جو منظور نظارے ہون گے

خال تابان کے تصور مین بڑھیگا یہ فروغ
ماہ و خورشید نظر مین مری تارے ہون گے

آب شمشیر سے قاتل کی کرین گے سیراب
خشک جب دم دہن زخم ہمارے ہون گے

اونکے آجاتے ہی ہو جائیگی روشن ہر چشم
نرگس باغ کی آنکھون کے وہ تارے ہون گے

١٦٢

نظر آتے نہین یہ ثابت و سیار ادیب
میری آہ شرر افشان کے شرارے ہون گے

١٦

روبرو جسکے وہ ماہ رخ پر نور رہے
عید کے چاند کی دید اوسکو منظور رہے

موت سے زیست ہی بدتر ہم اگر دور رہے
زندہ درگور رہے تم سے جو مہجور رہے

رات بھر ہجر مین اوس قد کے قیامت کی بپا
نالے مردون کے جگانے کے لیے صور رہے

جاؤن تب باغ مین ہون وہ مے وحدت کیش
خم غنچہ مین اگر بادۂ منصور رہے

ہین دعا مین یہی ہم مست فقیرون کی مدام
ساقی آباد رہے میکدہ معمور رہے

ہون وہ میکش کہ تمنا ہی یہی ای ساقی
تیری ٹھوکر سے مرا کاسۂ سر چور رہے

ہمہ تن کیون نہ ہے چشم وہ مثل نرگس
عشق آنکھون کا تمھاری جسے منظور رہے

دید اوس رخ کی نہ جس آنکھ کو ہو مد نظر
دیدۂ کور کی مانند وہ بے نور رہے

اسی حسرت کا ہی رونا شب و روز ای صیاد
ہم قفس مین رہین فصل گل خندان ہوجائے

توتیا سے نہین کچھ کم ہی غبار در یار
رہے آنکھون مین جو خاک رہ جانان ہوجائے

عشق مین اوس گل خوبی کے یہ گل کھائے ہین
بیٹھین ویرانے مین جا کر تو گلستان ہوجائے

ہم فقیرون کے گھر آن بیٹھے جو وہ شنگی
بوریا رتبہ مین اورنگ سلیمان ہوجائے

عشق مین ہمکو جو دھیان آئے لب لعلین کا
ہند مین بیٹھے ہوئے سیر بدخشان ہوجائے

جامہ زیبون سے یہ الفت ہی نہ چھوٹون تا حشر
ہاتھ دامن سے اگر دست و گریبان ہوجائے

چلین خنجر جو اشارہ ہو ترے ابرو کا
تیر برسین جو ذرا جنبش مژگان ہوجائے

ای مسیح ایک نہ حکمت چلے دم مین ہو تمام
بھلے چنگے کو جو بیماری ہجران ہوجائے

حور جنت کو جو یاد آئے تری ای گلرو
بڑھکے دوزخ سے اور روضۂ رضوان ہوجائے

جسکو گل خار نزاکت سے تھے ای چرخ افسوس
وہ گل اندام ہر اک خاک مین پنہان ہوجائے

یاد مین اوس رخ تابان کی اگر شور کرون
صبح محشر مری شام شب ہجران ہوجائے

مین وہ میکش ہون اگر ترک کرون بادہ کشی
سیکڑے سونے ہون ویران گلستان ہوجائے

١٦١ — ای ادیب اچھی یہ سیف زبانی لاریب
کیون نہ اعدا کے لیے قاطع برہان ہوجائے — ١٥

چھپکے غیرون سے اگر اونکے اشارے ہونگے
حسرت دید کے گھر دلمین ہمارے ہونگے

صورت سرو چراغان نظر آجائین گے
داغ سوزان جو سراپا مین ہمارے ہونگے

اثر گریہ کو جانین گے تب ای نالۂ دل
آبدیدہ جو وہ رونے سے ہمارے ہونگے

برچھیان سیکڑون تلوارین چلینگی لاکھون
جب ترے ابرو و مژگان کے اشارے ہونگے

اوسکی نظرون مین کب آئیگی بہار نرگس
جسکو اون آنکھون کے منظور نظارے ہونگے

دام گیسو کے نہ ہم جال ہے چھوٹے تا مرگ
پیچ مین کاکل پیچان کی گرفتار چلے

مرض عشق سے صحت نہین ہوتی بہوت
بہر تبدیل مکان گور مین بیمار چلے

تندرستی کا جو بہوکا ہو تو ہو جائے سیر
تیرے کوچے مین ہوا کہانے جو بیمار چلے

ای مسیحا ترے بیمار کا اب ہے یہ حال
دیکھنے آئے تو روتے ہوئے غمخوار چلے

الوداع ای جگر و دل کہ ہے اب وقت فراق
رخصت ای زیست کہ ہم پیش ستمگار چلے

ہم وہ جانباز ہین کی شرط یہ گلبازی مین
پھول اس سمت سے اوس سمت سے تلوار چلے

سن کے وا پردے سے اوس رخ کو غنیمت جانا
لوٹنے کے لیے ہم دولت دیدار چلے

١٦٠ — ٢٣

نام غفار ہے اوسکا تو عجب کیا ہے ادیب
اوسکی رحمت پہ اکڑ کر جو گنہگار چلے

شعر مین نظم جو وصف رخ تابان ہو جائے
مطلع نور مرا مطلع دیوان ہو جائے

وا جو پردے سے ترا عارض تابان ہو جائے
شمع خورشید چراغ تہ دامان ہو جائے

سیر گلزار قیامت ہے بغیر اوس گل کے
نالۂ صور صدائے گل خندان ہو جائے

کیا عجب شور تبسم سے ترے ای قاتل
دہن زخم اگر شکل نمکدان ہو جائے

دھوکے کھا کھا کے گرین اور بھی لاکھون عشاق
خط سے خس پوش اگر چاہ زنخدان ہو جائے

ای مسیحا تب فرقت نے کیا ہے یہ حال
مجھکو دشمن بھی اگر دیکھے تو گریان ہو جائے

مین وہ مجنون ہون کہ پروا نہین ای دست جنون
چاک دامن کا اگر تا بگریبان ہو جائے

کوئی اوس رشک مسیحا سے یہ پوچھے جاکر
کیا اب آخر ہی مریض تب ہجران ہو جائے

روبرو آئے اگر اوس کا ہلال ابرو
ماہ نو دیکھتے ہی سر بگریبان ہو جائے

دم گلگشت جو اوس تیر فگن کا ہو خیال
باغ مین غنچہ مجھے صورت پیکان ہو جائے

چور زخمون سے جو ہو جاے سراپا اپنا
تب بھی قاتل کا نہو شکوۂ بیداد مجھے

سرو سولی ہی تصور مین قد موزون کے
باغ مین سبزۂ بیگانہ ہی شمشاد مجھے

پر کٹے ہین نہین طاقت بھی ہی اوڑجانیکی
قید پھر کس لیے رکھتا ہی یہ صیاد مجھے

کھینچتا ہی نئے معشوق کا نقشہ ہر دم
ہی تصور ہی مرا مانی و بہزاد مجھے

بے لیے داد کے دامن کو نہ چھوڑونگا مین
پیش داور جو ملا حشر مین جلاد مجھے

خوف سے کانپنے لگتا ہی سراپا اوسدم
یاد جب آتی ہی بیدردی جلاد مجھے

کیون نہ سہرا مرے سر آج رہے مقتل مین
دھجیان زخمون کی پہناتے ہین جلاد مجھے

وہ لگا ہاتھ کہ باقی نہ رہے تسمہ بھی
نیم بسمل نکر ای بانی بیداد مجھے

تم نے کاندھون سے دوپٹے کو جو لٹکایا ہی
آدمی سے نظر آتے ہو پریزاد مجھے

یاد مین تیری زمانہ یہ فراموش ہوا
کہ نہ اپنی بھی کسی وقت رہی یاد مجھے

گو کہ وہ دور رہی لیکن ہی بغل مین اپنی
چاہیے ای کشش دل تری امداد مجھے

اون سے ہر بات مین اسواسطے مین اوڑتا ہون
نہ اوتارین کہین شیشہ مین پریزاد مجھے

گرم ہو کر وہ کہا کرتے ہین نالون سے مرے
کیا جلاتا ہی ترا شعلۂ فریاد مجھے

۱۵۹

حکم سے اونکے کہی ہی یہ غزل مین نے ادیب
پیارے صاحب سے فقط چاہیے ہی داد مجھے

۱۲

قتل مین تا کہ نہ کچھ عذر ستمگار چلے
پیش قاتل لیے ہم ہاتھ مین تلوار چلے

خوف دربان کا کیا اونکو جو دیکھا چاہون
نگہ شوق مری توڑ کے دیوار چلے

جب سنا کھینچ لیا قتل سے اوس ترک نے ہاتھ
ہاتھ ملتے ہوے مقتل سے گنہگار چلے

خوف کچھ نار جہنم کا نہین رندون کو
فصل گل آئی ہی جام مئ گلنار چلے

یا خدا فکر دو عالم سے کر آزاد مجھے
دین و دنیا نہ ہے تیرے سوا یاد مجھے

چھوڑ کر جب سے گیا ہی وہ پریزاد مجھے
فرخ آباد ہوا ہی الم آباد مجھے

خوش نہین آتی یہ ہر وقت کی بیداد مجھے
مار ہی ڈالے گلا گھونٹ کے صیاد مجھے

دیکھیے جان مری کب قفس تن سے چھٹے
نہین معلوم کچھ اس قید کی میعاد مجھے

واہ ای وعدہ فراموش یہی وعدہ تھا
کہ نہ بھولے سے بھی اک روز کیا یاد مجھے

مین وہ اک بلبل ناشاد ہون غم کی صورت
رو دیا دیکھتے ہی باغ مین صیاد مجھے

بدگمانی مری جانب سے اوسے ہی ایسی
قید رکھتا ہی تو پر کاٹ کے صیاد مجھے

ضعف سے کان تک اوس شوخ کے پونہچے کیونکر
جب سنائی نہین دیتی مری فریاد مجھے

مصرع قامت خوبان جہان بھول گیا
بیت ابرو تری جبسے ہوئی یاد مجھے

ایک جھٹکے مین اسیوقت ابھی جاتی ہین
بیڑیان کسلیے پہناتے ہین حداد مجھے

شور مرغان سحر تھا ہی صبح شب وصل
نالۂ صور موذن کی ہی فریاد مجھے

میرے نالون سے وہ گھبرا کے یہ فرماتے ہین
چین لینے نہین دیتی تری فریاد مجھے

مین وہ عاشق ہون کہ سایے کیطرح ہین مرے ساتھ
چھوڑتے ہی نہین دم بھر کو پریزاد مجھے

وائے تقدیر ترے کوچے مین جانے کے لیے
جب مین اوٹھا کوئی پیش آگئی افتاد مجھے

زیست کی کنج قفس مین ہو توقع کیونکر
آب و دانہ نہ دے جسوقت کہ صیاد مجھے

زخم کھانے سے کسی طرح نہین جی بھرتا
دست قاتل کی پسند آئی یہ بیداد مجھے

جسکو دیکھو وہ ترے دام محبت مین ہی قید
نظر آتا ہی نہین کوئی بھی آزاد مجھے

ایک دن بھی نہ مرے حال پر آیا اوسے رحم
بڑھ کے جلاد فلک سے ہی وہ جلاد مجھے

دربدر مجھکو پھرایا نہ کہین کا رکھا
مل گیا کیا جو کیا آپنے برباد مجھے

کی صفت موزون جو اونکے قامت آزاد کی
انتہا کی حد سے جب بیداد قاتل بڑھ گئی
پائی بلبل نے حیات جاودانی قتل سے
خانۂ ویران دلمین جلوہ فرما کیا ہوئے
خانۂ زنجیر آہ آتشین سے جل گیا
وصل کا وعدہ کیا اوس گل نے جب گلزار مین
خانۂ تاریک و تنہا اسقدر پُر ہول ہی
ہوگئی روشن شب تاریک مرقد مثل روز
قتل بلبل سے ہوئی اس مرتبہ شرمندگی
بلبل گریان کے نالے پُر اثر جبدم سنے
جو گل آیا ہوکے پژمردہ گیا سوے عدم
خانہ بربادونکی صورت ای فلک چکر مین ہی
آتے ہی مقتل مین ہوجاتا ہی ہر اک غرق آب
اوڑکے مرغان چمن گلزار سے جاتے نہین
نالۂ شبگیر کا چرچا ہی گھر گھر خلق مین
ہر دہان زخم نے قاتل سے خوش ہوکر کہا
عید ہوتی خنجر قاتل اگر ملتا گلے

طرز ہر مصراع مین ہی مصرع شمشاد کی
پیش داور ہر دہان زخم سے فریاد کی
کیا بجھی تھی آب حیوان مین چھری صیاد کی
آپ نے اوجڑی ہوئی بستی مری آباد کی
ہوگئین خاکستر اپنی بیڑیان فولاد کی
منھ سے غنچون کے صدا آئی مبارکباد کی
چھانون بھی ملتی نہین ہی سایۂ ہمزاد کی
جب لحد مین روشنی رُوے انور یاد کی
ماہی بحر ندامت ہی چھری صیاد کی
اسقدر رویا کہ ہچکی بندھ گئی صیاد کی
کیا ہوا ہی ناموافق گلشن ایجاد کی
بد دعا تجھکو لگی کس خانمان برباد کی
باڑھ کیا ہی بحر آب خنجر جلاد کی
کم نہین قید قفس سے کچھ کشش صیاد کی
دھوم ہی ساری خدائی مین مری فریاد کی
لذتین ہم سے کوئی پوچھے تری بیداد کی
حسرتین ساری نکلجاتین دل ناشاد کی

ای ادیب اک روز عقبی کا نہین آتا خیال
حیف ساری عمر تم نے مفت مین برباد کی

دل مین رہتا ہی تصور اوس سراپا حور کا
یا مرے شیشے مین ہی کوئی پری آئی ہوئی

ہاتھ اوٹھتے ہی بڑھا دو ہاتھ بحر حسن اور
باعث افزایش حسن اونکی انگڑائی ہوئی

مجھکو قسمت کا دھنی کہتے ہین سب صاحب نصیب
جب سے اوس در کی میسر ناصیہ سائی ہوئی

تو وہ یوسف ہی سمجھتا ہی تجھے دل سے عزیز
وہ مہ کنعان زلیخا جسکی شیدائی ہوئی

تیغ قاتل سر جھکائے یون ہی شرم قتل سے
پہلی شب کی ہو دولہن جسطرح شرمائی ہوئی

ای جنون کانٹے چبھے ہین پانون مین تیز اسقدر
پار میرے سر کے نوک خار صحرائی ہوئی

ہجر دلبر مین وہ لاغر ہون پتا ملتا نہین
ڈھونڈھتی پھرتی ہی گھر گھر مجھکو موت آئی ہوئی

دیکھکر اوس شمع رو کو شرم سے چھپتی نہین
شمع کی آنکھون مین چربی ہی مگر چھائی ہوئی

چشم دلبر کیا عجب چشم حسد سے دیکھتی
عین حکمت تھی جو نرگس کی نہ بینائی ہوئی

اضطراب دل بڑھا اس مرتبہ بعد فنا
ہوگئی باہر لحد سے لاش دفنائی ہوئی

دل لگانے مین ہمین اوس سے یہ حاصل ہوا
اپنے بیگانے ہوے دنیا مین رسوائی ہوئی

اونکے اوٹھتے ہی اوٹھا دل مین مرے درد اسقدر
ناتوانی زد رہی رخصت توانائی ہوئی

تخلیے مین آئے تھے کہنے کو کیا کیا سوچ کر
منہ سے کچھ اپنے نہ نکلا جب کہ تنہائی ہوئی

جنس دل واپس جو مانگی ناز سے اوسنے کہا
پھیرتا کوئی بھی ہی شی ہاتھ مین آئی ہوئی

آتشین رخ کو کیا جب دشت پیمائی مین یاد
صورت شعلہ زبان خار صحرائی ہوئی

جب ہوا مدنظر اوس ماہ کامل کو سنگھار
شب سمٹ کر خال عارض بہر زیبائی ہوئی

۱۵۷

موت کا دھیان ایک دم دل سے نکالے ای ادیب
ہر گھڑی ہر آدمی سمجھے اجل آئی ہوئی
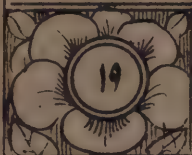
یا الٰہی خیر کرنا بلبل ناشاد کی
آج بیڈھب ہی نظر بدلی ہوئی صیاد کی

ای مسیحا ضعف سے مرنا بھی مجھکو ہی محال
گھٹکے دم ہوگا فنا ای دل بجا نا بھول کر
اب کوئی دم کا ہی مہمان ای مسیحا جلد آ
مردون سے بدتر ہین ای قاتل جو ہین محروم قتل
ہر دہان زخم سے آتی ہی مقتل مین صدا
مرتبہ عرش معلی سے زیادہ بڑھگیا
جو کہ ظالم ہین کبھی ہوتے نہین ہین شادمان
یا الٰہی دیکھیے کسدن بر آتی ہی امید
سخت جانی تلخ کامون کی جو ایسی ہی رہی
باتین کرتا ہی لب بام اوسکا بام عرش سے
نوح کا طوفان اوٹھانا ابر کو کرنا خجل
کہکے قم منہ سے دکھاتے تھے مسیحا معجزے

جان آسکتی نہین لب پر ترے بیمار کے
تنگ و پیچیدہ بہت کوچے ہین زلف یار کے
چھا گئی ہی مردنی منہ پر ترے بیمار کے
زندۂ جاوید ہین کشتے ترے بیمار کے
آج ای قاتل کھلے جوہر تری تلوار کے
خانۂ دلمین قدم جبدن سے آئے یار کے
خندہ زن ہرگز نہین دیکھے ہین لب سوفار کے
مدتون سے دانت ہی سیب ذقن پر یار کے
دانت کھٹے ہون گے ای قاتل تری تلوار کے
مہر و مہ ادنی ہین ذرے خاک کوے یار کے
یہ بھی چھینٹے ہین ہماری چشم دربار کے
زندہ مردون کو وہ کر دیتے ہین ٹھوکر مار کے

۱۵۶ — ۲۲

سرخروئی سے مری غیرون نے خون اپنا کیا
ای ادیب اونسنے دیے جب پان مجھکو پیار کے

آجکل صحن چمن مین ہی خزان آئی ہوئی
اوسکے کوچے سے مگر گلشن مین ہی آئی ہوئی
دیکھکر آنکھین تمہاری ایسی شیدائی ہوئی
بادہ خوارون کی نہ کیون بر آئے ای ساقی مراد
اوس مسیحا کے فقط آنے کی اب ہی منتظر

جو کلی دیکھو نظر آتی ہی مرجھائی ہوئی
پھر رہی ہی کیون نسیم صبح اترائی ہوئی
چشم نرگس باغ مین چشم تماشائی ہوئی
میکدے پر ہی گھٹا کی چھاونی چھائی ہوئی
حسرت دیدار مین آنکھون مین جان آئی ہوئی

رنج فراق سے نہ ہوے شاد ایک دن
ہم غمکدہ مین دہر کے اندوہگین رہے

ہر شب شب برات ہو ہر روز روز عید
دن رات پاس اپنے جو وہ مہ جبین رہے

موے میان کا اوسکی نہ پایا کہین نشان
گو موشگافیون مین بہت نکتہ بین رہے

سارا جہان دام محبت مین ہی اسیر
وہ کون ہی جو ہو کے تمہارے نہین رہے

لطف و کرم سے اوسکے جو سیدھا نصیب ہو
ٹیڑھی نہ ہم سے یار کی چین جبین رہے

ہر ایک کو ہو شعلۂ جوالہ کا گمان
شب بزم مین جو دور مئی آتشین رہے

قدمون سے نکلی جاتی ہی قاتل کے خوف سے
ممکن نہین کہ پاؤن کے نیچے زمین رہے

ہم نے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات
تم شب جو گھر مین غیر کے خلوت گزین رہے

تڑپے جو قبر مین دل بیتاب بعد مرگ
دن رات زلزلہ مین لحد کی زمین رہے

١٥٥ — ٢١
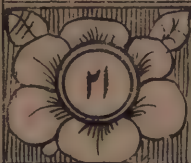
ملک فنا کی سیدھی سڑک اونکی مانگ ہی
رفتست ادیب سوے عدم از ہمین رہے

جب سے ہم کشتہ ہین تیغ ابروِ خمدار کے
نخل خاک گور مین ملتے ہین پھل تلوار کے

ڈر تلاطم کا اونھین خطرہ نہ کچھ منجدھار کے
جو گئے دار فنا کو گھاٹ سے تلوار کے

ای خوشا تقدیر اوسکی ای نہے اوسکے نصیب
ہاتھ اونکے جسکی گردن مین پڑے ہون پیار کے

سرمہ چشم مست مین ہی جان جو کھونکا ہی ڈر
ہی غضب تیغ صفاہان ہاتھ مین میخوار کے

خواب مین شب کو وہ آیا بخت خفتہ جاگ اوٹھا
کیون نہ مین صدقے ہون اپنے طالع بیدار کے

آتش سودا سے صحرا مین بڑھی یہ تشنگی
مثل نشتر تیز ہین کانٹے زبان خار کے

خود مسیحا کو بھی حسرت دیکھکر اونکو ہوئی
جو کہ ہین بیمار تیری نرگس بیمار کے

ای طبیبو میری صحت ہی اگر مد نظر
شربت دیدار دو نسخے مین مجھ بیمار کے

ثبوت و نفی دہن مین ہین فلسفی حیران
کبھی یقین کبھی احتمال ہوتا ہی

نہین پسند مجھے رنج دوست و دشمن
کسی کے درد ہو مجھکو ملال ہوتا ہی

نہین ہی خال بلا وجہ آتشین رخ پر
سپند دافع عین الکمال ہوتا ہی

وہ جام ہاتھ مین لاتا ہی ساقی میکش
وہ میکدہ مین طلوع ہلال ہوتا ہی

ہوا یقین کہ ہوتے ہین آفتاب سے لال
شراب پینے سے چہرہ جو لال ہوتا ہی

نماز موسم پیری مین زاہدا چھوڑو
حرام سجدہ بوقت زوال ہوتا ہی

دہان گور سے آتی ہی یہ صدا ہردم
شہ و گدا کا یہان ایک حال ہوتا ہی

ہر ایک کو نظر آتی ہی قدرت خالق
خدا کی شان بتون کا جمال ہوتا ہی

جو انقلاب جہان چاہیے وہ گل رعنا
ابھی زمانہ کا کچھ اور حال ہوتا ہی

عدم سے منقبض آتے ہین جا بہین خندان
گلون کا باغ جہان مین یہ حال ہوتا ہی

سفر کا دھیان جو آتا ہی باغ عالم مین
تو میل راہ سے مجھے ہر نہال ہوتا ہی

۱۵۴ بجائے دل کو رہو دست دلبران ادیب
دلون کے لینے مین ان کو کمال ہوتا ہی ۱۶

ورد زبان جو وصف لب شکرین رہے
تا زیست منہ مین ذائقہ انگبین رہے

ملنے کی جستجو مین ہمیشہ حزین رہے
ہم وصل کے فراق مین اندوہگین رہے

وعدہ اجل کا ٹل نہین سکتا ہی ایکدم
انسان چھپکے موت سے جا کر کہین رہے

آیا وہ ماہ شب کو تو فرط سرور سے
بیخود ہوے ہم ایسے کہ گویا نہین رہے

اہل نظر کا مرغ نظر جل کے ہو کباب
دم بھر جو بے نقاب رخ آتشین رہے

ہر موے تن زبان ہو قاتل کے شکر مین
لب پر دہان زخم کے صد آفرین رہے

یاد آئیگی جو قاتل کی ملیحی رنگت — دہن زخم مرے شکل نمکدان ہونگے

لکھتے لکھتے نہ خط شوق و نہین ہوگا ختم — اک قلم صرف جو عالم کے نیستان ہونگے

گرد کی طرح نچھوڑینگے لپٹ کر دامن — خاکساری سے جو خاک در جانان ہونگے

ہم گدا توڑکے جب پا قناعت بیٹھے — ہاتھ اوٹھا کر نہ زر و مال کے خواہان ہونگے

پرنیان سمجھینگے صرف اپنے پھٹے کپڑون کو — سوکھے ٹکڑے بھی ہمین نعمت الوان ہونگے

اوسکی فرقت مین اگر سوکھکے ہونگے کانٹا — دامن یار سے ہم دست و گریبان ہونگے

ہم نہین چھوڑینگے ان کانٹون سے صحرا گردی — پانون مین چبھکے اگر سر سے نمایان ہونگے

نظر مہر سے ای مہر جو دیکھا تونے — ذرے کوچے کے ترے مہر درخشان ہونگے

ای جنون دشت نوردی نہ چھٹیگی ہم سے — سد رہ لاکھ اگر خار مغیلان ہونگے

جگر و دل کی کشاکش مین پڑینگے آکر — جا گزین سینہ مین قاتل کے جو پیکان ہونگے

آکے دیکھینگے اگر خانہ پر ہول مرا — ملک الموت بھی گھبرا کے گریزان ہونگے

آتش عشق سے ای غنچہ دہن بعد فنا — پھول مرجھا کے مری قبر کے کلیان ہونگے

ای بتو قصہ پر درد سنینگے جو مرا — جن کے پتھر کے کلیجے ہین وہ گریان ہونگے

جب نہ ہمدرد نہ غمخوار ملیگا مجھسا — درد و غم آکے لحد پر مری گریان ہونگے

۱۵۳

جب کہ الفاظ و معانی مین نہین حسن ادب
پھر سخن سے ترے کیا شاد سخندان ہونگے

۱۵

جو بام پر وہ مہ خوش جمال ہوتاہی — تو بدر شرم سے گھٹ کر ہلال ہوتاہی

گناہ سے جو ہمین انفعال ہوتاہی — تو آب شرم سے تر بال بال ہوتاہی

مئ غرور سے سرشار تھا جو کل افسوس — وہ آج کاسہ سر پایمال ہوتاہی

شب فراق مین اللہ رے میری تنہائی
نہین ہی سایہ بھی ہمراہ ہمدمی کے لیے

فلک سے ماہ بچھانے کو چاندنی لائے
وہ رشک ماہ جو دے حکم چاندنی کے لیے

بتون کی سخت کلامی بھی سخت پتھر ہی
ہمارے شیشۂ دل کی شکستگی کے لیے

سوال وصل جو اوس شوخ نے سنا تو کہا
تمہارے گھر نہین آتے تھے ہم اسی کے لیے

دیا ہی درد محبت جو تو نے ای خالق
تو دل بھی چاہیے پتھر کا آدمی کے لیے

ہمیشہ بیٹھتے ہین گلرخون کے غنچون مین
ہم اپنے غنچۂ دل کی شگفتگی کے لیے

وصال یار کے سامان اوس سے بڑھکر ہین
ہوے تھے ہند مین جو جشن جوبلی کے لیے

وہ زار ہون مجھے دیکھینگے تب مرے احباب
جو خرد بین لگائینگے لاغری کے لیے

شب فراق مین گھبراؤن کسطرح تنہا
خیال یار کا ہردم ہی دل لگی کے لیے

خوشی سے سینہ مین دل ہاتھ بھر کا ہو جائے
جو دل کا آئینہ لے لین وہ آرسی کے لیے

وہ زہرہ طلعت اگر نقد جان بھی دیکے لے
زیادہ نفع ہی اسمین بھی مشتری کے لیے

کیا رقیب سیہ رو کو اونے گھر مین مقیم
جگہ بہشت مین ٹھہرائی دوزخی کے لیے

جو موت آئے تو مین سمجھون عمر خضر ملی
وہ اور ہونگے جو مرتے ہین زندگی کے لیے

١٥٢ — ١٩

اونھین سے داد طلب ہون مشاعرہ مین ادیب
غزل کہی ہی صفیر مکرمی کے لیے

ہوکے برباد جو خاک در جانان ہونگے
سرمۂ چشم دل و دیدۂ انسان ہونگے

مستعد قتل کو جب خنجر مژگان ہونگے
لاکھون سسکینگے پڑے سیکڑون بیجان ہونگے

ہونگے آزاد اسیری دو عالم سے وہی
تیرے پھندے مین جو ای گیسوے پیچان ہونگے

عید قربان کی خوشی ہوگی ہمین مقتل مین
گلے ملنے کو اگر خنجر مژگان ہونگے

بس اتحاد محبت کا ہی کمال یہی
زباں حال سے کہتا ہی داغ عشق بتان
خدا کرے کہ سلامت رہے نہو برباد
دہن کے نقطۂ موہوم کا ثبوت نہین
نہین ہی دامین سر مو بھی فرق ہون گے ملول

مین تیری شکل نظر آؤن اور تو میری
بجاؤنگا کبھی ہو لاکھ شست وشو میری
برائے نام ہی تھوڑی سی آبرو میری
فلاسفہ سے ہی مدت سے گفتگو میری
جو سر گذشت سنینگے وہ مو بمو میری

۱۵۱

ادیب لطف زبان بھی ہو استعارہ بھی
غزل یہ جائیگی دلّی و لکھنؤ میری

۲۶

مناؤن خیر مین جنکی گھڑی گھڑی کے لیے
جو میکدے مین گئے چھپ کے میکشی کے لیے
رہا جو کرتے تھے آمادہ دشمنی کے لیے
جو کافی الفت دندان ہو جانکنی کے لیے
تمھارے آنے سے وہ آج آئی ہی صد شکر
جہان مین تلخ نہ کسطرح جان شیرین ہو
سفر عدم کا ہی تنہا مین دیکھیے کیا ہو
خیال دلمین ہمارے ہی تیغ قاتل کا
کہا یہ شمع سے پروانہ نے دم آخر
بجائے فرش بچھا مین ہم اپنی آنکھون کو
مئی دو آتشہ کی کیفیت ہوئی حاصل
کمال حسن یہ ای ماہ چند روزہ ہی

ستم ہی وہ رہین آمادہ دشمنی کے لیے
وہ رند ہون کہ قدم مینے شیخ جی کے لیے
زہے نصیب وہی آئے آشتی کے لیے
پھرین جہان مین کیون ہم کسی کی کہنی کے لیے
دعائین مانگتے رہتے تھے جس گھڑی کے لیے
مثال کوہکن آئے ہین جانکنی کے لیے
کھڑا ہی راہ مین ہر ایک رہزنی کے لیے
یہ شیشہ خوب ہی رہنے کو اس پری کے لیے
کہ خاک ہوتے ہین جل بجھکے ہم کسی کے لیے
وہ آئین گھر مین ہمارے جو دو گھڑی کے لیے
جو بوسۂ لب میگون شراب پی کے لیے
عبث غرور ہی دو دن کی چاندنی کے لیے

ایسا نحیف و زار ہوا ہون کہ دیکھیے
لیجائے اشک چشم بہا کر کہان مجھے

تب سیکشی سے سیر ہون مین نہ بادہ نوش
دے جب کلید میکدہ پیر مغان مجھے

ق

مین نے کہا جب اون سے یہ کرکے سوال وصل
ہان کہہ کے ایک دن تو کرو شادمان مجھے

بولے کہ جز نہین کے مین کسطرح ہان کہون
استاد نے پڑھائی نہو جبکہ ہان مجھے

١٥٠

بحر روان سے بڑھکے سمجھتا ہون مین ادیب
میرے خدا نے دی ہی وہ طبع روان مجھے

١٩

قبول کر یہ دعا ای کریم تو میری
کہ میری طرح ہوا اوس کو بھی آرزو میری

یہی ہی شوق شہادت مین آرزو میری
کہ زیر تیغ رہے ہر رگ گلو میری

در خوشاب یہ کہتا ہی کان مین اوسکے
بڑھی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو میری

ہوا ہی گیسوے پیچان یار کا سودا
اسی سبب سے ہی پیچیدہ گفتگو میری

جو باتین بزم مین کین بار زلف جانان کی
خموش شمع ہوئی سنکے گفتگو میری

جو جان جائے تو جائے نہین کچھ اس کا ڈر
مگر خدا کرے رہجائے آبرو میری

فلک ہی دشمن جان سر پر ای کریم بچا
زمین پاؤن تلے کی بھی ہی عدو میری

جو تم سے باتین کرون اپنے شوق سجدہ کی
کٹے حیات نہو ختم گفتگو میری

چلیگی اون سے کسی روز خوب ہی تلوار
جو غیر پھر کبھی کاٹین گے گفتگو میری

ہزار حیف وہ آئے تو دفن کرنے کو
بر آئی بھی تو بس مرگ آرزو میری

وہ ہر جگہ تو ہی لیکن کہین نہین ملتا
ہوئی تلاش مین گم آپ جستجو میری

وہ آئین دفن کو اس دم مین جان دیتا ہون
بڑھیگی دینے سے مٹی کے آبرو میری

نشان ڈھونڈھین گے اوس بے نشان کا تا حشر
نہ پاؤن توڑکے بیٹھیگی جستجو میری

تم جان سے بھی بڑھکے ہو ای جان جان مجھے
آتی نہین زیادہ چنین و چنان مجھے

رہتا ہی غم یہ ہر گھڑی ای جان جان بن مجھے
تمنے کبھی نہ آکے کیا شادمان مجھے

غم نے فراق کے یہ کیا ناتوان مجھے
تار نفس ہی ضعف سے بار گران مجھے

وہ ناتوان ہون بار ہی خواب گران مجھے
چھوکے جو نیند کے ہین وہ ہین آندھیان مجھے

یا رب تمہی مدد سے نہ پوچھے ذرا گزند
جسدم گراے توسن عمر روان مجھے

گلبرگ سی لبون پر اگر اپنے وہ ملین
مسی دکھاے آتش گل کا دھوان مجھے

مین عندلیب زار کہان یہ قفس کہان
لایا ہی آب و دانہ اوڑا کر یہان مجھے

پیکان ہین غنچے ہجر مین خنجر ہین برگ گل
پھولون کے ہار زخمون کی ہین بدھیان مجھے

میخوار یاد کرتے ہین کیا وقت میکشی
مانند شیشہ آتی ہین کیون ہچکیان مجھے

تاکید ضبط گریہ ہی سیداد و ظلم پر
ای شاہ حسن تم تو ہو چنگیز خان مجھے

ہی فصل گل یہ دست درازی کر ای جنون
داماں و جیب آئین نظر دھجیان مجھے

مرغ سحر کا شور قیامت ہی صبح وصل
آواز صور کی ہی صداے اذان مجھے

کسطرح اوٹھے مین بھی وہ نازک مزاج ہون
سنگ گران سے بڑھکے ہی ناز بتان مجھے

موے میان کے عشق نے کر کے نحیف و زار
مثل نظر نظر سے کیا ہی نہان مجھے

گھر قید خانے سے بھی ہی بڑھکر فراق مین
ہی موج بحر اشک روان بیڑیان مجھے

باریکی میان و دہن کے لکھے جو وصف
کہتے ہین شاعران جہان نکتہ دان مجھے

گلہاے داغ عشق کی طرفہ بہار ہی
گلچین کا ڈر ہی اور نہ خوف خزان مجھے

یوسف کی طرح گر کے نکلتا نہین کبھی
ملتا جو کاش اونکے ذقن کا کنوان مجھے

ضبط فغان سے جان کے جانے کا خوف ہی
ٹھنڈھا نکردے گرمی سوز نہان مجھے

دلمین حسرت ہی کہ تیری طرح پاؤن آبرو
یار کی حلقہ بگوشی ای گہر کیونکر ملے

کامیاب آئے گئے جب غیر ملنے کے لیے
عید کے تم چاند تھے روزای قمر کیونکر ملے

شب کو آیا دیکھنے داغ دل سوزان وہ ماہ
یا آلٰہی رات کو شمس و قمر کیونکر ملے

ہجر مین ای بت ترے صدمے اوٹھانے کے لیے
کیا کرون تدبیر پتھر کا جگر کیونکر ملے

صبح ہوتے ہی گیا گھر سے مرے وہ رشک ماہ
چاک کر ڈالون ابھی جیب سحر کیونکر ملے

لکھین گے اوس بت کے حسن پاک و دندان کی صفت
چاہیے بہر وضو آب گہر کیونکر ملے

ہو کے لاغر ہجر مین غائب نظر سے ہو گئے
جسم زار اپنا اجل کو عمر بھر کیونکر ملے

دل ہی طالب خنجر دست ملیحی رنگ کا
بے نمک کے لذت زخم جگر کیونکر ملے

آگئی یاد رخ و گیسوے جانان وقت صبح
آج دونون وقت ہنگام سحر کیونکر ملے

اوس مسیحا کا نہ جب ڈھونڈھے سے ملتا ہو پتا
نبض مجھ بیمار کی دو دوپہر کیونکر ملے

نخل طوبی کی نہ ٹھہری اصل جب ای حور وش
تیرے قد قامت کا جنت مین شجر کیونکر ملے

تیرے بیمار تب فرقت کو دق کرتی ہی رات
ای مسیحا فرص کافور سحر کیونکر ملے

جب نہو تار نظر سے اک سر مو اوسمین فرق
مو شگافون کو ترا موے کمر کیونکر ملے

گرد بادون کیطرح چکر مین ہین خانہ بدوش
دلمین دلبر کے ہمین رہنے کو گھر کیونکر ملے

یا آلٰہی خار مژگان کسطرح کھٹکین مدام
جس سے ہو دل کو خلش وہ نیشتر کیونکر ملے

ہون وہ بیمار شب فرقت کہ کہتے ہین طبیب
اس مریض ہجر کو دیکھین سحر کیونکر ملے

بے قناعت گوہر مقصد کبھی ملتا نہین
سیپ کو دیکھو تو دریا مین گہر کیونکر ملے

اوڑ رہی ہی خاک اس بحر غزل مین ای ادیب
یہ زمین خشک ہی مصرع تر کیونکر ملے

۱۳۰۴ ۲۴

نہ سمجھے خلعت شاہی کو کچھ مال
پھٹے کپڑون مین عمر اپنی بسر کی

۱۴۸

دل ویران مین وہ لائے ہین تشریف
زہے قسمت ادیب اوس کے آئے گھر گی

۳۴

تپ کا سونا خواب ہے دیدۂ تر کو نیند کیونکر ملے
جو کہ آنکھون کا ہی تارا وہ قمر کیونکر ملے

یک قلم جب نامہ و پیغام کی ہو راہ بند
دوستو اہل وطن کی پھر خبر کیونکر ملے

مثل خنجر سر نگون قاتل ہوئے ہین قتل سے
فرط بے جرمی سے نادم ہین نظر کیونکر ملے

یہ تو فرماؤ کہ الفت کس طرح کی غیر سے
داغ دینے کو ہمین تم سا ہی قمر کیونکر ملے

رو دیے سنگ بتان سنگدل بے اختیار
عاشقون کو نالہ ہائے بے اثر کیونکر ملے

پہلے ہی تدبیر کرنا تھی سرائے دہر مین
وقت پہ چلنے کے بھلا زاد سفر کیونکر ملے

اوس قمر عارض سے ہی فرق زمین و آسمان
ہم تلے کوٹھے کے ہین وہ بام پر کیونکر ملے

بخت خفتہ کو جگا مین ناصیہ سائی کرین
ای بتو ہم کو تمہارا سنگ در کیونکر ملے

وصل کی شب شام سے چلا کے بھور اسکے یا
ذبح کر ڈالون ابھی مرغ سحر کیونکر ملے

کس جگہ ڈھونڈھون کہان جاؤن پتا ملتا نہین
دل چرایا ہی مرا دزد نظر کیونکر ملے

نامہ اوس سیمین بدن کا کاغذ زر ہی مگر
ہاتھ مین خط ہی مزاج نامہ بر کیونکر ملے

آتش سودا سے جب جلکر ہوئے ہون دشت خاک
دھوپ مین پھر سایۂ شاخ شجر کیونکر ملے

دیدۂ دل مین لگائین اپنے مثل توتیا
یا الٰہی ہم کو اوسکی خاک در کیونکر ملے

خانہ بربادی ہو مجھ وحشی کی جب تقدیر مین
خانۂ زنجیر مین رہنے کو گھر کیونکر ملے

صبح آنے کا ہی وعدہ اوس مسیح وقت کا
ہم ہین بیمار ایک دو دم کے سحر کیونکر ملے

چھین کر قاتل سے پھیرین حلق پر یہ شوق ہی
یا الٰہی خنجر بیداد گر کیونکر ملے

شب ہجر اس طرح ہمنے بسر کی | ادھر کی لی کبھی کروٹ اودھر کی

نپوچھو خانہ بربادون سے گھر کی | جہان جا بیٹھے عزا ہی بسر کی

ابھی تک عمر غفلت مین بسر کی | ادیب اب چاہیے کچھ فکر اودھر کی

شب فرقت کی بیتابی نپوچھو | بدلکر کروٹین ہمنے سحر کی

خجل ہی گرمی خورشید محشر | حرارت دیکھنا داغ جگر کی

ہوا روشن کہ نکلا شب کو خورشید | رخ پر نور سے جب زلف سرکی

سرا دہر مین رہنا نہین ہی | عبث ہی غافلو تعمیر گھر کی

نہ جھپکائی پلک سون شب ہجر | مدام اختر شماری مین سحر کی

مسافر خانۂ دنیا مین آکر | کمر باندھے رہو ہر دم سفر کی

کوئی پھرتا نہین جا کر وہان سے | خبر کیونکر ملے ای دل اودھر کی

در دندان سے جو دعوا نکرتا | نہوتی آبرو موتی گہر کی

لب رنگین کی فرقت مین ہیرے | بہا مین ندیان خون جگر کی

دل ویران مین وہ لا ہین تشریف | نہ ہے قسمت ہمارا اوجڑا گھر کی

نہین جلتی بیان سوز دلمین | زبان شمع ہی گو ہاتھ بھر کی

دکھے یہ دل نہ آئے نیند تم کو | کہانی جو کہون درد جگر کی

وہ لاغر ہین کہ ہم ہو جائین پامال | اگر ٹھوکر لگے پاے نظر کی

نکیون پیری مین وصل نوجوان ہو | دعا مقبول ہوتی ہی سحر کی

نہ تم آئے نہ موت آئی شب ہجر | رگڑ کر ایڑیان ہمنے سحر کی

وہ قانع ہین نہ دیکھی نعمت غیر | ہمیشہ سوکھے ٹکڑون پر گزر کی

کوئے جانان سے جو آیا ہون تو مردم سیر گھر
آتے ہین قدمون کو آنکھون سے لگانے کے لیے

وائے قسمت کب اوٹھائی یار نے منھ سے نقاب
نزع مین جب لوگ آئے منھ پہ چھپانے کے لیے

روئے صافی سے ترے نادم ہی ای آئینہ رو
آینہ کیا روبرو ہو منھ دکھانے کے لیے

وائے بیدردی کہ فصل گل مین ہین عندلیب
توڑتے ہین غنچے گلچین دل دکھلانے کے لیے

وہ طلسم انسان ہی حق نے جسے پیدا کیا
جلوۂ خورشید ذرے مین دکھانے کے لیے

دیکھکر میرا دل پر داغ کہتا ہی وہ گل
خانہ باغ اچھا ہی میرے آنے جانے کے لیے

مٹھیان غنچون کی بند اچھی نہین گلزار مین
ای گلو زر ہی تو گلچھڑے اوڑانے کے لیے

چشم گریان سے بہایا ہم نے طوفان سرشک
ابر دریا بار کا رتبہ گھٹانے کے لیے

حیف اوس رزاق پر تکیہ نہو انسان کو
رزق دے کیڑے کو پتھر کے جو کھانے کے لیے

بخت برگشتہ ہمارا جب کبھی پھر جائیگا
ہم خفا ہون گے وہ آئینگے منانے کے لیے

قاتلو مقتل مین ہمکو کیون لگے اب بھوک پیاس
آب خنجر پینے کو ہی زخم کھانے کے لیے

دل دکھے ایسا کہ شب کو نیند اوڑ جائے تری
قصۂ پر درد جو بیٹھون سنانے کے لیے

آگے ہم اوس شمعرو کے جلکے سوز عشق سے
سوز کا واسوخت پڑھتے ہین جلانے کے لیے

غیب سے گھر بیٹھے پونہچاتا ہی رازق اوسکو رزق
آسیا آتا نہین پھرتا جو دانے کے لیے

ہمصفیرو ہین رہا ہونیکی سب خبرین غلط
آتے ہین صیاد بے پر کی اوڑانے کے لیے

دوستون مین سے لحد پر شمع گریان کے سوا
اک نہ آیا حیف دو آنسو بہانے کے لیے

۱۴۷

رزق بھی دیگا وہی پیدا کیا جسنے ادیب
التجا ہم کیون کرین منعم سے کھانے کے لیے

۲۲

لکھی جب سے صفت خیر البشر کی
چمک مطلع مین ہی نور قمر کی

غافلو ہی فکر بیجا گھر بنانے کے لیے
اس سرائے دہر مین آئے ہو جانے کے لیے

منعمو کیون جان دیتے ہو خزانے کے لیے
مال و زر ہی زیست مین کھانے اوڑانے کے لیے

ہم ہوا خواہون سے لاکھون عذر آنے کے لیے
تم مگر آندھی ہو گھر غیرون کے جانے کے لیے

بھیس مین پیر ہے جو موت آئی بلانے کے لیے
جان سے حاضر ہین ہم ای جان جانے کے لیے

ای جنون گھر دوڑتا ہی کاٹے کھانے کے لیے
کیون نہ کپڑے پھاڑین ہم صحرا کے جانے کے لیے

ہی سفر درپیش اودھر کا اک زمانے کے لیے
چلدیا کوئی کھڑا ہی کوئی جانے کے لیے

ہو گیا وہ ایک ہی دم مین حباب آسا فنا
بحر ہستی مین جو آیا سر اوٹھانے کے لیے

صورت نقش قدم بیٹھے ہین کوے یار مین
ہو کسی کا منہ تو آ جائے اوٹھانے کے لیے

ہو گیا تاریک نظرون مین مثال شب جہان
جب کہا صبح شب وصل اوسنے جانے کے لیے

تو ہی وہ خوش چشم جو کہدے تو تیری راہ مین
آنکھون سے آئین غزال آنکھین بچھانے کے لیے

پڑھتے ہین اشعار توصیف دُر دندان مین ہم
آبرو گوہر کی مٹی مین ملانے کے لیے

کوچہ قاتل کا کیا اللہ اکبر شوق ہی
سر کے بل جاتے ہین عاشق سر کٹانے کے لیے

تشنہ شوق شہادت ہون لبون پر جان ہی
آب خنجر حلق مین لاؤ چوآنے کے لیے

دن تو مشکل سے کٹا دیکھین کٹے کسطرح رات
پھر شب ہجر آئی ہی آفت اوٹھانے کے لیے

خواب مین شب کو قدم رنجہ کیا اوس ماہ نے
بخت خفتہ کو مرے آیا جگانے کے لیے

دیکھکر اون کو گل و بلبل مین رنجش ہو گئی
باغ مین آئے وہ تازہ گل کھلانے کے لیے

یاد مین زلف مسلسل کی ہر اک نالہ مرا
عرش کی زنجیر جاتا ہی ہلانے کے لیے

جب سے دیکھا ہی خط پشت لب جان بخش یار
خضر و عیسی پھر رہے ہین زہر کھانے کے لیے

سینے کو آب دم خنجر مری قسمت مین ہی
برچھیون کے پھل مقدر مین ہین کھانے کے لیے

بحر ہستی مین ہین انسان حباب لب جو
ایک دم کے لیے ٹھہر کیون نہ نہانے آئے

سن کے حال دل پر درد ہوئے وہ بیتاب
بال کھولے ہوئے وہ گھر سے بلانے آئے

بہ گیا گھل کے بدن ہجر مین سب آنکھون سے
خانۂ تن کو مرے اشک بہانے آئے

کیون نہ محفل سے پریزاد اوٹھین شرمندہ
جھنکیون مین وہ حسینون کو اوڑانے آئے

دفن کو آئے کبھی اور نہ لائے تشریف
ہائے وہ آئے تو مٹی مین ملانے آئے

وعدہ آنے کا کیا گھر مرے خوش چشمون نے
راہ مین اونکی ہم آنکھون کو بچھانے آئے

لوگون کو مجمع بحرین کا ہو جائے یقین
وہ یم حسن جو دریا مین نہلنے آئے

ای بتو سنگدلی چھوڑ دو ہے سخت گناہ
کیون دل نازک عشاق دکھانے آئے

پاس بیٹھا جو مین دم بھر تو ہوے رنجیدہ
خوش ہو غیرون سے جو وہ چھاونی چھانے آئے

صدمہ باتون سے نصیحت کی مجھے ہوتا ہے
ناصحو کیون مرے تم دل کو دکھانے آئے

نزع کے وقت کھلا پردے سے کب یار وہ رخ
منہ مرا جس گھڑی احباب یہ چھپانے آئے

مسکرانے لگے غنچے تو ہوے گل خندان
باغ مین تازہ شگوفہ وہ کھلانے آئے

شمع گریان کے سوا کون ہے ایسا دلسوز
سوز دل پر جو مرے اشک بہانے آئے

تو وہ گل ہے کہ نہ جائیگا جو گلستان کی طرف
باغ مین باد صبا خاک اوڑانے آئے

باغ فردوس کی وہ دید کے بھوکے ترسے
جو ہوا کوچۂ دلدار کی کھانے آئے

ای گل اندام اگر تو ہی نہو گلشن مین
پھر چمن مین کوئی کیا خاک اوڑانے آئے

کوچۂ یار مین بیٹھے ہین قدم توڑ کے ہم
جسکو دعوا ہو اوٹھانیکا اوٹھانے آئے

۱۴۶

دشمنی دل مین ہے ظاہر مین محبت ہے ادیب
جھوٹی قسمین جو مرے سر کی وہ کھانے آئے

۳۶

شب کو سونا نظر آتا ہی مجھے خواب و خیال
یاد جب رات کو وہ سیم بدن آتا ہی

سرو قد کرتے ہین تعظیم جوانان چمن
جب وہ گلرو پئی گلگشت چمن آتا ہی

بھول جاتے ہین ہمین قید قفس کے نالے
یاد جب خندۂ گلہاے چمن آتا ہی

کہے قاتل ہین یہ مشتاق شہادت ہی خلق
کہ ہر اک باندھے ہوے سر سے کفن آتا ہی

ہم دکھائین جو اثر جذبۂ دل کا اپنے
ابھی آغوش مین وہ عہد شکن آتا ہی

مین وہ وحشی ہون کہ آتے ہین جب ایام بہار
تنگ وحشت سے مری رخت بدن آتا ہی

نام کو تار کفن دست جنون سے نربا
قبر پر میری عبث دزد کفن آتا ہی

سن کے صیاد جگر تھام لے یہ درد اوٹھے
ہمکو وہ نالۂ مرغان چمن آتا ہی

شعرا ہیچمدان بنتے ہین ہو کر خاموش
چپکی لگ جاتی ہی جب ذکر دہن آتا ہی

غیب کے راز کا عقدہ نہین کھلتا ہرگز
فہم مین کسکے معماے دہن آتا ہی

ہم سمجھتے ہین رگ برگ گل تر اوسکو
زیر پا اپنے اگر خار وطن آتا ہی

واہ کیا تیری اسیری کا ہی شوق ای صیاد
دام مین اوڑ کے ہر اک مرغ چمن آتا ہی

بول اوٹھتا ہی ترے ہاتھ مین قلقل کہکر
شیشۂ محفل مین اگر بند دہن آتا ہی

شبنم انجام کو جب سوچتی ہی روتی ہی
باغ عالم مین جو گل خندہ دہن آتا ہی

۱۲۵

کیا چھری چلتی ہی غیرون کے کلیجے پہ ادیب
جب مرے قتل کو وہ تیر فگن آتا ہی

۲۱

بزم مین عارض روشن وہ دکھانے آئے
شمع کو آتش حسرت سے جلانے آئے

اپنی رخصت کا نہین حال سنانے آئے
ہان وہ روتے ہووں کو اور رلانے آئے

کبھی ایفا نکیا وصل کا وعدہ تم نے
آج پھر کل کی طرح باتین بنانے آئے

(۱۴۳) صدمہ سوز تب غم کا یہ اوٹھایا ہی ادیب
جان جانے کو سمجھتا ہون مین صحت اپنی (۱۴)

طویل ایسی زلف رسا ہو گئی — کہ عمر خضر سے سوا ہو گئی
چھپا کرتی ہی محتسب سے مدام — اگر دختِ رز پارسا ہو گئی
کہون حال صبح شب وصل کیا — قیامت گجر کی صدا ہو گئی
گئی جان دیکھا جب انداز یار — ادا اے امیر حق مین قضا ہو گئی
عیادت کو آیا وہ رشک مسیح — تب غم سے مجھکو شفا ہو گئی
نہین پاتے جز نام ہم کہین — زمانے مین عنقا وفا ہو گئی
مریض محبت اب اچھا ہوا — کہ بیمار سے لا دوا ہو گئی
سہارا جو ضعف پیری ہوا — مری آہ مجھکو عصا ہو گئی
مصیبت جدائی کی ایسی پڑی — مری روح دم مین ہوا ہو گئی
گرا دورا اور گرا جسم زار — یہ آندھی نفس کی ہوا ہو گئی
تری چین پیشانی اے مہ جبین — مجھے موج آب بقا ہو گئی
اجل کیون نہین آتی ہی ہجر مین — مگر غرق بحر فنا ہو گئی
کیا نظم شوق شہادت کے جب — زمین غزل کربلا ہو گئی
ذرا اے ستمگار دلمین تو سوچ — جفا تیری حد سے سوا ہو گئی

(۱۴۴) نہین کاٹے کٹتی ہی اے ادیب — شب ہجر کالی بلا ہو گئی (۱۷)

کیا خجالت مین ہر اک لعل یمن آتا ہی — وصف لب کا مرے لب پہ جو سخن آتا ہی
صید کو جب وہ مرا صید فگن آتا ہی — سر لیے ہاتھ مین ہر ایک ہرن آتا ہی

الامان نار جہنم کے بھی منہ سے نکلے
ہم دکھانے یہ اگر آئین حرارت اپنی

جانے پھر آپ کو ہر چیز سے بڑھکر ناچیز
سوچے انسان اگر دلمین حقیقت اپنی

غم غلط کرنے کو مل بیٹھتے ہین اہل سخن
سچ جو پوچھو تو غنیمت ہی یہ صحبت اپنی

آتش رشک سے خورشید قیامت جل جائے
داغ دل اپنے دکھائین جو حرارت اپنی

ضعف سے جان لبون پر بھی نہین آ سکتی
بڑھ گئی ہی تب غم مین نقاہت اپنی

کیا قیامت ہی کسی طرح نہین کٹتی ہی
بڑھ گئی حشر کے دن سے شب فرقت اپنی

تیری دیوار کا سایہ جو ہو پرتو افگن
ای شہ حسن ہما سمجھے سعادت اپنی

ایک تھا سایہ جو ہمدم نہین اوسکا بھی پتا
تیرہ و تار ہی ایسی شب فرقت اپنی

پیتے ہین ہم مئی جان بخش ہی زاہد محروم
اوسکی تقدیر بری اچھی ہی قسمت اپنی

روز آنکھون مین لگاتے ہین مثال سرمہ
خاک پا سے تری بڑھتی ہی بصارت اپنی

منتظر شام سے تیرے رہے ہم تا بسحر
آج آنکھو نمین کٹی ہی شب فرقت اپنی

ایک دم بیٹھ کے وہ ہو گئے جانے کو کھڑے
جب کہا مین نے یہ کیا بولے طبیعت اپنی

بعد میرے نہین جب کوئی بھی ملتا غمخوار
قبر پر آکے بہت روتی ہی حسرت اپنی

دیکھو اے میکشو ہشیار کہ میخانے سے
شیخ دستار نہ لیجائے سلامت اپنی

کچھ نہ شیخی چلی اوس بت کو کیا ہی سجدہ
شیخ جی سب کو دکھاتے تھے مشیخت اپنی

سن کے ہوتا ہی ملول اور رو دیتا ہی
جس سے کہتا ہون شب غم کی مصیبت اپنی

دیدۂ غور سے دیکھا تو یہ معلوم ہوا
فی الحقیقت نہین کچھ بھی ہی حقیقت اپنی

یہ لب بام سے اوس شوخ کے آتی ہی صدا
عرش اعظم سے بہت بڑھ گئی رفعت اپنی

سر جھکائے کھڑے مقتل مین ہین پیش قاتل
تیغ خم گشتہ ہی محراب عبادت اپنی

۱۴۲ — ۳۷

دلی امید بر آئی ہی شاید
ادیب آج آتے ہو خوش خوش اودہر سے

بخت خفتہ جگے بیدار ہو قسمت اپنی
خواب مین وہ جو دکھا دین ہمین صورت اپنی

صدمۂ ہجر مین ہی موت سی راحت اپنی
تلخ فرقت مین ہی جینے کی حلاوت اپنی

ایسے بیدرد پر آئی ہی طبیعت اپنی
ہی غنیمت جو بچے جان سلامت اپنی

بادہ خوار و نہین زمانے کے ہی عزت اپنی
خدمت پیر مغان سے ہوئی عظمت اپنی

رنج فرقت سے دگرگون ہوئی حالت اپنی
غم کی تصویر بنی ہجر مین صورت اپنی

سمجھین دوزخ کو ترے حکم سے باغ جنت
تو جو ذلت بھی ہمین دے تو ہی عزت اپنی

قتل عشاق ہی جس شوخ کے مذہب مین ثواب
اوس جفا کیش پر آئی ہی طبیعت اپنی

کسطرح دیکھیے ہوتا ہی مرا اوسکا نباہ
تند خو یار ہی نازک ہی طبیعت اپنی

کہکے اک بات بری کیون سنین ناخوش باتین
یہ مثل سچ ہی کہ ہاتھ اپنے ہی عزت اپنی

پانوٴن پھیلائے پڑے چین سے ہم سوتے ہین
خانۂ عیش سے کچھ کم نہین تربت اپنی

ملتے ہین ہم کف افسوس پئی نقد شباب
وائے تقدیر کہ گم ہو گئی دولت اپنی

اثر جذبۂ الفت کو ہم اوسدم مانین
یار کے دلمین کرے گھر جو محبت اپنی

جائیے دیکھ لیا ہی یہ دکھانیکی فقط
آپ رہنے دین بس اب مہر و عنایت اپنی

آتش عشق نے جسدن سے سراپا پھونکا
شمع کی طرح ہوئی رونیکی عادت اپنی

صدمۂ سوز تب غم جو اوٹھاتا ہی کبھی
جان جانے کو سمجھتا ہی وہ صحت اپنی

ای طبیبو ہی مرض مجھکو تب فرقت کا
ہو گی عناب لب یار سے صحت اپنی

روز آتا ہی عیادت کو مرے گھر وہ مسیح
عمر بھر مجھکو نہین چاہیے صحت اپنی

نہوگا عشق مژگان ترک پھر بھی — اگر تیرون کا ہم پر مینھ برسے

جہان بیٹھے وہین مسکن ہی اپنا — کہ ہین خانہ بدوش آزاد گھر سے

کرون تیرا کہان تک شکر یارب — دیا ہی مجھکو سب کچھ اپنے در سے

مثال نقش پا بیٹھے ہین جم کر — کہان اب جائین اوٹھکر تیرے در سے

خوشا قسمت زہے تقدیر اوسکی — کبھی جو سر نہ سرکے اوسکے در سے

تعجب کیا ہی قصر چرخ جلجائے — ہماری آہ سوزان کے شرر سے

نہ صندل ہی نہ گھسنے کا بکھیڑا — گیا سر چھپٹ گئے ہم درد سر سے

ہوا غصہ بہت وہ رشک خورشید — جب اوسکے رخ کو دی نسبت قمر سے

جو ہین زیور مین اونکے چاند سورج — چمک مین بڑھگئے شمس و قمر سے

قیامت ہی عدو کو اوسکا ہو وصل — مرا دل دیکھنے کو بھی جسکے ترسے

پری نے طرز اور آہو نے شوخی — اوڑائی تیری چشم فتنہ گر سے

جب آئی فصل گل دست جنون سے — گریبان پھاڑ ڈالا ہم نے جبر سے

بچھائین راہ مین ہم جسکی آنکھین — وہی دیکھے ہے ہمین ٹیڑھی نظر سے

شب وعدہ کٹی ہی جاگنے مین — پلک جھپکی نہین ہی رات بھر سے

کہان جاتا ہی تو او ناوک یار — اوتر آ خانۂ دل مین جگر سے

کڑی منزل بہت ہی دیکھین کیا ہو — نہین کچھ پاس ہی زاد سفر سے

ہر اک کے رشتۂ الفت کو اب توڑ — ادھر سے قطع کر دے جوڑ اودھر سے

ق

شب فرقت کی بیتابی کہون کیا — یہی ہی حال اپنا رات بھر سے

کبھی یہ پہلو اوس پہلو سے بدلا — کبھی تکیہ ادھر رکھا ادھر سے

محبت ہو گئی ہی قامت موزون کی جسبدن سے
دم گلگشت سولی مجھکو سرو بوستانی ہی

چورا کر ہاتھ سے چھلا چورایا نقد جان میرا
ترا دزد حنا کیا دزد شمع زندگانی ہی

نہ موت آتی ہی فرقت مین نہ وہ بیرحم آتا ہی
نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین ادھر مین زندگانی ہی

لبون پر دم ہی اوٹھ سکتے نہین صدمے جدائی کے
اجل آئے جو دم بھر کو نہایت مہربانی ہی

مرے زخم بدن سب خندہ زن رہتے ہین ای قاتل
تری تلوار کا رومال جب سے زعفرانی ہی
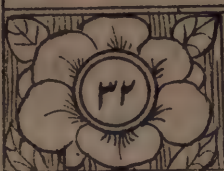
۱۴۱

فسانہ ای ادیب اپنا نہو گا ختم اک شب مین
مرا قصہ نہین ہی الف لیلہ کی کہانی ہی

۳۲

بہے اشک ایسے اپنی چشم تر سے
ہوا آب سرشک اونچا کمر سے
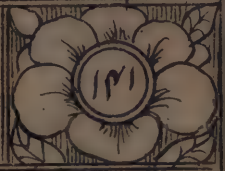
جو کچھ الفت ہی تو اوس سیمبر سے
مجھے نفرت ہی [illegible] سے

ہوے یہ زار ہم عشق کمر سے
نظر کی طرح غائب ہین نظر سے

سراپا سوزش دل نے جلایا
لگی ہی آگ یہ اپنے ہی گھر سے

خط شوق اسقدر لکھ لکھکے بھیجے
مشابہ گھر ہی اونکا ڈاک گھر سے

خدا جانے سفر در پیش کب ہو
بندھا توشہ رہے ہر دم کمر سے

مگر ملک عدم کے پار نکلی
ہوئی زلف رسا نیچی کمر سے

کہین سمجھے سب کہ ہی خورشید محشر
ہٹا پھاہا اگر داغ جگر سے

نہ آیا وصل کی شب بھی ہمین چین
دھڑکتا دل رہا خوف سحر سے

بجا گھڑیال جب صبح شب وصل
لگی اک چوٹ سی دل پر گجر سے

وہ میکش ہون دعا دل سے جو مانگون
ابھی میخانہ پر ابر آکے برسے

نہین کونین مین اوسکا ٹھکانا
گرا ای یار جو تیری نظر سے

خموشی مین اوسے لطف بہار زندگانی ہی ۔۔۔ برنگ غنچہ جس منہ مین زبان بیزبانی ہی

فراق یار مین اسطرح زور ناتوانی ہی ۔۔۔ کہ جان زار کا لب پر بھی آنا سرگرانی ہی

بلاشک مسکن شادی وغم یہ دار فانی ہی ۔۔۔ کہین غل شادمانی کا کسی گھر نوحہ خوانی ہی

یہ کیا ای مشفق من یک قلم نامہربانی ہی ۔۔۔ نہ کوئی خط نہ قاصد ہی نہ پیغام زبانی ہی

ضعیف و زار ایسا ہون کہ مرجانا بھی ہی مشکل ۔۔۔ لبون پر جان آسکتی نہین یہ ناتوانی ہی

لب رنگین کی الفت مین لہو روتا ہون روز و شب ۔۔۔ بجائے آب اشک آنکھون سے اپنی خونفشانی ہی

شراب روح پرور سے ترے جیتے ہین ای ساقی ۔۔۔ مئی جان بخش ہم مستون کو آب زندگانی ہی

دکھے سنگین دلون کا دل سنین بر درد اگر قصہ ۔۔۔ ابھی آنکھون سے نیند اوڑ جائے وہ اپنی کہانی ہی

وسی دن سے بھری ہی چشم سب احباب کی ہنسے ۔۔۔ تری جس روز سے ای جان جان نامہربانی ہی

ثبات اک دم نہین ہی اپنی نظرون مین کسی شی کو ۔۔۔ فلک کو ہم سمجھتے ہین حباب بحر فانی ہی

وہ بلبل ہون کہ قابل رحم کے ہی حال زار اپنا ۔۔۔ کٹے ہین پر قفس مین ہون نہ دانہ ہی نہ پانی ہی

لکھا کرتا ہون اثبات دہان تنگ کے مضمون ۔۔۔ وہ شاعر ہون کہ مجھپر ختم گویا غیب دانی ہی

نہ کھانا بھولکر بھی ای ہما تو استخوان میرے ۔۔۔ سگان کوے جانان کی مرے گھر میہمانی ہی

شباب ای پیر گردون کس قیامت کا ترا ہوگا ۔۔۔ بڑھاپے مین تو تجھمین اسقدر زور جوانی ہی

تعجب ہی کہ جیتے ہین نفس کی آمد و شد سے ۔۔۔ ہوا کے جھوکون سے روشن چراغ زندگانی ہی

پڑے ہین آبلے چلنے سے جلتی پاؤن ہین اپنے ۔۔۔ زمین کوے جانان کی تہ ہمنے خاک چھانی ہی

اوٹھانا صدمہ ہجران وبال جان ہی جینے مین ۔۔۔ فراق یار مین مرنا حیات جاودانی ہی

ترے کوچے مین بیٹھے ہین مثال نقش پا جم کر ۔۔۔ نہ جائینگے کہین اوٹھکر یہی اب دلمین ٹھانی ہی

بلاشک جان دیتا ہی وہ ہوتا ہی جسے سودا ۔۔۔ تری زلف سیہ ہی یا بلاے ناگہانی ہی

آج اگر شب کو نہوگا وعدہ ایفا ای قمر / تکتے تکتے سوئے در ہم کو سحر ہوجائیگی

بھیک کی روٹی اگر تم دوگے اپنے ہاتھ سے / مجھ گدا کو قرص خورشید سحر ہوجائیگی

جسکو منظور نظر ہوگی تری چشم الف / روتے روتے عمر سب اوسکی بسر ہوجائیگی

سینہ پر دست حنابستہ اگر رکھدوگے تم / سرد اپنی آتش داغ جگر ہوجائیگی

نشہ مین میخانہ سے باہر نہ نکلا جائیگا / موج مے مجھ مست کو زنجیر در ہوجائیگی

تم اگر کھولوگے جوڑا وصل کی شب میرے گھر / بوے عنبر سارے مین پچھلے پہر ہوجائیگی

عشق کی منزل مین اوٹھنا بیٹھکر ہوگا محال / ضعف سے بار گران گرد سفر ہوجائیگی

دل مین چھپکر دیگی رہ رہکر رگ جان کو خلش / نوک مژگان مجھکو نوک نیشتر ہوجائیگی

حال رونے کا غزل مین جب کرونگا مین رقم / خشک اگر ہوگی زمین شعر تر ہوجائیگی

جان کے جانے کا پھر قطعًا نہوگا مجھکو خوف / خنجر مژگان سے جب قطع نظر ہوجائیگی

کر کے زخمی تو جو ای قاتل چھڑک دیگا نمک / المضاعف لذت درد جگر ہوجائیگی

بخت بھی برگشتہ ہوگا اوس سے پھر جائیگی خلق / جس کسی سے آپکی ٹیڑھی نظر ہوجائیگی

سب مین سہرا سربلندی کا بندھیگا میرے سر / جب کبھی مجھسے مہم عشق سر ہوجائیگی

تیری پامالی سے اپنی سربلندی جانکر / چاندنی فرش آکے ای رشک قمر ہوجائیگی

وصل کا ہونا ہی کیا مشکل اگر تو چاہیگا / جو نہ ہونی ہوگی وہ بھی ای قمر ہوجائیگی

جب نظر سے ہوکے غائب دل چرالیگی مرا / دختر رز مجھ رند کو دزد نظر ہوجائیگی

۱۴۰

داد ملجائیگی گویا سب غزل کی ای ادیب / اہل جوہر کو پسند اک بیت اگر ہوجائیگی

۲۶

چمن ہی ابر ہی مے ہی بغل مین یار جانی ہی / دلی امید حاصل ہی خدا کی مہربانی ہی

دونون رخسارونمین حائل زلف اگر ہو جائیگی
صاف ظاہر صورت شق القمر ہو جائیگی

ذرۂ ناچیز ہون ہو جاؤنگا مہر اے قمر
مہربانی آپکی مجھپر اگر ہو جائیگی

خاک پا اوس گل کی گلگونہ بنائینگے اگر
رونق رخسارۂ شمس و قمر ہو جائیگی

جب دُرِ دندان دکھائینگے تمہارے آب و تاب
خلق مین طغیانی آب گہر ہو جائیگی

ہے اندھیرا خلق مین جب سے ہی منہ پر موے سر
زلف شبگون رخ سے ہٹتے ہی سحر ہو جائیگی

اونگلیان کانونمین دینگے الامان کہکر ملک
دھوم میرے نالونکی یہ عرش پر ہو جائیگی

وصل کی شب حشر کردیگی موذن کی اذان
شور صور آواز مرغان سحر ہو جائیگی

صورت آئینہ قانع ہونگے جو ہین صاف دل
آب و نان خشک سے اونکی گزر ہو جائیگی

ہونگے نالون سے تہ و بالا زمین و آسمان
دیکھ لینا خلق سب زیر و زبر ہو جائیگی

تو اگر آجائیگا پیش دُرِ دندان یار
آبرو مٹی تری سب اے گہر ہو جائیگی

گھس کے صندل کا لگانا بھی گران ہوگا مجھے
دردسر گویا دوا ے دردسر ہو جائیگی

مجھکو سب شاعر کہینگے موشگاف نکتہ بین
جب میان شعر توصیف کمر ہو جائیگی

جوش پر آجائیگا جسوقت بحر حسن یار
ناف اوس دریاے خوبی کی بھنور ہو جائیگی

کم نصیبی سے شب وصل ایسی ہوگی مختصر
زلف سے جب رخ کو دیکھینگے سحر ہو جائیگی

آج بھی شب کو نہ آؤگے جو اے رشک قمر
ہمکو تارے گنتے گنتے پھر سحر ہو جائیگی

لاغری و ناتوانی میری کھلجائیگی صاف
جب کہ فکر بندش موے کمر ہو جائیگی

پا برہنہ سر کھلے مین رکھتے ہین سوداے زلف
زندگی اپنی اسی صورت بسر ہو جائیگی

قائل جامہ دری تب ہونگے اے دست جنون
جیب سے دور آستین جب کو بسر ہو جائیگی

روز نوروز اور شب ہوگی شب قدر اے قمر
عید آجانے سے تیرے میرے گھر ہو جائیگی

ای شاہ حسن جب سے ترے در کا ہون گدا
بڑھکر ہی تخت شاہ سے بھی بوریا مجھے

یا رب اوداس سینہ مین رہتا ہی دل بہت
ملجائے دل لگی کو کوئی دلربا مجھے

جو چیز جس کو چاہیے وہ اوسکو دی گئی
تم کو جفا ازل سے ملی ہی وفا مجھے

مین ہون وہ ناتوان کہ آنے لگی جو نیند
جھونکا ہوا کا نیند کا جھونکا ہوا مجھے

صیاد کے ستم کی کوئی انتہا بھی ہی
پر کاٹ کر قفس سے کیا ہی رہا مجھے

اندیشہ دزد کا ہی نہ کچھ خوف کہنگی
کیا ہی برہنگی کی ملی ہی قبا مجھے

منجدھار مین ہون اور نہ یار و نہ غمگسار
کچھ غم نہین خدا ہی مرا ناخدا مجھے

مشتاق دید صورت موسی کھڑا ہون مین
ای بت دکھائے جلوہ برائے خدا مجھے

مین اور تیری بزم مین دیکھون رقیب کو
وہ دن تو آنکھون سے ندکھائے خدا مجھے

شاید کہ میرے دل کے چرانے کی گھات ہی
چوری سے دیکھتا ہی وہ دزد حنا مجھے

گویا کہ بوسہ ملنے سے عمر ابد ملی
لب یار کے ہین چشمۂ آب بقا مجھے

بیٹھا ہون جب کہ سایۂ دیوار یار مین
درکار پھر ہو کس لیے ظل ہما مجھے

مثل حنا جہان مین ہوتا مین سرخرو
ملتے جو چومنے کو ترے دست و پا مجھے

ہر دم زبان حال سے کہتا ہی یہ حباب
بحر فنا مین ہی کوئی دم کو بقا مجھے

۱۳۹ لکھی جو ای ادیب غزل وصف یار مین
بزم سخن مین کہتے ہین سب مرحبا مجھے ۳۹

اونکے ابرو کو ذرا جنبش اگر ہوجائیگی
دیکھنا دنیا ادھر کی پھر ادھر ہوجائیگی

رونے پر آمادہ جبدم چشم تر ہوجائیگی
سیل آب اشک بڑھکر تا کمر ہوجائیگی

کوتہی بخت سے یہ مختصر ہوجائیگی
وصل کی شب خال شگون ای قمر ہوجائیگی

بیٹھے ہین پاس چین ہی دھڑکا مگر یہ ہی — وہ اوٹھکے مثل درد مرا دل دکھائینگے

١٣٨ — ٣١

وعدے کے وقت بڑھکے قیامت سے ہی ادیب
اوپر کے دل سے یار کا کہنا کہ آئینگے

عشق دہان تنگ نے یہ گم کیا مجھے — ملتا نہین تلاش سے اپنا پتا مجھے
جسدن فراق تجھسے ہوا ای دلربا مجھے — اوس روز کو تو زندہ نرکھے خدا مجھے
مین ہون مریض عشق قضا ہی شفا مجھے — بڑھکر نہین ہی زہر سے کوئی دوا مجھے
ای سیمتن نہ وصل سے ہو کیون غنا مجھے — ہی جب کہ تیری خاک قدم کیمیا مجھے
بھٹکا جہان مین نہ کہین بھی پتا چلا — تھی جسکی جستجو وہی دلمین ملا مجھے
تقدیر آزمانے کو جاتا ہون بزم مین — دیکھون وہان غیر کو دیتے ہین یا مجھے
سب پر کرم ہی ظلم فقط میرے ساتھ ہی — بڑھکر ہی رحم سے بھی تمھاری جفا مجھے
شرمندہ ہون کہ زندہ رہا کیون فراق مین — آتی ہی منھ دکھانے سے اپنے حیا مجھے
مین جانتا کہ زندۂ جاوید ہو گیا — ملتا جو بوسۂ لب معجز نما مجھے
گم ہو گئے چور اکے بدن وہ حجاب سے — بھاتی نہین وصال مین ایسی حیا مجھے
تا صبح شام سے مری رہتی ہی یہ دعا — فرقت کی شب کا منھ نہ دکھائے خدا مجھے
دل نعمتون سے سارے زمانے کے بھر گیا — غم کھانے مین ملا ہی کچھ ایسا مزا مجھے
آتا ہی روز دیکھنے وہ غیرت مسیح — بیمار مین رہون نہو یارب شفا مجھے
موے میان ہی میرے لیے اک وبال جان — زلف سیاہ یار ہی کالی بلا مجھے
ای شاہ حسن مرتبہ شاہی کا مل گیا — کہتے ہین جب سے سب ترے در کا گدا مجھے
پانؤن تک اوس نگار کے ہو جاتی دسترس — کیون تو نے ای خدا نہ بنایا حنا مجھے

پھولون کے گل یہ تیری محبت مین کھائینگے
گلدستہ اپنے ہاتھ کو ای گل بنائینگے

ہنگام شب جو خواب مین تشریف لائینگے
وہ آکے بخت خفتہ ہمارا جگائینگے

ای دل کسی کے جب برے ایام آئینگے
جو خضر راہ ہین وہی رستہ بتائینگے

جسدم دکھائینگے در دندان کی آب و تاب
مٹی مین آبرو وہ گہر کی ملائینگے

وہ حال زار ہی کہ سنینگے جو سنگدل
آنکھون مین اونکے اشک ابھی ڈبڈبائینگے

دست جنون سے ایسی اوڑائینگے دھجیان
اک کوس دور جیب کے دامن سے پائینگے

سیلاب اشک ہجر مین اپنا اگر بڑھا
رتبہ گھٹا کا دیدۂ گریان گھٹائینگے

وہ رند بادہ کش ہین جب اوٹھینگے اپنے ہاتھ
میخانہ پر دعا سے مری ابر چھائینگے

جور و ستم مین دور سمجھتا ہی آپ کو
اک دن ہم آسمان کو نیچا دکھائینگے

افسوس پان دیتے ہین جو آج پیار سے
کل قتل کا مرے وہی بیڑا اوٹھائینگے

دھڑکے سے صبح کے نہ ہمین نیند آئیگی
مرغ سحر جو وصل کی شب غل مچائینگے

سیراب تشنہ کام نہونگے کسی طرح
جب آب تیغ زخم ہمارے چرائینگے

دل پک گیا ہی عشق کے صدمون سے اسقدر
تا زیست اب کسی سے نہ ہم دل لگائینگے

مانند نقش پا نہ اوٹھینگے کسی طرح
نظرون سے اپنی آپ جو ہم کو گرائینگے

جور و ستم نہ کیجیے جانے بھی دیجیے
کیون آپ ہم ستائے ہوون کو ستائینگے

روتون کو سوز غم سے نہ اپنے جلائیے
پانی مین آپ آگ بھلا کیون لگائینگے

نالے کرینگے شور و غل ایسا فراق مین
خواب عدم کے سوتے ہوون کو جگائینگے

روئینگے جب کہ قامت بالا کی یاد مین
نالے ہمارے عالم بالا کو جائینگے

سیراب کب کرینگے وہ مجھ تشنہ کام کو
یا رب مری لگی کو وہ کسدن بجھائینگے

دل بیتاب یہ تڑپا لحد مین — کہ باہر آ گئے مردے زمین سے
پری کی جامہ دری دست جنون نے — جدا دامن ہہر کو ہون آستین سے
نوالہ موتیون کا دے اگر غیر — نہین خوب اپنی وہ نان جوین سے
ادائے جور و طرز دلستانی — قضا سیکھی تری چین جبین سے
سنین حورین جو وصف کوے جانان — نکل بھاگین ابھی خلد برین سے
وہ آنکھین ہین کہ دھوکا دیکے کاجل — چرالین دیدۂ آہو پے چین سے
خداوندا وہ آنکھین کر عنایت — کہ دیکھین یار کو نیٹھے یہین سے
عذاب اونکی گلی ہین گو ہین لاکھون — مگر تسکین دل بھی ہے وہین سے
وہ ایسے خوش ہین سیر دلکو لیکر — پڑا پایا ہے گویا کچھ کہین سے
برائی سے کیا کرتا ہے آگاہ — مجھے الفت نہو کیون عیب بین سے
کیے وہ سجدے سنگ آستان پر — کہ پتھر گھس گیا میری جبین سے
عجب کیا ہے جو قصر چرخ جلجاے — ہمارے سوز آہ آتشین سے
پری نے طرز جادو سامری نے — اوڑایا تیری چشم سرگین سے
یہ رگڑین ایڑیان فرقت مین ہمنے — کہ پانی تک نکل آیا زمین سے

۱۳۷

ادیب آئی ہے پیری میکشی چھوڑ
تعلق کر کے کچھ تقوی و دین سے

۲۴

نالے جو زور پر مری فرقت مین آگئے — بارہ دری بروج فلک کی گرا گئے
ای بت بلا طلب نہ ترے پاس آئین گے — ہم تو نہ بے بلائے خدا کے بھی جائین گے
ای یار خاک پا جو تری دیکھ پائین گے — مانند سرمہ آنکھون مین اپنی لگائین گے

دیکھا جب اونکو نامہ برون سے بھی ہی حجاب
پاس اونکے لیکے آپ ہم اپنی خبر گئے

افسردہ خاطری سے نہ ہم ٹھہرے دہر مین
مانند برق آئے مثال شرر گئے

ای بحر حسن حسن پر اتنا نہ کر غرور
دریا تو ایسے سیکڑون چڑھکر اوتر گئے

قاتل کے ہاتھ سے ہمین اللہ رے شوق قتل
مقتل کو اپنے سر سے کفن باندھ کر گئے

گریان مثال شبنم و خندان برنگ گل
باغ جہان مین ہم ادھر آئے ادھر گئے

اللہ رے ظرف کوزے مین دریا سما گیا
کونین کے غم آگئے مرے دل مین بھر گئے

اک سادگی مین اونکی ہزارون بناؤ ہین
لاکھون کے گھر بگڑ گئے جب وہ سنور گئے

۱۳۶ — ۲۵

اون شاعرون کا شکر بجالا تو ای ادیب
بزم سخن مین جو کہ تری طرح کر گئے

نگاہ شوق کی ہم دور بین سے
کیا کرتے ہین دید اونکی یہین سے

فروزان کیون نہو افشان جبین سے
چمک ذرون مین ہی مہر مبین سے

نکی جسنے محبت اوس حسین سے
اوسے سمجھو گیا دنیا و دین سے

ملائی ہانہین ہان جب ہنسے برسون
تب اوس بیرحم نے کی ہان نہین سے

لب شیرین سے کرتے بیٹھے کنارا
مزہ پاکر لب نان جوین سے

جو پونچھا آب اشک آتش افشان
تو دھوئے ہاتھ ہمنے آستین سے

دوبارہ پڑھ نماز ایسی کہ مٹ جائے
نشان سجدہ ای زاہد جبین سے

جو دشمن ہو تو اوسکو بھی بچانا
خدایا یار کی چین جبین سے

تمھاری تیغ باتین بھی ہین میٹھی
لب شیرین کیا ہین شیرین انگبین سے

یہ خوش ہین وصل سے اوس سیمتن کے
خزانہ مل گیا گویا کہین سے

ممکن نہین تحمل بار اس قدر کرے
گیسوے مشکبیز کمر پر اگر گرے

کیونکر نہ ہم کہین کہ ہو جھوٹو انکے بادشاہ
تم وعدہ کرکے ای شہ خوبی مکر گئے

بحر جہان مین ایک ہی دم کا رہا قیام
مثل حباب ہم ادھر آئے اودھر گئے

آسان ہو گئی اونھین ملک عدم کی راہ
ہمراہ اپنے لیکے جو زاد سفر گئے

اک خانہ باغ خانۂ مرقد اونھین ہوا
جو لیکے قبر مین گل داغ جگر گئے

جانے سے اہل بزم کو ہو جائیگا جنون
تم گھر گئے تو دیکھو گے لاکھون کے گھر گئے

رسوا ہو جہان مین بدنام خلق مین
جھنڈے چڑھے وہ جو ترے دل سے اتر گئے

۱۳۵ — ۱۸

اک اور بھی غزل ہُئی ھو اس طرح مین ادیب
سننے سے اہل بزم کے گو کان بھر گئے

وہ صدمے ہجر یار کے ہم پر گزر گئے
زندہ ہین اور جان رہے ہین کہ مر گئے

مشہور نام چاہنے والون مین کر گئے
ہم گر کے اونکے چاہ زنخدان مین مر گئے

پائے نگاہ یار کے صدمے سے گر پڑے
ہم ناتوان جب کبھی پیش نظر گئے

جانباز ہم سے بڑھکے نہوگا جہان مین
تیغ نظر کے سامنے سینہ سپر گئے

دیکھی جو یار کے دُر دندان کی آب و تاب
شرمندہ ہو کے بطن صدف مین گہر گئے

یارب کہان تلاش کرون جاؤن کس طرف
ہردم تھے جو کہ پاس وہ ہمدم کدھر گئے

مثل حباب آئے تھے دم بھر کو ہم ابھی
مانند موج بحر جہان سے گزر گئے

چوٹی کے بال ہونگے نزاکت سے اک وبال
موے میان پر اونکے اگر بال بھر گئے

صحن چمن مین جاکے جو بیٹھا وہ رشک گل
مٹھی مین غنچے لیکے نچھاور کو زر گئے

گہر بھی پھٹے جگر بھی چھدے بہر آبرو
کانون سے اونکے کانین لیکن گہر گئے

صدمے مہا عشق سے دل ہک گیا ہی اسقدر
منھ کو آتا ہی کلیجا عاشقی کے نام سے

کیا مریض اچھا ہو یارب اوس لب جان بخش کا
خود مسیحا جسکے ہون بیمار بے آرام سے

ہر گھڑی ہر دم ہو جب فکر سفر ہر ایک کو
کیا سرا ے دہر مین کوئی رہے آرام سے

صندلی رنگشا ایک بھی لبریز ہو جب بزم مین
کیون نہو دوران سر رندون کو دور جام سے

دیدۂ مخمور ساقی کے تصور مین مدام
رات دن آنکھین لڑی رہتی ہین چشم جام سے

عہد پیری کی عبادت چاہیے وقت شباب
صبح کے چلنے کا کر سامان اے دل شام سے

۱۳۴

اک زمانہ کو ہی سودا زلف جانان کا ادیب
مومن و کافر کو ہی الفت دلی اس لام سے

۱۹

زندون مین ای خضر وہ بڑا نام کر گئے
مرنے سے پہلے جو کہ محبت مین مر گئے

مین کیا کہون کہان سے سر تیر نظر گئے
سینے کو توڑ کر مرے دلمین اوتر گئے

جو لوگ عشق عارض گلگون مین مر گئے
جنت کو باغ دہر سے وے بے خطر گئے

بوسہ جو مل گیا لب جان بخش کا ہمین
اغیار فرط رشک سے بے موت مر گئے

منظور جب ہوا کہ نہ دیکھین اونھین رقیب
ہم خاک ہو کے دیدۂ اعدا مین بھر گئے

لکھی صفت غزل مین جو دندان یار کی
گویا زمین شعر مین موتی بکھر گئے

باد خزان کے ظلم سے کھلتا نہین یہ حیف
رونق یہ جن سے تھی چمن مین وہ گل کدھر گئے

صندل کو گھسکے سر مین لگانا ہی درد سر
جب سر گیا تو جان لو سب درد سر گئے

گویا اونھون نے پائی ہمیشہ کی زندگی
تیرے لبون کے عشق مین جو لوگ مر گئے

جب سمجھے گوش یار سے ہی اپنی آبرو
کانون مین بھر حلقہ بگوشی گہر گئے

کچھ غم نہین ہی قتل کا لیکن یہ رنج ہی
قاتل کے میرے خون مین کیون ہاتھ بھر گئے

دوان ہون سوے مقتل سر بکف مین قتل ہونے کو
مجھے اللہ اکبر کس قدر شوق شہادت ہی

بنایا آدم خاکی کا پیکر جب کہ خالق نے
فرشتون نے کہا کیا دلربا مٹی کی مورت ہی

نوالہ موتیون کا بھی نہ کھائے غیر کا انسان
جو اپنے سوکھے ٹکڑے ہون تو سمجھے اونکو نعمت ہی

سنون کا بوجھ سرمہ ہی دھڑی کا بوجھ ہی مستی
ذرا دیکھو تو چشم و لب مین اونکے کیا نزاکت ہی

۱۴۳ ادیب ۲۰

آتا ہی رونا یاد مین یاران رفتہ کی
نہ جوہر مین نہ نادر ہین نہ اب وہ انکی صحبت ہی

وصل مین چلائے تھے مرغ سحر کل شام سے
ہجر کی شب سو رہے ہین آج سب آرام سے

ہو سخن آرا وہ اوس غنچہ دہن کے نام سے
جو زبان ای شاعرو جاتی رہی ہو کام سے

وصل کی شب اپنی پھر کیونکر کٹے آرام سے
بھور چلا کر کرے مرغ سحر جب شام سے

بزم مین ہر اک چھکا ہی بادۂ گلفام سے
خاص ہم محروم ہین ساقی کے فیض عام سے

گردشین رہتی ہین ایسی گردش ایام سے
خواب مین بھی ہمکو نیند آتی نہین آرام سے

فکر دنیا ایک کو ہی دوسرے کو فکر حشر
ایک کی کٹتی نہین اس دہر مین آرام سے

حسب وعدہ خوب آئے شب کو تم ای رشک ماہ
صبح تک اختر شماری ہتنے کی کل شام سے

لذت می کی اگر مجھ رند سے سنلین صفت
توڑ دین زاہد اپنے روزے بادۂ گلفام سے

رنج فرقت کے تصور سے کٹی آنکھون مین رات
وصل کی شب بھی سوئے ہم کبھی آرام سے

باغ عالم مین ہو وہ نازک بدن ای گلرخو
کان اپنا گل پکڑتے ہین تمھارے نام سے

چار آنکھین ہوتے ہی میخانہ مین ای میکشو
چشم مردم مست ہو جاتی ہی چشم جام سے

ایسے ہم غم دوست ہین اس میکدہ مین دہر کے
درد سے پاتے ہین لذت اور رنج آرام سے

میکشی سے غم غلط ہی کل کا کیون دھڑکا کرون
آج تو مجھ زندگی کٹتی ہی خوب آرام سے

تصور مین بھی پاس اوس شوخ کے ہم جا نہین سکتے — تپ فرقت کی بیماری مین یہ ضعف و نقاہت ہی

دل زخمی ہوا بیتاب سنکر حسن کی شہرت — ترا شور ملاحت کیا نمک پاش جراحت ہی

۱۳۶ — ۲۰

ادیب اک اور پڑھتا ہون غزل جوہر شناسو نمین

مرے اشعار وہ موتی ہین جنکی داد قیمت ہی

دل نادان کو اپنے کس ستمگر سے محبت ہی — نہ دلمین رحم ہی جسکے نہ آنکھونمین مروت ہی

نہین اسکے برابر نعمتون مین کوئی نعمت ہی — کوئی لطف مرے پوچھے جو غم کھانے مین لذت ہی

شب فرقت مین مونس پاس ہی ہمدم مصیبت ہی — ہرا ہمدرد درد دل مری غمخوار حسرت ہی

شب مہ ہی چمن ہی مے ہی بے اغیار صحبت ہی — اگر ایسے مین بھی وہ گل نہ آیا تو قیامت ہی

بلا کی شوخی آنکھونمین قیامت کی شرارت ہی — کرشمہ قہر ہی غمزہ غضب ہی عشوہ آفت ہی

ہمارے قتل سے قاتل نہین انکار کر سکتا — گواہی کو ہر اک موے تن انگشت شہادت ہی

نہین چھپتا چھپانے سے بھی راز دل کسی صورت — بدن مین اوس سراپا نور کے ایسی لطافت ہی

نہ تھی امید چرخ تفرقہ پرداز سے اسکی — یہ ملکر بیٹھنا احباب کا بھی بس غنیمت ہی

کسی صورت نہین کٹتی ہی کاٹے ای مہ انور — شب فرقت کی مجھکو ہر گھڑی روز قیامت ہی

نہ پوچھو کیون خجل رہتا ہون اپنی زندگانی سے — فراق یار مین جیتا رہا اسکی ندامت ہی

بھلا اوس بدگمان سے کیا ہو امید وصال اے دل — ہمارے شکر کرنے کو جو کہتا ہی شکایت ہی

تمہارے دلمین پیار آتا ہی جب ہوتی ہین یہ آنکھین — ہوا معلوم ہم سے آنکھون دیکھے کی محبت ہی

نہ آیا کوئی بھی بعد فنا آنسو بہانے کو — ہمارے حال پر گریان فقط اک شمع تربت ہی

نکلتا دم نہین آکر لبون پر ناتوانی سے — مریض ہجر کو ایسا ہی کچھ ضعف و نقاہت ہی

بہا کرتے ہین آنسو شام سے تا صبح محفل مین — یہ دل مین شمع کے سوز محبت کی حرارت ہی

بیٹھا ای ادیب یا قناعت کو توڑ کر
لازم نہین اوٹھائے تو حرص ہو لے کے ہاتھ

(۱۳۱) ردیف یائے تحتانی مثناۃ (۲۰)

فروزان سینے مین وہ آفتاب داغ فرقت ہی
جسے ہر ایک کہتا ہی کہ خورشید قیامت ہی

مجازی عشق بھی عشق حقیقی فی الحقیقت ہی
سمجھنا فرق ان دونون مین ای زاہد جہالت ہی

وہ میکش رند ہون دست سبو سے میری بیعت ہی
مرا پیر مغان میخانے مین پیر طریقت ہی

جو مہر و ماہ آتے ہین تو مشعل ہاتھ مین لیکر
ہمارے خانۂ تاریک مین کچھ ایسی ظلمت ہی

قدم رکھتے ہی مین رنج و عذاب ہجر سے چھوٹا
ترا کوچہ مجھے ای رشک گل گلزار جنت ہی

جو دیکھی چشم میگون پاس ابرو کے ہوا ثابت
قریب میکدہ لاریب کعبے کی زیارت ہی

تعجب کیا اگر ہو خانۂ دل جل کے خاکستر
اگر ایسے ہی گرمی تب سوز محبت ہی

کیا کرتا ہی سجدے جھک کے ہر اک عاشق شیدا
تمھارا طاق ابرو ہی کہ کعبے کی زیارت ہی

اطبا نبض اگر دیکھین تو ہاتو مین پڑے چھالے
مری ایسے ہی گرمی تب سوز محبت ہی

تصور اونکے ابرو کا رہا کرتا ہی روز و شب
ہمارے خانۂ دل ہی مین کعبہ کی زیارت ہی

بڑھاپے مین کرا ای دل یاد خالق چھوڑ دے غفلت
نسواب صبح پیری آگئی وقت عبادت ہی

رہا کرتی ہی بیخوف و خطر دن رات رندونمین
یہ دختر رز بھی ای ساقی بڑی مردانہ عورت ہی

نہ دیکھا خندہ زن ہوتے کسی نے شیشۂ ساعت
ہنسی کیا خاک آئے جب بھری دل مین کدورت ہی

نہین آتی ہی گو مین منتین کر کے بلاتا ہون
اجل کو میرے ظلمت خانے سے کچھ ایسی دہشت ہی

تمھاری تلخ باتین بھی ہمین ہین گھونٹ شربت کے
لب شیرین مین گویا جان شیرین کی حلاوت ہی

لکھا کرتا ہون شعر اونکے لب شیرین کی حق مین
مرا دیوان کب ہی یہ کتاب چار شربت ہی

لگاتی تیری آنکھون کو نظر بینا اگر ہوتی
گیا نرگس کو نابینا خدا کی عین حکمت ہی

١٣٠ — ١٨

اوسوقت شعر کہنے کا تھا لطف اہی آدب
کہتے تھے جب کہ جوہر بالغ نظر کے ساتھ

ہر دم یہ مانگتے ہین دعا ہم اوٹھا کے ہاتھ
گردن مین اپنے ہار ہون اوس دلربا کے ہاتھ

دیوانہ کر دیا ہمین اوسنے دکھا کے ہاتھ
کرتے ہین چاک دامن صحرا بڑھا کے ہاتھ

مین تشنہ کام شوق شہادت ہون قاتلو
بسمل نچھوڑنا مجھے اوچھا لگا کے ہاتھ

چھلا لیا ہی دست نگارین کا آپکے
لازم ہی قطع کیجیے دزد حنا کے ہاتھ

بولین جو مجھسے آپ تو جی جاؤن مین ابھی
ہی زندگی مری لب معجز نما کے ہاتھ

جب بزم مین جاتے ہین وہ بادہ نوش ہین
ہم بیٹھتے ہین دست سبو سے ملا کے ہاتھ

دل ہاتھ بھر کا سینے مین ہوتا سرور سے
ملتے جو میرے ہاتھ سے اوس دلربا کے ہاتھ

حسرت سے ملتے ہین کف افسوس رات بھر
جسوقت یاد آتے ہین اوس مہ لقا کے ہاتھ

ساقی کی یہ ادا بھی قیامت سے کم نہ تھی
منہ پھیر کر وہ جام کا دینا اوٹھا کے ہاتھ

دنیا مین سرخرو ہی تری پابوس سے
ہی آبرو حنا کی ترے دست و پا کے ہاتھ

اوس گل کی مدتون سے خبر کچھ نہین ملی
ملتا تو نامہ بھیجتے پیک صبا کے ہاتھ

یہ پہنچے مین موچ آگئی پھولون کے ہار سے
کتنے ہین نازک اوس بت مہر لقا کے ہاتھ

اوٹھکر کہین نہ جائین گے مانند نقش پا
بیٹھے ہین کوئے یار مین سب سے اوٹھا کے ہاتھ

لین گے بلائین کیا کف پا سے نگار کی
پہونچے ہین پاؤن تک تری زلف رسا کے ہاتھ

آنکھون مین مثل سرمہ لگانے کیواسطے
مشتاق ایک عمر سے ہین خاک پا کے ہاتھ

زندہ کیا کسی کو کسی کو کیا شہید
دست قضا سے بڑھکے ہین اوس دلربا کے ہاتھ

چہرے پہ اوس پری کے لٹین زلف کی نہین
گیسو بلائین لیتے ہین رخ کی اوٹھا کے ہاتھ

مین وہ نحیف و زار ہون کم بال بھر ہوا
کی شرط لاغری مین جو موئے کمر کے ساتھ

شیرین لبون کی تلخ کلامی ہی جان ستان
گویا کہ زہر دیتے ہین ہم کو شکر کے ساتھ

کھاتے ہین زخم اور جھپکتے نہین ہین ہم
لڑتی ہی آنکھ جوہر تیغ نظر کے ساتھ

عاشق کے نقد دل کے چرانے کیواسطے
دزد حنا کا میل ہی دزد نظر کے ساتھ

رونے مین شوق دید رخ یار جب ہوا
لخت دل آئے آنکھو نمین لخت جگر کے ساتھ

قائم قیامت آنے سے ہوتی ہی بزم مین
اوٹھتے ہین فتنہ اوٹھنے سے اوس فتنہ گر کے ساتھ

اوٹھتا نہین اوٹھائے یہ پتھر کسی طرح
بیٹھا ہی جم کے غیر ترے سنگ در کے ساتھ

بوس و کنار وصل مین کیونکر نصیب ہو
معدوم جب دہن بھی ہوا اوس کمر کے ساتھ

زلف سیہ جو روئے مصفا پر آگئی
ثابت ہوا کہ شام ہی بیشک سحر کے ساتھ

شور اذان بھی صبح شب وصل قہر ہی
دل کانپتا ہی نالۂ مرغ سحر کے ساتھ

آثار صبح وصل کی شب ہین وبال جان
لگتی ہی چوٹ دلمین سحر کے گجر کے ساتھ

کوچے مین تیرے قبر ہماری ہو بعد مرگ
ای جان آرزو ہی نہ ہم چھوٹین مر کے ساتھ

کشتی ہماری دیکھیے کس روز پار ہو
موجون کے توڑ جوڑ لگے ہین بھنور کے ساتھ

رنج فراق و دغدغۂ حشر و فکر قوت
جھگڑے بکھیڑے سیکڑون ہین ایک بشر کے ساتھ

جینا ہی موت ہی نہ اگر رنج عشق ہو
ہی لطف زیست لذت درد جگر کے ساتھ

یارب نہ آج وصل کی شب بول اوٹھے کہین
اپنا ہی بھور نالۂ مرغ سحر کے ساتھ

بند آب و دانہ قید مین صیاد نے کیا
کیا دشمنی ہی بلبل بے بال و پر کے ساتھ

کیونکر نہ جان و دل سے زیادہ عزیز ہو
پیدا ہوا ہی درد ہمارے جگر کے ساتھ

ای ترک جان ستان یہ لگاوٹ بھی ہی ستم
تلخی ذوت ہی تری ترچھی نظر کے ساتھ

اوس گل کے ہجر مین نہ مجھے تا کہ نیند آئے — لاتا ہون خار ڈھونڈھ کے مین فرش خواب کو

کین باتین تلخ اور کشیدہ بھی ہو گیا — دی تھی عرق سے اوسکی جو نسبت گلاب کو

سونا پڑا ہی خانۂ چشم آتی ہی نہین — ایسا شب فراق سے ہی خوف خواب کو

اوصاف اوسکے چہرۂ پرنور کے لکھون — پاجاؤن مین اگر ورق آفتاب کو

خیرہ نظر ہو آنکھو نمین تاریک ہو جہان — دیکھے جو مہر اوسکے رخ برق تاب کو

ہوتا ہی زندہ پیتے ہی ابد کا مردہ دل — جان بخش اس سبب سے کہا ہی شراب کو

شاید وہ بحر حسن نہا کر چلا گیا — بیوجہ اضطراب نہین موج آب کو

پیری مین چاہیے کہ پیین خوب ہم شراب — سرما مین دوست رکھتے ہین سب آفتاب کو

آنکھون کا اپنی سرمہ بنائین گے ہم ادیب — پاجائین گے جو خاک در بو تراب کو

۱۲۹ ردیف ہاے ہوز ۲۹

بہ جائے خون ہوکے وہ یارب جگر کے ساتھ — دلمین نہ لاگ ہو جو کسی سیمبر کے ساتھ

ہر وقت لب ہین خشک مری چشم تر کے ساتھ — سوز تب فراق ہی درد جگر کے ساتھ

جب سے ہی عشق اک بت رشک قمر کے ساتھ — مانند جان ہی داغ ہماری جگر کے ساتھ

جب بیٹھتے ہین اوس بت بیداد گر کے ساتھ — اوٹھتا ہی درد دلمین بھی درد جگر کے ساتھ

ہر اک کو صاف چاند گہن کا ہوا یقین — دیکھا جو غیر کو بت رشک قمر کے ساتھ

وہ بیٹھتا ہی جب کبھی فتنے کا ملکے عطر — فتنے ہزارون اوٹھتے ہین اوس فتنہ گر کے ساتھ

پیری مین سوز عشق سے جلتا ہی تن بدن — تشبیہ تام ہی مری شمع سحر کے ساتھ

دیکھا اوٹھا کے آنکھ جسے وہ فنا ہوا — ہر دم اجل ہی یار کی تیغ نظر کے ساتھ

سودا ہی ایک عمر کی روئے صبیح کا — دامن مرا بھی چاک ہو جیب سحر کے ساتھ

جو دیکھتے ہین اونکے رخ بے نقاب کو — اولٹا تو اسے سمجھتے ہین وہ آفتاب کو
ایسا خجل ہو دیکھ کے اوس آفتاب کو — خورشید چھپنے کے لیے ڈھونڈھے سحاب کو
پاتے نہین ہین خواب مین اوس اپنے خواب کو — جسمین لیے بغل مین تھے اوس آفتاب کو
پیری مین کیون عزیز نہ سمجھون شراب کو — لائی ہی پھیر کر مرے عہد شباب کو
ساقی سبزہ رنگ کا جسدن سے ہجر ہی — ہم جانتے ہین زہر ہلاہل شراب کو
قسمت سے آفتابہ جو اوس مہر کا بنے — ہو جاے افتخار بڑا آفتاب کو
منھ اوس طرف کو پھیر لیا فرط شرم سے — اوس مہر نے خجل یہ کیا آفتاب کو
پشت اپنی خم بڑھاپے کے باعث نہین ہوئی — پیری مین جھک کے ڈھونڈھتے ہین شباب کو
بے نور ہو گیا ہی مثال چراغ روز — اوس رخ کے آگے ہی یہ فروغ آفتاب کو
وہ بادہ نوش ہون کہ ہوا ہے چھری حلال — جسدم سنا حرام لکھا ہی شراب کو
ثابت ہوا کہ لال پری کر رہی ہی رقص — چلتے ہوئے جو بزم مین دیکھا شراب کو
آیا عرق جو شرم سے مے پینے کے مجھے — دیکھا نکلتے ہر بن مو سے شراب کو
زلف سیاہ یار کے رخ پر ہی اک طلسم — تاریک شب مین دیکھتے ہین آفتاب کو
چھوے وہ پانون ہم رہین محروم یا نصیب — آتا ہی رشک دیکھکے کیا کیا رکاب کو
گھر مین نہی قرار نہ در پر ہی مجھکو چین — دیکھو تو روز وعدہ مرے اضطراب کو
آنکھون مین اپنی نیند کا آنا محال ہی — مین ہجر مین خیال سمجھتا ہون خواب کو
پہلو مین ایک دم کو جو وہ آکے بیٹھ جائے — تسکین ہوا بھی دل پر اضطراب کو
یہ ہی غلط دہان و کمر کا نہین نظیر — جسم نحیف وزار ہی کافی جواب کو
تڑپون اگر مین جنبش مژگان کی دین — بھونچال پر ہو فوق مرے اضطراب کو

کیون آ رہی ہے صبح سے ہیم مجھے ہچکی
شاید مری یاد آئی ہے یاران وطن کو

آباد ہوا خانۂ ویران برکت سے
گھر اپنے جو لے آئے ہم اوس رشک چمن کو

گویا کہ ترقی سے تنزل کو کرون رخ
دون پھولون سے نسبت اگر اوس گل بدن کو

ناخوش وہ ہوا اور بہت منھ کو بنایا
غنچہ جو کہا اوس گل خوبی کے دہن کو

خورشید کو خورشید ہزارون نظر آئین
دیکھے جو سراپا کے مرے زخم کہن کو

خالق نے قناعت کو بنایا ہے وہ مرہم
جو بھر دے حریصون کے ابھی زخم دہن کو

اے قاتل عالم مجھے کر جلد سبکدوش
سر شوق شہادت مین گرانبار ہے تن کو

یہ منھ نہین ہم دیکھتے ہین باد خزان کا
پژمردہ جو آکر کرے داغون کے چمن کو

فرقت مین بہا دیدۂ تر سے وہ نم اشک
شرمندہ کیا جسنے کہ گنگ اور جمن کو

١٢٧

اسطرح ہین دل سے نہ کسی اور بھی کی فکر
کیا شعر سناؤن مین ادیب اہل سخن کو

٨

ادیب دیدۂ عرفان جو کھول کر دیکھو
اوسی کا جلوہ نظر آئے تم جدھر دیکھو

کھڑے ہین طالب دیدار دید کے مشتاق
ذرا تو پردے سے منھ کھول کر ادھر دیکھو

رہا مین سینہ سپر پیش خنجر مژگان
مری دلاوری اسدم مرا جگر دیکھو

وہ چھپ کے خواب مین آئے تو مجھسے کہنے لگے
نہو کسی کو مرے آنے کی خبر دیکھو

شب وصال کی صبح اپنے ور خشبوئی
کہا جب اوسنے وہ سمجھنے لگا گجر دیکھو

لگے وہ کہنے تجاہل سے دلکو جب پوچھا
ابھی تو تھا یہین ہوگا ادھر اودھر دیکھو

نظر کے تیر مرے ہوتے ہین جگر کے پار
خدا کے واسطے دیکھو نہ تم ادھر دیکھو

ادیب دیکھکے ناف اونکی مجھسے دل نے کہا
جو بحر حسن کے دیکھا نہو بھنور دیکھو

کیا اعتبار اوس گل رعنا کے قول کا
جسمین بھری دو رنگی لیل و نہار ہو

اسکے سوا مین اور کہون تمکو کیا بتو
شان خدا ہو قدرت پروردگار ہو

دیکھے جو قد یار تو حسرت سے جل اوٹھے
سرو چمن برنگ درخت چنار ہو

خندان ہر ایک پھول ہی فیض قدوم سے
تم گلشن جہان کے گلون کی بہار ہو

وہ برہمن پسر جو نہو ساتھ دہر مین
خنجر کی دھار ہجر مین گنگا کی دھار ہو

آئے جو فاتحہ کو لحد پر وہ مہروش
خط شعاع ہر رگ سنگ مزار ہو

یہ جوش آتش گل عارض ہی کیا عجب
جل کر کباب طائر رنگ بہار ہو

کھلتے ہین غنچے باغ مین جاتے ہو جسطرف
پے کھلنے مین تم برنگ نسیم بہار ہو

سوز تب فراق مین دیکھے جو میری نبض
دست طبیب پنجۂ برگ چنار ہو

تم پھینکدو جو ہار چمن مین اوتار کر
سہرا وہ بہر فرق عروس بہار ہو

وہ ترک شوخ برش مژگان اگر دکھائے
دو کوڑی کا جہان مین ہر اک کٹار ہو

۱۲۶ — اوس مہروش کے ہجر مین کیا دور ای ادیب
نالہ مرا جو چرخ چہارم کے پار ہو — ۱۶

لکھتا ہون غزل مین مین ترے وصف دہن کو
کیونکر نہو آفاق مین فوق اپنے سخن کو

سو ٹکڑے کیا شیشۂ دل سنگ جفا سے
کیا مجھسے عداوت ہی بت عہد شکن کو

یہ گم ہوے ہم آپ کو کر بیٹھے فراموش
بھولے سے کیا یاد جو اوس بت کے دہن کو

گرمی سے لب بحر مین ہون آبلے پیدا
دریا مین اگر پھینکدین مجھ سوختہ تن کو

خوشبو مین سیاہی مین بھی ای رشک گل تر
نسبت نہین زلفون سے ترے مشک ختن کو

ای کان گہر حلقہ بگوشی نے تمہاری
دی آبرو آفاق مین کیا در عدن کو

تمام زہرہ جبینون کو ای مہ کامل
تمھاری چاہ ذقن کی نہ چاہ کیونکر ہو

بتو جو سوگ نہو کشتگان گیسو کا
تو پھر یہ پوشش کعبہ سیاہ کیونکر ہو

چلون جو راہ محبت مین زلف جانان کی
تو مجھکو جادہ نہ مار سیاہ کیونکر ہو

ہوائیان رخ پر نور مہر پر جو اوڑین
ترے حضور نہ فق روے ماہ کیونکر ہو

وہ خانۂ دل عاشق مین کرتے ہین آرام
مرا دل اونکا نہ پھر خوابگاہ کیونکر ہو

وہ زخم دوست مین رہتی ہی مجھکو فکر یہی
جگر کے پار وہ تیر نگاہ کیونکر ہو

گیا جو آپ کے کوچے مین بے نیاز ہوا
گدا حضور کے در کا نہ شاہ کیونکر ہو

ہمارے رونے سے پتھر بھی موم ہوتا ہی
بتون کے دل مین نہ تاثیر آہ کیونکر ہو

۱۲۵

ادیب کیون نہ مین دن رات خون دل روؤن
لبون کی یاد مین لب پر نہ آہ کیونکر ہو

۲۱

ای رشک گل جو تیرے قدم کا غبار ہو
وہ توتیاے چشم عروس بہار ہو

گلشن مین جو نظارۂ رخسار یار ہو
بلبل کی آنکھ مین گل گلزار خار ہو

یارب چمن مین آمد فصل بہار ہو
رنگین گل مراد سے ہر شاخسار ہو

مدت سے یاد اک دہن بے نشان کی ہی
میرا نہ بعد مرگ نشان مزار ہو

جو گھر نہ ٹھہرے آینۂ روے یار کا
اوس دلمین مثل شیشۂ ساعت غبار ہو

کہتے ہین بعد مرگ وہ آئینگے قبر پر
ای موت کیون مجھے نہ ترا انتظار ہو

ممکن نہین کھلے جو ترا عقدۂ دہن
یہ راز وہ نہین ہی کہ جو آشکار ہو

پسکر موا ہون گردش چشمان یار سے
جز سنگ آسیا کے نہ سنگ مزار ہو

دیکھے اگر صفا دُر دندان یار کی
غرق آب شرم مین گہر آبدار ہو

دنیا کے ذائقون سے وہ یارب خبر نہو — جس دل کو کچھ بھی لذت درد جگر نہو

پر نور تا حیات وہ چشم بشر نہو — دیدار یار جس کو کہ مد نظر نہو

وعدہ سنون جو خواب مین دیدار یار کا — بیدار چشم خفتہ مری عمر بھر نہو

اللہ رے طول نا ہین اگر عمر خضر سے — زلف دراز یار کی کم بال بھر نہو

کیا لطف گریہ اوس لب رنگین کی یاد مین — آنکھون مین جائے اشک جو خون جگر نہو

وہ بخت خفتہ روز ازل سے ملا مجھے — آواز صور حشر کی جسکو خبر نہو

پر نور چشم کیون نہو اطفال اشک سے — ممکن ہی لخت دل جو ہو نور نظر نہو

اے دل امید وصل ہوئی گو کہ منقطع — لیکن خیال یار سے قطع نظر نہو

اوس صبح رخ سے جو کرے دعوے ہمسری — سچ تو یہ ہی کہ پھر کبھی صادق سحر نہو

کیون خاک چھانتا پھرے ہر اک تلاش مین — اکسیر سے جو بڑھکے تری خاک در نہو

دیوار توڑ جائیگی میری نگاہ شوق — کچھ غم نہین اجازت دربان اگر نہو

تاریک مثل خانۂ مفلس رہین مدام — اوس رشک مہر کا اگر آنکھون مین گھر نہو

وہ خاکسار ہون جو چلون راہ عجز مین — اونچی زمین سے کبھی گرد سفر نہو

توڑی ہی اپنے پیٹھ مری بار ظلم سے — تا حشر پیر چرخ کی سیدھی کمر نہو

راہ وفا مین عاشق جانباز وہ نہین — مرنے کو مستعد جو کمر باندھکر نہو

محسوس قدسیون کو نہو حسن پاک یار — مہتاب و آفتاب کی عینک اگر نہو

۱۲۴

اپنے سخن سے باغ سخن ہی ادیب سبز
بحر غزل ہو خشک جو مصراع تر نہو

۱۰

غضب کا اونکے کوئی سد راہ کیونکر ہو — خدا کا قہر ہوا اوس سے پناہ کیونکر ہو

بانکپن کی جو نظر آتی ہی نوک اوس گل مین
دل رہے ہین کف افسوس اسی حسرت مین
دست الطاف سے کل دیتے تھے جو پان ہمین

میرے دلمین وہ کھٹکنے کو ہی کانٹا دیکھو
ہاتھہ مین غیر کے ہی یار کا چھلا دیکھو
آج اوٹھاتے ہین وہی قتل کا بیڑا دیکھو

۱۲۲

گلشن دہر مین چل پھر کے پئی سیر ادیب
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھو

۱۳

لکھا کرتے ہین جب ہم وصف زلف رشک سنبل کو
دیا ہی حسن وہ خالق نے جو دیکھے مرگل کو
تری تیغ تبسم کے ہوے ای گل جو ہم زخمی
رہائی مین کیا قید قفس سے بھی ستم بڑھکر
بخیل صاحب دولت سے کل کچھ کم نہین ہوتے
مدار زندگانی رہگیا ہی سیر گلشن پر
تجھے حسن و نزاکت رنگ و بو جسنے عطا کی ہی
نہین کچھ بھی ہین مال ارباب دولت اوسکی نظرونمین
وہ سیکش ہون کہ شیشے پر تصدق دل کرون اپنا
فراق ساقی سیکش نہین کچھ کم قیامت سے
چھری لگتی ہی دل پر سن کے رونا فرقت گل مین
نہین کچھ خوف تاریکی لحد پر بعد مرگ ای دل

پئے مسطر منگایا کرتے ہین تار رگ گل کو
ہر اک گل گلشن ایجاد مین ہو خار بلبل کو
صدائے زخم مین پاتے ہین شور خندہ گل کو
کیا پر کاٹ کر صیاد نے آزاد بلبل کو
ندیکھا صرف ہوتے آجتک ہم نے زر گل کو
سمجھتا ہون مین رشتہ جان کا تار رگ گل کو
دیا ہی ای گل گلشن اوسی نے عشق بلبل کو
خدا پر جب سے تکیہ ہی فقیر بے توسل کو
اگر دیکھون تو آنکھون سے لگاؤن ساغر مل کو
صدائے صور محشر جانتا ہون شور قلقل کو
گلی قاتل کی سمجھو کوچہ منقار بلبل کو
صبا گل کر نہین سکتی چراغ لالہ و گل کو

۱۲۳

ادیب اپنی دعا دن رات خالق سے یہ رہتی ہی
ندیکھون یار کے مین جوہر تیغ تغافل کو

۱۴

خندہ زن ہوتے ہین وہ دیکھ کے گریبان مجھکو — کوئی بیدرد نہ اسطرح کا دیکھا دیکھو

اوسکے قم کہنے سے ہوجاتے ہین زندہ مردے — لب جان بخش کا اعجاز مسیحا دیکھو

دیکھون تا زیست مگر پھر بھی نہ سیری ہو مجھے — یار کے دید کا اسطرح ہون بھوکا دیکھو

دست وحشت نے کیا پھر مرے دامن کو چاک — پھر بہار آئی ہوا عشق جنون زا دیکھو

دیدۂ اوس برق تجلی کی نہین ہے ممکن — ابھی غش آئے جو اے حضرت موسا دیکھو

تنکے چنتے ہوے پھرتے ہین گلی کوچے مین — زلف جانان کا ہوا ہے ہمین سودا دیکھو

جان جوکھون کا نہ کسطرح ہو ہر وقت خیال — عشق زلفون کا ہے کالے کا کھلانا دیکھو

نظر بد نہ لگے تا کہ کہین اوس گل کو — حق نے نرگس کو کیا باغ مین اندھا دیکھو

زلف شبگون مین نہین عارض صافی بتان — ہند کے ملک مین آئے ہین نصارا دیکھو

مہر سے اوسکی بنا ذرے سے خورشید بشر — ہو گیا قطرۂ ناچیز بھی دریا دیکھو

جن سے ہم پوچھتے ہین کوچۂ دلدار کی راہ — وہ خضر ہو کے بتا دیتے ہین رستا دیکھو

ایک کوڑی بھی نہ رکھ پھر کفن پاس اے دل — مال اگر تجھکو خدا دے تو لٹا کھا دیکھو

اوسکے آنے کی لحد پر ہو بھلا کیا امید — دے جنازے کے اوٹھانے مین جو کاندھا دیکھو

شادی وصل سے اوس گل کے مین ایسا پھولا — کہ زمین اور فلک مین نہ سمایا دیکھو

ہمسے کہنے لگے وہ بالونمین افشان چنکر — جگنوؤنکا شب تاریک مین میلا دیکھو

غافلو زیست کا اپنی جو سمجھتے ہو قیام — بے ثباتی حباب لب دریا دیکھو

وعدہ آنے کا رقم جسمین کیا تھا اوسنے — گم گیا خط وہی تقدیر کا لکھا دیکھو

کڑوے ہوتے ہین بہت دیکھکے جسم لاغر — وہ سمجھتے ہین مجھے نیم کا تنکا دیکھو

لاکھون تدبیرین نکالین مگر اوس دلبر تک — حیف پہونچا نہ مرا دست تمنا دیکھو

تردامنی اپنی جو کرون شعر مین موزون
تا حشر نہ خشک ایک مرا مصرع تر ہو

ہجر دندان مین مری جان گئی ہی
دینے کے لیے غسل مجھے آب گہر ہو

اللہ ری خوشی مجھکو کہ ہون آپ سے باہر
آئے ہوے تم گھر مین جو ای رشک قمر ہو

سن لے دل مایوس کی جو خالق اکبر
قربان دعاؤن پر ابھی آکے اثر ہو

ای شیخ نہ اک قطرہ تو میخانہ مین چھوڑے
جام مئ گلگون کا مزہ تجھکو اگر ہو

ہی نزع مین بیمار محبت کا یہ اب حال
سب کہتے ہین یارب یہ ادھر ہو کہ ادھر ہو

وہ بلبل شیدا ہین کہ خوش ہوتے ہین سنکر
اوڑتی ہوئی بھی کوئی اگر گل کی خبر ہو

بھونچال کا ہی جنبش مژگان سے ترے خوف
ڈر ہی کہ زمانہ نہ کہین زیر و زبر ہو

۱۲۱ — ۳۲

چلنے کا ہوا وقت ادیب آئی ہی پیری
لازم ہی کہ بیدار تو ہنگام سحر ہو

روے انور سے ہٹی زلف چلیپا دیکھو
شب تیرہ مین ہوا نور کا تڑکا دیکھو

لب جان بخش مین اعجاز مسیحا دیکھو
کف پا مین ہی فروغ ید بیضا دیکھو

بھولکر بھی نہ سوے برق تجلا دیکھو
اوسکا جلوہ جو تم ای حضرت موسا دیکھو

پھر بہار آئی ہوا عشق جنون زا دیکھو
زلف پیچان کا ہوا پھر مجھے سودا دیکھو

ناصحو تمکو مزہ کچھ نہین اس کا دیکھو
جو نہ کھایا ہو غم یار ذرا کھا دیکھو

دھوم پڑ جائیگی خورشید قیامت نکلا
جب ہٹا زخم جگر سے مرے پھاہا دیکھو

جس کا ٹھنڈھا نہ کلیجا ہو مرے قتل سے بھی
اوس ستمگر سے پڑا ہی مجھے پالا دیکھو

طالب دید اسی حسرت مین رہا کرتے ہین
آنکھ اوٹھا کر بھی کبھی تمنے نہ دیکھا دیکھو

دن جدائی کا تمھاری نہین کٹنے کا کبھی
ایک ساعت ہی مجھے ایک مہینا دیکھو

فصل بہار و لطف شب ماہ و صحن باغ ‌ ‌ ‌ معشوق نو شراب کہین ہو تو رنگ ہو

حیران ہو قیاس تو ششدر رہو وہم ‌ ‌ ‌ یاد دہن مین عرصۂ اندیشہ تنگ ہو

۱۲۵ ‌ رو رو کے آب اشک سے دھو گرد غم ادیب ‌ ۲۶
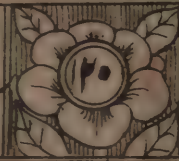
گر صاف جو کچھ آئینۂ دل مین زنگ ہو

جس شب کو بغل مین وہ بتِ رشک قمر ہو ‌ ‌ ‌ اوس رات کی تا حشر الٰہی نہ سحر ہو

کیا تیغ دغم و رنج سے مجھ مست کو ڈر ہو ‌ ‌ ‌ جب ہاتھ مین جام مئی گلگون کی سپر ہو

دینے سے زیادہ جو ہو لینا تجھے منظور ‌ ‌ ‌ اس طرح دے ای دل کہ کسی کو نہ خبر ہو

رخسار منور سے ہی پر نور زمانہ ‌ ‌ ‌ تم ہی سبب روشنی شمس و قمر ہو

افسوس نہین چین شب وصل بھی دلکو ‌ ‌ ‌ ڈر ہی نہ کہین نالۂ مرغان سحر ہو

جب حسن کا دریا تمھین خالق نے کیا ہی ‌ ‌ ‌ پھر ناف بھلا کیسے تو کیونکر نہ بھنور ہو

ہٹ جائے جو پھاہا تو ابھی سوزش مین ‌ ‌ ‌ خورشید قیامت سے سوا داغ جگر ہو

ہوتا تو ہی اونکے در دندان کے مقابل ‌ ‌ ‌ مٹی نہ کہین آبروِ آب گہر ہو

مصراع قد یار کا شیدا جو ہوا وسکو ‌ ‌ ‌ ہر سرو کی موزونی مصرع مین نظر ہو

ہم سمجھین کہ آباد ہوا خانۂ ویران ‌ ‌ ‌ مہمان اگر دل مین ترا تیر نظر ہو

کیونکر نہ بچے چور سے مر انقد دل و جان ‌ ‌ ‌ جب گھات مین ہر وقت ترا دزد نظر ہو

کور آنکھین ہون بینا ابھی ای رشک مسیحا ‌ ‌ ‌ نرگس پر اگر تیری عنایت کی نظر ہو

فرقت مین اگر بادہ کشی کا مین کرون قصد ‌ ‌ ‌ آب مئی گلگون مجھے خوناب جگر ہو

ہو حلقہ بگوشی سے بڑھی آبرو اوسکی ‌ ‌ ‌ جو کان مین اوس کان جواہر کے گہر ہو

روتا ہون جو مین یاد میان مین تو عجب کیا ‌ ‌ ‌ آب یم اشک اپنے اگر تا بکمر ہو

عاشق ہوا ہون مین لب لعلین یار کا
میری نظر مین کیون نہ ہر اک لعل سنگ ہو

مقتل مین آپ جا کے بجھاؤنگا مین تشنگی
پیاسا مرے لہو کا جو اونکا خدنگ ہو

اى دل نہ پھنس تو اوس بت کافر کی زلف مین
دشمن کو بھی نصیب نہ قید فرنگ ہو

اوس سرو قد سے وصل کی ٹھہراؤنگا مین ابھی
طوبی کی شاخ کا جو میسر پلنگ ہو

بوسے نلین نہ سجدے کرین آکے دور سے
کعبے مین تیرے در کا نہ اى بت جو سنگ ہو

انجم نہ آئین روبروِ خال خوف سے
کالون سے پایمال نہ فوج فرنگ ہو

وہ گل پیے شراب چمن مین تو گل کھلے
نشہ کے دور سے آنکھون مین دیکھون تو رنگ ہو

بالاے چرخ گوشہ ہو جسکی کلاہ کا
صد حیف بعد مرگ وہ گل زیر سنگ ہو

جبتک نہین ہے پاس وہ بیمار و زار ہے
دل ہو ہرا جو وصل بت سبزہ رنگ ہو

در پردہ دین و کفر مین ہی جنگ زرگری
زنار و سبحہ ایک ہین ظاہر مین جنگ ہو

یک سالہ راہ آئے ہین طی کر کے باغ مین
رخ پر بھلا گلون کے نکیون گرد رنگ ہو

اوس گل کی یاد مین جو کرون نالے بعد مرگ
غربال تیر آہ سے تربت کا سنگ ہو

تنہا بدل کے کروٹین کاٹی تمام رات
میری طرح کسیکا نہ خالی پلنگ ہو

فرقت مین اژدہا ہو ہر اک رونگٹا مرا
ہر اک مسام جسم دہان پلنگ ہو

ٹھہری ہے آج وصل کی اک سبزہ رنگ سے
جائے شراب شیشہ و ساغر مین بنگ ہو

دیکھے اوٹھا کے آنکھ کب آہو کی شوخیان
جسکو کہ عشق چشم بت شوخ و شنگ ہو

باروت مجھکو خاک ہو وہ ہون سیاہ بخت
تہخانہ گھر مین سوز درون سے سرنگ ہو

وہ تیز جاؤن یاد دہن مین سوِ عدم
ملک بقا سے ملک فنا اک شلنگ ہو

رنگ رخ نہان سے گلون کے ہون منہ سفید
اونکے دہن سے قافیہ غنچون کا تنگ ہو

ہم پر تو اون کا غصہ بھی ہوتا نہین کبھی
اوسکے نہ ہے نصیب کہ جسپر عتاب ہو

اوس سیمتن کا ہو رخ روشن جو بے نقاب
کوڑی کے مول اشرفی آفتاب ہو

زاہد کا زہد خشک نہ ملنے سے مَی کے ہے
پی لے ابھی جو مفت کی جھوٹی شراب ہو

ہمکو تو آنکھون سے بھی لگانا نہو نصیب
صد حیف پا بوس تمہاری رکاب ہو

جاتا ہے روز چھپ کے خرابات کیطرف
زاہد کہین نہ دختر رز سے خراب ہو

ہو مجھکو ٹھکے خار کے بستر سے ہجر مین
کمخاب کا فراق مین جو فرش خواب ہو

واعظ نہو جو عاشق شیدا ے دخت رز
کیون روز بزم وعظ مین وصف شراب ہو

ہم رند بادہ کش ہین بلا نوش ساقیا
کچھ غم نہین جو مَی نہین دُرد شراب ہو

۱۱۹ — ۲۳۱

وہ بیحجاب ہم سے ہوے نہو جرم ای ادیب
جن کا کبھی شمار نہ روز حساب ہو

گلزار مین جو ہجر بت خانہ جنگ ہو
آواز بلبلون کی صدائے تفنگ ہو

ہنگام خواب شب کو جنازہ پلنگ ہو
تیرے فقط نہونے سے گھر گور تنگ ہو

سب مین وہی ہے لعل و گہر ہون کہ سنگ ہو
ای دل دوئی کو چھوڑ دے اور ایک رنگ ہو

گلزار کائنات کی تم سے بہار ہے
تم ہر چمن مین گل ہو ہر اک گل مین رنگ ہو

راحت ہو جس سے دور وہی پھاڑ کھانیکو
شکل پلنگ ہجر مین ہم کو پلنگ ہو

کیونکر نہ دل مین یاد بتان رات دن رہے
بیجا نہین جو خانہ کعبہ مین سنگ ہو

جوش جنون مین گڑے ہون مجھکو وبال جان
تیغ دودم سے بڑھکے گریبان تنگ ہو

اوس جامہ زیب سے جو ہمین وصل ہو نصیب
رخت حیات جسم پر اپنے نہ تنگ ہو

کس جرم پر چڑھائی یہ کی ہم پر ای بتو
گھر چڑھکے لڑنے آئے بڑے خانہ جنگ ہو

ثابت جو بے ثباتی دیر خراب ہو
بحر جہان نظر مین ہر اک کی سراب ہو

وہ مہروش جو قبر پر آجائے دفن کو
ہر ذرہ خاک کا مرے اک آفتاب ہو

ای شیخ تو جو آب مئی سرخ مین نہالے
ریش سفید پر تری کیا ہی خضاب ہو

تا زندگی رہون مین زمانے مین سرخرو
پان اوسکے ہاتھ کا جو مجھے دستیاب ہو

می پی لے تو ابھی جو ملے اوسکے ہاتھ سے
ای شیخ تجھکو کچھ بھی نہ خوف عذاب ہو

گلگشت مین جو وا رخ روشن ہو یار کا
ہر گل چمن مین رشک گل آفتاب ہو

سایہ پڑے جو عارض ساقی کا جام مین
رنگ ملیح سے ابھی سرکہ شراب ہو

شب وصل کی ہی آج وہ جائین گے وقت صبح
تا حشر یا خدا نہ طلوع آفتاب ہو

دو کوڑی کا ہو گوہر دندان کے روبرو
ایسے در خوشاب کی مٹی خراب ہو

آجائین رونے پر ہم اگر ہجر یار مین
سارے جہان مین ابھی طوفان آب ہو

وہ بادہ کش ہین شرم سے آئے اگر عرق
جاری ہمارے ہر بن مو سے شراب ہو

سیراب آب تیغ سے مجھ تشنہ کو کیا
ای ترک جنگ جو تجھے اس کا ثواب ہو

ای شہ سوار حسن یہ ہی عین آرزو
حلقہ ہماری چشم کا تیری رکاب ہو

تو ہی وہ رشک گل کہ قدم رنجہ جب کرے
ہر در ہمارے در کا گلستان کا باب ہو

دریا کو جائے وہ گل خوبی جو بہر غسل
سب آب بحر پرتو رخ سے گلاب ہو

ٹھہری ہی اوسکی دید کی فردا روز حشر
یا رب یہ آرزو ہی قیامت شتاب ہو

سوز و گداز عشق کا اوس دم ملے مزہ
جل بھن کے دل جو سینے مین مثل کباب ہو

ماتمکدہ ہو میکدہ ساقی کے ہجر مین
آواز نالہ خندہ جام شراب ہو

وہ بے نقاب ہو تو نہ ہو تاب دید کی
بے پردگی عارض روشن حجاب ہو

دیکھے جو تیرے عارض روشن کی آب و تاب
حیران و ششدر آئینۂ آفتاب ہو

ہم ہون اگر شہید حیات ابد ملے
آب حیات خنجر قاتل کی آب ہو

دیکھے اگر تجلی رخسار یار کو
خجلت سے زرد رنگ رخ آفتاب ہو

موزون جو وصف ہو رخ پر نور یار کا
دیوان کا ورق ورقِ آفتاب ہو

آئے جو روبرو دُر دندان یار کے
آب در خوشاب کی مٹی خراب ہو

اوصاف جو لکھون عرق گلعذار کے
جاری زمین شعر مین بحر گلاب ہو

تاثیر میرے جذب محبت کی دیکھنا
اونکو ہو بیکلی جو مجھے اضطراب ہو

اوس مہروش کی دید کی باعث نقاب ہی
محروم سب رہین وہ اگر بے نقاب ہو

دیکھے شباب مین جو ترے رخ کی روشنی
خجلت سے دوپہر کو غروب آفتاب ہو

تاثیر فصل جوش بہاری سے کیا عجب
زاہد کے دوش پر جو سبوے شراب ہو

بازار حسن گرم ہی ایسا کہ کیا عجب
بلبل چمن مین آتش گل پر کباب ہو

شیشہ اگر ملے تو ابھی دل کرون نثار
آنکھون سے مین لگاؤن جو جام شراب ہو

اوس شمع رو کے عکس رخ تابناک سے
فانوس شمع بحر مین ہر اک حباب ہو

جام شراب آئے تو اشک روان ہون بند
تارے غروب ہون جو طلوع آفتاب ہو

۱۱۸ — ۲۱

مقطع مرا ہو مطلع خورشید ای ادیب
مطلع مین جو رقم صفت بوتراب ہو

کیا لطف ہو چمن ہو گھٹا ہو شراب ہو
اک ماہ ہو بغل مین شب ماہتاب ہو

جو زندگی مین خاک درِ بوتراب ہو
مرنے کے بعد اوسکی نہ مٹی خراب ہو

پیری مین روبرو نہ ہمارے شراب ہو
دن ڈھلنے کا ہی وقت غروب آفتاب ہو

دہان زخم سے میرے یہ آرہی ہی صدا
وہ چاک ہون کہ نہین حاجت رفو مجھکو

نہ ذبح جو کرے قاتل تو یہ ندامت ہو
ہر ایک غرق عرق دیکھے تا گلو مجھکو

فراق مین کمر یار کے وہ لاغر ہون
اجل نہ پائے اگر ڈھونڈھے چارسو مجھکو

حباب بحر سرشک آسمان آئے نظر
اجازت اشک فشانی کی دے جو تو مجھکو

فقیر مست ہون عالم کی سیر حاصل ہی
ہی بڑھکے جام سے جمشید کے سبو مجھکو

نہ عاشقون مین کبھی بیٹھتا مر اسکہ
جو داغ عشق نہ دیتا وہ لالہ رو مجھکو

نکیون زلال مے ناب مین پیون زاہد
غبار دل کی ہی منظور شست و شو مجھکو

حرام عیش ہی ساقی بغیر گلشن مین
فراق مین مے گلرنگ ہی لہو مجھکو

نہین ہی دلشکنی دشمنون کی بھی منظور
عزیز دوست سے ہی خاطر عدو مجھکو

وہ درد ہون کہ دوا کی مجھے تلاش نہین
وہ زخم ہون کہ نمک کی ہی جستجو مجھکو

گہر یہ کان مین اوس مہ لقا کے کہتا ہی
ملی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو مجھکو

۱۱۷ — ۲۱

دہن کی یاد مین رہتا ہون مین خموش ادیب
زبان حال سے لازم ہی گفتگو مجھکو

مطلع مین جو رقم صفت بوتراب ہو
ہر نقطہ میرے حرف کا اک آفتاب ہو

گریان جو ای ادیب یہ چشم پر آب ہو
پنجاب کا ظہور میان دوآب ہو

نشہ ترے فراق مین ای گل عذاب ہو
زنجیر پا بہار مین موج شراب ہو

مجھ رند بادہ کش کی یہ ہی آرزو مدام
شیشہ بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

انجم ہین اوسکے جلوہ حسینان روزگار
جس آسمان حسن کے تم آفتاب ہو

ساقی مست کی لب میگون کے شوق مین
شیشے سے باہر آئے یہ جوش شراب ہو

خاکساری سے بنا سرمہ چشم اغیار
دیدۂ دل مین جگہ دیتے ہین دشمن مجھکو

وہ دکھاتا ہی بدی اور یہ میری نیکی
دوست سے بڑھکے بھلا کیون نہو دشمن مجھکو

دوستو خلق مین مین ہون وہ عزیز دلہا
کہ مُرے بعد بہت روئینگے دشمن مجھکو

سیر اگر نوح کے طوفان کی ہی مدنظر
چشم گریان سے اوٹھا لینے دو دامن مجھکو

۱۱۶ — ۵

ہجر مین دھیان ہی اوس برق تجلی کا ادیب
دل ویران ہی مرا وادی ایمن مجھکو

یہی رولاتے رہے ہجر مین لہو مجھکو
حلال کیون نہو پھر خون آرزو مجھکو

نہین جہان کے بھاتے ہین خوبرو مجھکو
تمھارے دید کی جب سے ہوئی ہی خو مجھکو

جلائے آتش ہجران ہے جب کہ تو مجھکو
خوش آئے خاک بھلا سیر آب جو مجھکو

جو لاکھ ٹانکے لگین تو بھی ایک اک توڑدن
ہی درد زخم کی کچھ ایسی آرزو مجھکو

کلام یار کا مین لاکلام ہون قائل
دہان تنگ مین ہی جائے گفتگو مجھکو

مثال آینہ ہر ایک سے رہا دل صاف
ہمیشہ دوست سمجھتے رہے عدو مجھکو

یہ بیخودی تھی شب وصل شادمانی سے
کہ رات بھر رہی اپنی ہی جستجو مجھکو

بیان ظلم ہی جلاد کا جو مدنظر
دہان زخم سے لازم ہی گفتگو مجھکو

پس فنا بھی جو تھا عشق کعبۂ ابرو
کیا عزیزون نے بھی دفن قبلہ رو مجھکو

چمن مین لطف شب مہ ہی اوسدم ای ساقی
مین تجھکو دون مئی گلرنگ اور تو مجھکو

قریب مرگ ہون جب سے ہوا ہی عشق میان
وبال جان ہی تمھاری کمر کا مو مجھکو

تلاش نے تری برباد کر کے ای گل رو
ہر اک چمن مین پھرایا برنگ بو مجھکو

یہی ہی منصفی ای آسمان نا منصف
کہ بے نیازی اوسے اور آرزو مجھکو

نماز اسواسطے مسجد مین زاہد جاکے پڑھتے ہین ۔ ترے ابروے سمجھتے ہین وہ محراب عبادت کو
یقین اسکا ہی اولٹے پانون بھاگے خوف مین آکر ۔ اجل دیکھے جو میرے خانۂ تیرہ کی ظلمت کو
نہین ہی زیر ابرو مردمِ چشمِ بت کافر ۔ خدا کے گھر مین مردم آئے ہین گویا عبادت کو

١١٥ ادیب بینوا اور دزبان کھتا ہی یہ مصرع
خداوندا عطا کر فضل سے گنج قناعت کو ١٩

جب سے آیا ہی نظر وہ رخ روشن مجھکو ۔ مہر تابان ہی چراغِ تہِ دامن مجھکو
یاد آیا جو وہ رشک گل گلشن مجھکو ۔ ہو گیا خندۂ گل باغ مین شیون مجھکو
بڑھکے گلخن سے ہوا ہجر مین گلشن مجھکو ۔ ڈھیر انگارون کے ہین پھولون کے خرمن مجھکو
جب سے زندان مین ہی دھیان اونکے رخ روشن کا ۔ چشم پر نور نظر آتے ہین روزن مجھکو
روز گلگشت ہی فرقت مین شب تار لحد ۔ خانۂ گور سے کچھ کم نہین گلشن مجھکو
دل کے آئینہ مین ہی سیر دو عالم حاصل ۔ حال کونین کا گھر بیٹھے ہی روشن مجھکو
بیوفاؤن کی ہوئی جب سے محبت دلمین ۔ حسرتون کے نظر آنے لگے خرمن مجھکو
پاؤن پڑنے سے بتون کے یہ ہوا ہون کامل ۔ ہاتھ آآ کے دکھاتے ہین برہمن مجھکو
زاد رہ ہی سبب خوف رہِ ملک عدم ۔ پاس جب کچھ نہین پھر کیا غم رہزن مجھکو
قبر پر بعد فنا بس ہی چراغ لالہ ۔ کچھ نہین حاجت شمع سر مدفن مجھکو
عشق اوس بت کا گلے میرے پڑا ہی جب سے ۔ رشک زنار ہین تار رگ گردن مجھکو
جاگا دنہین ابھی اقلیم عدم کے مردے ۔ آپ دیدین جو اجازت پئے شیون مجھکو
اے جنون دست درازی تری ہین تب مانو ۔ جب گریبان نظر آئے تہِ دامن مجھکو
گو کہ لاغر ہون مگر دیدۂ اعدا مین ہون خار ۔ چشم کم بین سے نہ دیکھے کوئی دشمن مجھکو

وہ آئے بھی تو وقت نزع گھر میرے عیادت کو
سمجھتے ہی نہین ہین ہم گدا کچھ مال دولت کو
ملک نے لوٹے جو دیکھا آدم خاکی کی صورت کو
مری جانب سے منھ کو پھیرنے کی وجہ روشن ہی
بہت کڑوے ہوئے ہم تلخ کامون نے جو دی نسبت
یقین آتا ہی یہ روئین کہ بندھ جائے ابھی ہچکی
نہین ممکن ہی سیری دیدے سے ہو ہمسے بھوکونکی
دعا دونگا دہان زخم سے مین تجھکو ای قاتل
رہا سیلاب بحر اشک اگر ایسا ہی فرقت مین
وہ آ گرا بر وے دلدار کا نظارہ کر جائین
الٰہی آتے آتے راہ سے وہ پھر گئے کیونکر
نہین خال سیہ ہین یار کی روے کتابی پر
تڑپ کر رات کاٹی ای مسیحا یاد مین تیری
کسیکو شک جو ہووے اونکے صفائے رخ کے دعوے مین
رلاتا ہی مجھے اوٹھ اوٹھ کے یاد اوس مہر طلعت کی
لب ہر زخم سے ہردم یہی آواز آتی ہی
نہ ڈنکا ہی نہ نقارہ پڑے ہین کنج مرقد مین
جزائے خیر دے اسکی مرے قاتل کو ای خالق
یہ وہ شی ہی کلام اللہ مین آیا ہی ذکر اسکا

ملا کب شربت دیدار بیمار محبت کو
کیا ہی اختیار ای منعمو جب سے قناعت کو
دیا ہی کیا جمال اللہ نے مٹی کی مورت کو
کہ خجلت داغ سوزان سے ہی خورشید قیامت کو
لب شیرین سے اونکے جان شیرین کی حلاوت کو
بتان سنگدل دیکھین اگر میری مصیبت کو
اگر تا زندگی دیکھا کرین اوس بت کی صورت کو
کیا سیراب اگر مجھ تشنۂ شوق شہادت کو
توڑھا دے گا کسی دن خانۂ تن کی عمارت کو
جنھین مد نظر جانا ہو کعبے کی زیارت کو
نہ آئین وہ تو موت آ جائے مجھ برگشتہ قسمت کو
ہوئے ہین جمع ہندو مصحف رخ کی تلاوت کو
کسی کروٹ نہ آئی نیند بیمار محبت کو
ابھی موجود آکر صبح صادق ہو شہادت کو
سمجھتا ہون برابر جان کے درد محبت کو
نہ بھولا بچہ شیر دایہ آب خنجر کی حلاوت کو
وہ اس نوبت کو پہنچے جو کہ بجواتے تھے نوبت کو
کہ پھیرا حلق پر خنجر نکالا میری حسرت کو
بھلا کیا آپ جانین شیخ صاحب مے کی حرمت کو

بات کی اونسے تو مین زندہ جاوید ہوا — لب جان بخش ہین گویا کہ مسیحا مجھکو

بہ گیا صورت خاشاک مرا جسم نحیف — بحر زخار رہوا غم مین پسینا مجھکو

شوق دید رخ پر نور نے مثل نرگس — کردیا ہی ہمہ تن چشم تمنا مجھکو

قتل کیا خوب صفائی سے کیا مقتل مین — دست قاتل سے ذرا صدمہ نہ پہونچا مجھکو

دشت مین شعلہ زنی آتش سودا کی بڑھی — بڑھکے پنکھے سے ہوا دامن صحرا مجھکو

ہاتھ مین ہتکڑی پانونمین پڑی ہی بیڑی — گیسوون کا ترے جسدن سے ہی سودا مجھکو

ضعف ایسا ہی جو کرتا ہون تقابل مین کبھی — مورچہ بھی نظر آتا ہی توانا مجھکو

صورت اخلاص حسینان کی ہوئی دلسے محو — یاد وہ مصحف رخسار جب آیا مجھکو

جب کہ دیوانہ ہون ہر شرع کی تکلیف معاف — مین وہ مجنون ہون کہ سب کہتے ہین دانا مجھکو

دل کے بھر آتے ہی آنکھونمین بھی بھر آئے سرشک — خالی آئے جو نظر ساغر و مینا مجھکو

نظر آتا نہین کچھ ہجر مین روتے روتے — پردۂ چشم ہوا آنکھون کا جالا مجھکو

کیون نہ میخانے مین ہو لطف بہار گلزار — پھول گل غنچہ سبو سرو ہی مینا مجھکو

میکدہ خانۂ شادی ہی وہ ہون مست فقیر — قلقل شیشہ ہوا نغمۂ شہنا مجھکو

۱۱۴ ای ادیب آنکھون کی الفت مین یہی کھٹکا ہی — گردش چشم نکردے تہ و بالا مجھکو ۲۷

جو دیکھا خال ابروے بت خورشید طلعت کو — کہا لوگون نے کعبے مین بلال آئے عبادت کو

غضب یہ ہی نہ رحم آیا کبھی اوس بے مروت کو — ہمارے اوسکے برسون ہو گئی صاحب سلامت کو

سمجھتے ہین ہمین عشق مجازی کی حقیقت کو — بتان خوبرو مین دیکھتے ہین اوسکی قدرت کو

عجب کیا ہی جو کر دے کاہ وہ کوہ معصیت کو — جو اپنے حکم سے رائی بنا دیتا ہی پربت کو

دختر رز کی محبت کا ہی سودا مجھکو
موج می بن گئی ہی سلسلۂ پا مجھکو

ناتوانی کا یہ ہی زور تری فرقت مین
سیکڑون من مری گردن کا ہی منکا مجھکو

دست نازک کے ہی دکھنے کا خیال ای قاتل
سر کے جانے کا نہین خوف نہ دھڑکا مجھکو

نیند دم بھر کو بھی آتی نہین ای سیم بدن
پر عنقا ہی ترے ہجر مین سونا مجھکو

بیکلی سے ہی قیامت سے سوا آجکی رات
کل کا وعدہ ہی ترا وعدۂ فردا مجھکو

چین پڑتا نہین ای گل کسی پہلو شب ہجر
بستر خار ہی پھولون کا بچھونا مجھکو

چہرہ خورشید درخشان کف پا مہر منیر
نظر آتا ہی وہ بت نور سراپا مجھکو

پڑ گیا جام مین جب پرتو رخسار ملیح
می گلگون نظر آنے لگی شیرکا مجھکو

سر بلندی مین سمجھتا ہون پڑے رہنے مین
پانون سے اپنے تو ای یار نہ سرکا مجھکو

مردم آنکھون مین جگہ دیتے ہین مثل مردم
کر دیا ضعف نے اس مرتبہ ہلکا مجھکو

کاٹ کر جلد ابھی کر دے سبک ای قاتل
دوش پر بار ہی سر سیکڑون منکا مجھکو

آشنا اوس یم خوبی کا ہوا جسدن سے
کر دیا قطرۂ ناچیز سے دریا مجھکو

کیا ہو پھر منزل مقصود کے ملنے کی امید
خضر رہ ہو کے بتائے جو وہ رستا مجھکو

سرو سولی نظر آیا دم گلگشت چمن
یاد آیا جو کسیکا قد بالا مجھکو

دید کی تاب نہین تابش رخ کے باعث
بے حجابی ہی نقاب رخ زیبا مجھکو

اسقدر زار ہوا ہجر مین روتے روتے
قطرہ اشک بہانے مین ہی دریا مجھکو

دین سے کچھ نہ رہا کام نہ دنیا سے غرض
عشق نے حیف کہین کا بھی نہ رکھا مجھکو

گھر مین دم گھٹنے لگا فصل بہار آیو نہجی
لے چل ای وحشت دل جانب صحرا مجھکو

آگیا وحشت نے دی ہین جو زلفونکا خیال
بن گیا تار نفس جادۂ صحرا مجھکو

یہ حال ہی ئے زہر جو ای رشک مسیحا
حق مین ترے بیمار محبت کی دوا ہو

ای دل کوئی دم یاد سے اوسکی نہو غافل
دم بھر مین بدن سے نہ کہین جان جدا ہو

یارب جو مرے دل مین تمنا ہی وہ برآئے
مقتل مین تہ خنجر قاتل جو گلا ہو

ہو خار نزاکت سے جسے برگ گل تر
افسوس وہ گلفام تہ خاک پڑا ہو

اوسکا ہی خوشا بخت نہ ہے اوسکا نصیبہ
جس شخص کی گردن مین ترا ہاتھ پڑا ہو

وہ دل ہی نہین جسمین نہو مہر و محبت
وہ آنکھ نہین جس مین مروت نہ ذرا ہو

کہتا ہون کہ اغیار کی صحبت نہین اچھی
نت بیٹھے تو ہو دیکھو کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو

ای قاتل اوسے قدر ہو کیا آب بقا کی
جسنے ترے آب دم خنجر کو پیا ہو

ہر نخل چمن سبز کیا موسم گل نے
جو زخم کہ ہی خشک عجب کیا جو ہرا ہو

١١٣ — کیونکر نہ ادیب اوسکو ہو الفت دل و جان سے
کسطرح نہ چاہے وہ تمھین تم جسے چاہو — ٤١

تم جو زلفون سے دکھا دو رخ زیبا مجھکو
رات کو آئے نظر نور کا تڑکا مجھکو

فصل گل آئی ہی زلفون کا ہی سودا مجھکو
لے چل ای جوش جنون جانب صحرا مجھکو

اوسکی فرقت نے کیا زار کچھ ایسا مجھکو
جا کے دشوار ہوا آپ مین آنا مجھکو

جب تصور قد دلدار کا آیا مجھکو
صورت دار ہوا خلد مین طوبا مجھکو

حسرتین ملنے کی اوس بت کے ہین کیا کیا مجھکو
جلد ہو وصل کسی طرح خدایا مجھکو

روشنی مین کف پا ہین ید بیضا مجھکو
لب جان بخش ہین اوس بت کے مسیحا مجھکو

تو نے آنکھین جو عطا کی ہین خدایا مجھکو
شب ہجران کی مصیبت نہ دکھانا مجھکو

لاغر و زار کیا عشق نے ایسا مجھکو
طوق گردن ہی ترے ہاتھ کا چھلا مجھکو

۱۱۲ ۲۷

کیا حسینوں کو فروغ اوس مہ خوبی پر ادیب
ماہ پر فوق ہو کس طرح بھلا تارون کو

یارب یہ کرم سے ترے مقبول دعا ہو — سرزانو دلبر سے نہ تا زیست جدا ہو

امید اوسے آبرو و زیست کی کیا ہو — بیدرد ستمگار سے دل جس کا لگا ہو

مین اور رسوا اسکے تمہین کیا کہون کیا ہو — تم قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو

کس طرح نہ وہ عرش سے رتبے مین سوا ہو — جس دلمین گہر اوس بت کی محبت نے کیا ہو

پردے سے جو وا ہو رخ پرنور تمہارا — ہر ذرے مین خورشید منور کی ضیا ہو

دنیا سے نہ کچھ کام نہ کچھ دین سے مطلب — مردود دو عالم ہون محبت کا برا ہو

رخ سے جو نقاب اوٹھے تو ہون درد و الم دور — دل دیکھتے ہی سبزہ عارض کو ہرا ہو

اعجاز مسیحا ہی لبون مین تو عجب کیا — رشک ید بیضا جو تمہاری کف پا ہو

قاتل جو نمک شور تبسم کا چھڑک دے — ای دل تجھے کچھ زخم کے کھانیکا مزا ہو

پیری مین نکیون ناوک مژگان کی ہو الفت — ہی ضعف بڑھاپے مین سہارے کو عصا ہو

محرومی قسمت سے ملین ہم کف افسوس — ہیہات کہ اوس شوخ کی پابوس حنا ہو

اس داد و ستد مین تو ہمارا ہی ہی کچھ سود — تم پھیر لو بوسہ جو کوئی ہمکو دیا ہو

گلشن ہی شب ماہ ہی می بھی ہی گزک بھی — ایسے مین جو وہ رشک گل آئے تو مزا ہو

تو گل ہی تو ہو بوے وفا تجھمین سراپا — پیراہن تن عطر محبت مین بسا ہو

ہم مست فقیرونکی دعا ہی یہی ہر دم — آباد رہے میکدہ ساقی کا بھلا ہو

ای دل جو ہی منظور نظر آنکھونمین بنا — لازم ہی تجھے یار کی خاک کف پا ہو

بیدار رہو ای دل جو ترا بخت ہو خفتہ — سنگ در جانان پر اگر ناصیہ سا ہو

پیری مین کرتی ہی مری آہ رسا اثر
تیر اس کمان کا کبھی کرتا خطا نہین

خورشید و ماہ جلوہ دکھائین جہان مین
جب تک نقاب سے رخ پر نور وا نہین

ہنگام نزع حسرت و غم کا ہجوم ہی
کس طرح نکلے جان حزین راستا نہین

پی ہو کبھی تو ذائقہ می کا لطف ہو
زاہد کو میکشی کا ذرا بھی مزا نہین

دم بھر کے میہمان ہین مثل حباب سب
بحر جہان مین کون ہی جسکو فنا نہین

روتا ہی سن کے وہ بت سنگین دل ای ادیب
شکر خدا کہ نالے مرے نارسا نہین

ردیف واو

۱۱۱ — ۱۲

یاس سے تیر بجائین کبھی کہسارون کو
دیکھلین کبک اگر چاند سے رخسارون کو

فاقہ مستی مین قناعت ہی یہ میخوارون کو
مال کوڑی کا سمجھتے نہین زردارون کو

قفس تن سے ہوا طائر روح اونکا ہوا
جب ہوئی یاس رہائی سے گرفتارون کو

عاشق خط کا مگر قتل ہی منظور نظر
تم جو زہراب مین بجھواتے ہو تلوارون کو

ای خوشا بخت کہ ہین یہ اوس گلی کے مقیم
باغ فردوس ملا ہم سے گنہگارون کو

کیون نہ آزاد رہین قید غم عقبی سے
تیری رحمت کا بھروسا ہی گنہگارون کو

زندہ در گور رہا کرتے ہین ای رشک مسیح
زندگی موت ہوئی ہی ترے بیمارون کو

جستجو سے بھی نپایا مجھے وہ لاغر ہون
نہ ملا چارہ گردون کو نہ ستمگارون کو

کچھ نہ دنیا سے علاقہ ہی نہ عقبی سے اونہین
سمجھو آزاد محبت کے گرفتارون کو

بام پر چڑھکے عدو دید کرین روزن کی
حیف ہم دور سے دیکھا کرین دیوارون کو

ہم ہین جانباز نہ جھپکینگے آنکھ او قاتل
سخت جان وہ ہین کہ آرا کرین تلوارون کو

ای طبیبو تمھین سودا ہی دوا کرو
زہر ہوتی ہی دوا عشق کے بیمارون کو

ہمیشہ کہتے ہین کیون مجھسے ترک الفت کو
برایہ حق مین مرے خیرخواہ کرتے ہین

ہزارون روتے ہین سنکر بتان سنگین دل
جو دردمند ترے ایک آہ کرتے ہین

شراب پیتے سے کیون منع کرتے ہین واعظ
ہم اوسکے بندے ہین اوسکا گناہ کرتے ہین

اوسے خبر نہین رہتی ہی کچھ زمانے کی
وہ چشم مست سے جسپر نگاہ کرتے ہین

مدام اونکی محبت مین جھانکتے ہین کنوئین
جو لوگ زہرہ جبینون کی چاہ کرتے ہین

غزل تو کچھ بھی یہ تو نے نہین کہی آے ادیب
عنایت اونکی ہی جو واہ واہ کرتے ہین

۱۱۰ ۱۸

پوچھا جب اوسے گھر کبھی آوگے یا نہین
بیساختہ جواب مین ہمسے کہا نہین
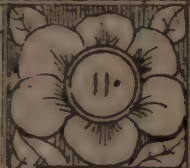
مرمر کے تیرے ہجر مین کسدن جیا نہین
لیکن کبھی زبان پر آیا گلا نہین

ہم مشربون مین کیون نہ ہون بیٹھکر مدام
مین رند بادہ نوش ہون کچھ پارسا نہین

رنگین مزاج رہتے ہین آزاد قید سے
پابند دام طائر رنگ حنا نہین

می ہی چمن ہی اور شب ماہتاب ہی
افسوس ہی کہ ایسے مین وہ مہ لقا نہین

اوسوقت کی تو حسرت دل کچھ نہ پوچھیے
جسدم سوال بوسہ پر اوسنے کہا نہین

ہمکو سوال وصل پر انکار ہی رہا
ہان بھولکر نکی کبھی ایسی بھی کیا نہین

اللہ رے اضطراب دل بے قرار کا
مرقد مین بعد مرگ مین دم بھر رہا نہین

ای تیر یار دل مین ہو جلد آکے میہمان
آباد مدتون سے یہ مہمان سرا نہین

ہون مثل شمع معرکہ عشق مین مقیم
سر کٹ گیا مگر قدم اپنا ہٹا نہین

سوسن کو باتین کرنی گیا اوسے چشمداشت
نرگس کو آنکھ اونکے جو گل دیکھتا نہین

آہون سے ہین شگفتہ گل و غنچہ ہائے دل
ان پھولون کو ضرورت باد صبا نہین

دست جنون نے پھاڑ کے پھینکا یہ رخت تن
ہاتھوں سے آستین گری کوس بھر کہین

اہل جہان پکار اوٹھین گرمی سے الامان
بھڑکے جو اپنی آتش داغ جگر کہین

گن گن کے تارے شام سے کرتے ہین ہم سحر
جاتا ہی اپنے پاس سے جب وہ قمر کہین

نازک بہت ہی شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا
اے بت جو اسکو ٹھیس لگی بھولکر کہین

اک لالہ رو کی یاد دلاتا ہی ہر گھڑی
دل سے مجھے عزیز ہی داغ جگر کہین

نالون کا اپنے حال یہی ہی تو ڈر یہ ہی
ارض و سما ابھی نہون زیر و زبر کہین

اونکی نگاہ پھرتے ہی مین ہوگیا شہید
برچھی لگی جو ہوگئی ترچھی نظر کہین

محروم ہی رہے تھے شہادت سے روز قتل
قاتل کو ہم نہ رکھتے اگر بار سر کہین

ہیبت سے ہجر یار کے ایسا ہوا ہون خشک
سارے بدن مین خون نہین ذرہ بھر کہین

جو مست ہین مدام وہ زینت سے ہین نفور
مسی لگی نہ دیکھی لب جام پر کہین

۱۰۹ — ادیب — ۱۳

درد دل و جگر کی دوا پوچھتے
ملتا ہمین وہ رشک مسیحا اگر کہین

جو دید روے بت رشک ماہ کرتے ہین
وہ چاند پر نہین ہرگز نگاہ کرتے ہین

بلا سبب نہین گردش مین رہتے ہین دن رات
اگر تلاش تری مہر و ماہ کرتے ہین

چھری ہمارے کلیجے کے پار ہوتی ہی
ادھر وہ جب کبھی ترچھی نگاہ کرتے ہین

حساب ہو نسکے تاکہ اونکا روز حساب
ہم اس خیال سے بیحد گناہ کرتے ہین

وہ زار ہون کہ نہین اونکو بھی نظر آتا
جو خرد بین سے مجھپر نگاہ کرتے ہین

یہ کیا ستم ہی کہ پاتے ہین ہر گھڑی ترچھی
نگاہ کو جو تری ہم نگاہ کرتے ہین

سلام دور سے اونکو ہی لب ہمارا بھی
رقیب سے وہ اگر رسم و رہ کرتے ہین

۲۰۸ — ۲۸

کب یا طوق یا زمین گریبان نہیں ادیب
کس روز آب اشک مرے تا گلو نہیں

آنکھیں ہماری روئیں اگر پھوٹ کر کہیں
سیلاب تا گلو ہو کہیں تا کمر کہیں

ملک عدم کی راہ نہیں بے خطر کہیں
رہزن تو جا بجا ہیں نہیں راہبر کہیں

پھرتے ہیں دربدر نہیں رکھتے ہیں گھر کہیں
خانہ بدوش شام کہیں ہیں سحر کہیں

مجھ تشنہ کام کا ہو دہن خشک تر کہیں
مل جائے آب خنجر بیداد گر کہیں

سودائے زلف یار سے یارب نجات ہو
چھوٹوں بلا سے جائے بھی یہ درد سر کہیں

کیونکر نہ اضطراب ہو دل کو شب وصال
ڈر ہی نہ بول اوٹھیں طیور سحر کہیں

ایسا بدن چرا کے وہ بیٹھے شب وصال
مثل کمر پتا نہ ملا رات بھر کہیں

عاشق وہ ہیں کہ رہتے ہیں آرام سے نفور
اوڑجائے نیند تکیے میں بھر دیں جو پر کہیں

خوش طالعی سے آئے جو دم بھر کو حور خلد
کوچے سے پھر نجائے ترے عمر بھر کہیں

ہمنے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات
ای رشک ماہ تم جو رہے رات بھر کہیں

شیشے میں آکے بال کا جانا محال ہی
دل سے گئی ہی الفت موے کمر کہیں

صیاد کے ستم سے چمن میں ہزار حیف
بلبل کا سر پڑا ہی کہیں اور پر کہیں

یارب ہمارے دلسے نہو محو داغ عشق
ڈر ہی کہ بے چراغ نہو جائے گھر کہیں

دنیا میں ایک شاد تو ناشاد ایک ہی
خندان کہیں کوئی ہی کوئی نوحہ گر کہیں

کوچے میں تیرے جم گئے مانند نقش پا
مر مٹکے اب تو اوٹھیں گے ای سیمبر کہیں

دیکھا جو غور سے تو ہر اک شے میں ہی وہی
ظاہر میں گو نہیں ہی بت جلوہ گر کہیں

سنسان ہی مسافر ملک عدم کی راہ
ملتا نہیں ہی نام کو بھی ہمسفر کہیں

رہتا ہون آب دیدہ مین ہمشکل آئینہ
جسدن سے میرے پاس وہ آئینہ رو نہین

اک تو ہی جز جفا کے نہین ہی ترا شعار
اک ہم ہین جز وفا کے کوئی اپنی خو نہین

اہل صفا جو ہین وہ پھٹے حال رہتے ہین
دامان چاک صبح مین دیکھو رفو نہین

عزت سے اپنی زیست ہی ذلت سے موت بہتر
آب حیات سے ہمین کم آبرو نہین

جلتی ہی شمع روتی بھی ہی سو ہجر مین
جس روز سے کہ بزم مین وہ شمعرو نہین

ایسے گڑے زمین مین اوس قد کی شرم سے
سرو ایستادہ ایک لب آبجو نہین

جز موت عشق مین لب جانبخش یار کے
الیاس و خضر کو کوئی آرزو نہین

دلمین ہی عرش و فرش و مکان لامکان ہی
وہ کونسی جگہ ہی جہان پر کہ تو نہین

کیا لطف زیست ابرو جانان کے عشق مین
جب تک کہ زیر خنجر قاتل گلو نہین

ہم مست بوے زلف سے سونگھین گے پھول کر
وہ پھول جن مین بوے مشکبو نہین

پوچھا جب اوسنے عاشق شیدا ہین کون کون
بولے عجب ناز سے سب ایک تو نہین

تو جسطرف ہی ایک زمانہ ہی اوسطرف
دنیا مین اوسکا کوئی نہین جسکا تو نہین

بیچین دل ہی اور نہین ہی مجھے قرار
ای درد ہجر یار جو سینے مین تو نہین

حاصل نماز کر سے کیا کعبے کی طرف
زاہد ترا جو خانۂ دل قبلہ رو نہین

مایوس اوسکے فضل سے ہرگز نہو بشر
کیا مصحف مجید مین لاتقنطوا نہین

ہرگز نہ چھو تو دختر رز پاک باز کو
ای شیخ آب می سے جو تجھکو وضو نہین

تشنہ ہوا ہی خون کا سوفار یار کب
اک بوند جب بدن مین ہمارے لہو نہین

ہی روز وصل چہرۂ روشن نہین ترا
سمتی ہی شب فراق کی یہ خال رو نہین

ای کان حسن جو نہ پڑے کان مین ترے
اوس گوہر خوشاب کی خاک آبرو نہین

پی اسیری رندان بادہ کش ہی دام / یہ سرخ ڈورے نہین چشم مست یار مین ہین

قبائے گل مین بھی دیکھے نہین وہ ای بلبل / جو پھول بوٹے مرے گل کے جامہ وار مین ہین

ہزارون جھگڑے بکھیڑے ہین ساتھ رندون کے / جو مر گئے وہ بڑے چین سے مزار مین ہین

جنون مین گیسو و عارض کے پھرتے ہین دن رات / کبھی مقیم حلب مین کبھی تتار مین ہین

ترے کرم سے عجب کیا جو پار بیڑا ہو / اگرچہ پھنس گئے اسوقت بیچ دھار مین ہین

ہمین نہ دید بھی حاصل ہوئی ہوا محرومی / خوشا وہ پھول جو تیرے گلے کے ہار مین ہین

وہ جان جان جو گیا ساتھ اوسکی جان گئی / ہم اپنے گھر مین نہین بیٹھے مزار مین ہین

۱۰۷ ملک فلک بشر و جن دیو و حور و پری / ادیب جتنے ہین سب اوسکے اختیار مین ہین ۳۰

مہر و وفا و رحم حسینون کی خو نہین / یہ ہین وہ گل کہ جنمین محبت کی بو نہین

می ہی چمن ہی ابر ہی کوئی عدو نہین / سامان عیش سب ہین مگر حیف تو نہین

حلقہ بگوش جو ترے ای نیک خو نہین / اون موتیون کی خاک کہین آبرو نہین

جو ہون قبول نذر کو حاضر ہین استخوان / دلدار سے کم ای سگ دلدار تو نہین

خورشید حشر کہتے ہین سب جسکو وہ یہ ہی / داغ فراق سینے مین ای لالہ رو نہین

دھوئے بیٹھے آبرو سے محبت مین ہاتھ ہم / یہ وہ وضو ہی جس سے کہ بہتر وضو نہین

پیتا ہی شیخ چھپ کے می ناب کس لیے / لاحق غبار دل کی اگر شست و شو نہین

اقرار وصل کرکے نہ انکار چاہیے / ہان کرکے اب نکریے مرے روبرو نہین

ایسا کیا ہی تیرے تغافل نے نا امید / جز یاس میرے دل مین کوئی آرزو نہین

ایسا لبون کے عشق مین جینے سے سیر ہین / مر جانے کے سوا کوئی اب آرزو نہین

ہم ایسے محو خیال جمال یار مین ہین — کہ یہ خبر نہین کس ملک کس دیار مین ہین

کہا جب اونسے کہ آؤ ہم انتظار مین ہین — تو بولے ناز سے وہ ہم ابھی سنگار مین ہین

نحیف و زار ہم اسطرح ہجر یار مین ہین — کہ جکڑے اور بندھے اک نفس کے تار مین ہین

نہ وقت نزع نہ وہ قبر کے فشار مین ہین — عذاب جان کو اپنی جو ہجر یار مین ہین

شب وصال نہ وہ روز وصل یار مین ہین — جو لطف عاشق شیدا کو انتظار مین ہین

نہین ہی خواہش باغ جنان ہمین ہرگز — مقیم جب سے کہ فردوس کوے یار مین ہین

نظر لگائے ہین در پر تو کان آہٹ پر — ہم ایسے وعدے کی شب اونکے انتظار مین ہین

ہم اوٹھکے دیر سے بیٹھے ہین کعبے مین جاکر — بتون کو چھوڑکے اب یاد کردگار مین ہین

پھنسا جو آکے نہ چھوٹا وہ تا بزیست کبھی — بلا کے پیچ تری زلف پیچدار مین ہین

گرہ جو دیکھلی تو صاف یہ کھلا عقدہ — بندھے ہوے دل عشاق زلف یار مین ہین

خوشی یہ آنے کی اونکے ہوئی کہ بیخود ہون — گیا مین آپ سے ایسا وہ انتظار مین ہین

جسے کہ دیکھ لیا اوسکو کردیا بیہوش — غضب کے سحر بھرے چشم مست یار مین ہین

جسے کہ دیکھو لگاتا ہی اپنی آنکھون مین — خواص سرمہ مگر خاک پاے یار مین ہین

اگر خطا کوئی ہو تو معاف کر دینا — یہ دست شوق نہین میرے اختیار مین ہین

ستم مین مثل تو اونکا نظر نہین آتا — وہ ایک بانی جور و جفا ہزار مین ہین

یہ گرمی آتش سودا کی دشت مین بھڑکی — کہ جسکی وجہ سے کانٹے زبان خار مین ہین

کبھی نہ حشر مین پیاسے رہین گے ای قاتل — جو تیرے سایۂ شمشیر آبدار مین ہین

پس فنا بھی محبت ہی روے روشن کی — ہین رشک مہر جو ذرے مرے مزار مین ہین

دل اہل بزم کا جلتا ہی دیکھکر حالت — گداز و سوز عجب شمع اشکبار مین ہین

(۱۰۵) ضعف پیری کے سبب سے نہین خم پشت ادیب
بار عصیان کی گرانی سے جھکے جاتے ہین (۱۶)

اگر ترے رخ پر نور سے حجاب نہین
تو کس لیے پھر اودھر رو آفتاب نہین

ہزار طرح چھپاتے ہین وہ نہین چھپتا
نقاب سے رخ پر نور کو حجاب نہین

وہ بادہ کش ہون بلانوش سیر پینے سے
شراب خانے مین اک بوند بھی شراب نہین

فروغ حسن سے ہی پردہ پوش عریانی
تمھارے چہرے کو کچھ حاجت نقاب نہین

یہ برق کوندر ہی ہی رخ منور کی
کہ آفتاب کو بھی دیکھنے کی تاب نہین

نہین ہی گیسوے پیچان کے پیچ سنبل مین
گہر مین گوہر دندان کی آب و تاب نہین

پھر اوسکے ذکر کی تکرار کیون ہی منبر پر
جو واعظو تمھین کچھ الفت شراب نہین

ہر ایک خانۂ دل مین ہی جلوۂ رخسار
وہ کون گھر ہی جہان نور آفتاب نہین

ترا وہ رتبۂ عالی ہی کہتے ہین عرشی
زمین پر کوئی ایسا فلک جناب نہین

اسی ہلال کا اے شہ سوار رونا ہی
ہماری آنکھ کا حلقہ تری رکاب نہین

ہوا یہ سکتہ مری بیقراری دل سے
کہ مرغ قبلہ نما کو بھی اضطراب نہین

کب اپنے نالون سے عالم نہین تہ و بالا
زمین و چرخ کو کس روز انقلاب نہین

ریا کو چھوڑ دے پیری ہی وقت مرگ اے شیخ
گناہ سے ہی سیہ و تر اخضاب نہین

بجا ہی جو ہی ترش رو و بد مزاج وہ گل
مزے مین جسکے نہ تلخی ہو وہ گلاب نہین

مقابل اوس رخ پر نور کے ہو کس دن
مثال شپرہ مخفی کب آفتاب نہین

(۱۰۶) ادیب فرط گنہ سے نہین خجل کس روز
کب انفعال معاصی سے آب آب نہین (۲۷)

کیا کہین پانون مرے ریگ بیابان کی تپش
ای جنون دانۂ زنجیر سے بھنے جاتے ہین

نظر آیا اثر او لٹا ہمین ای رشک مسیح
لب جان بخش ترے دیکھ کے مر جاتے ہین

لب ہر گور سے آتی ہی یہ ہر وقت صدا
آخر اس گھر مین سبھی شاہ و گدا آتے ہین

ایک دم کے لیے ہم ٹھہرے ہین مانند حباب
بحر عالم مین ابھی آئے ابھی جاتے ہین

نہین کھلتا ہمین اقلیم عدم کا کچھ حال
کسلیے لوگ شب و روز چلے جاتے ہین

قد آدم نہ کہین مہر قیامت سے نکلے
زلف شبگون رخ روشن سے وہ سرکاتے ہین

ہون وہ بیمار کہ رگ رگ مین ہی سوزش تب ہجر
نبض سے ہاتھ طبیبون کے چلے جاتے ہین

دیکھتے ہین جو گہر آب در دندان کی
عرق شرم مین خجلت سے نہا جاتے ہین

اونکو کہتا ہی ہر اک زندۂ جاوید یہ ہین
پہلے مر جانے سے جو لوگ کہ مر جاتے ہین

ہمکو جو بات نظر آئی سراپا مین ترے
خوبرویان جہان مین وہ نہین پاتے ہین

کبھی پژمردہ نہین ہوتے گل داغ جگر
یہ ہین وہ پھول خزان مین نہین مرجھاتے ہین

ہجر کی رات تو مر جاتے ہین سب مرغ سحر
شام سے وصل کی شب جان ہی کھاتے ہین

جذبۂ دل کشش شوق کے یہ معنی ہین
خود بخود ہم طرف یار کھچے جاتے ہین

جان دیتے ہین مسیحا بھی لبون پر اوسکے
سبزۂ خط پر اگر زہر خضر کھاتے ہین

خوبرویون کی محبت ہی مری جان کے ساتھ
محض نادان ہین جو لوگ کہ سمجھاتے ہین

ہاتھ سے اپنے جو قاتل مجھے کرتا ہی شہید
دیکھکر رشک سے اغیار کٹے جاتے ہین

ہاتھ پھر اوٹھتے ہین دامان و گریبان کیطرف
پھر بہار آئی ہی تلوے مرے کھجلاتے ہین

کیا مزہ ہی کہ نہین دونون کی نیت بھرتی
غم ہمین اور غم یار کو ہم کھاتے ہین

ہون وہ گریان کہ شب ہجر جو بین روتے تلمون
ساتون افلاک مرے نالون سے ہل جاتے ہین

تا زیست رہائی نظر آتی نہین ہم کو
زلفون کی محبت سے پڑے آکے بلا مین

پونہچا ہی فلک پر ابھی بنکر نہ تا بان
اللہ ری شوخی ترے نقش کف پا مین

اوس وعدہ فراموش کی باتون کا بھروسا
جو وعدہ کرے اور مکر جاے ذرا مین

روتا ہی وہ بت نالون کو سنکر مرے صد شکر
اتنی تو ہی تاثیر مری آہ و بکا مین

جاتی نہین یاد اوسکے رخ و زلف کی دل سے
ہم رہتے ہین مشغول شب و روز بکا مین

یاد دہن تنگ کر گئی جو ہمین تنگ
ملجائین گے اک روز ہم ارباب فنا مین

ہمنے تو کسی کے وہ کرم مین بھی نہ پایا
جو لطف ملا ہم کو ترے جور و جفا مین

وہ نیچی نگاہین بھی غضب کرتی ہین برپا
شوخی بھی ہی درپردہ کچھ اون کی حیا مین

ہمنے نہ کیا جور و جفا کا کبھی شکوہ
رکھا ہی قدم جب سے رہ صبر و رضا مین

مانند حباب آکے کبھی سر نہ اوٹھائے
دم بھر بھی اگر کوئی رہے بحر فنا مین

وہ نخل تمنا کہو کس طرح ہو سرسبز
جسکی کہ قلم شاخ ہوئی نشو و نما مین

۱۰۴
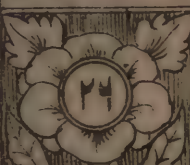
ہمنے تو ادیب ابھی غزل کچھ بھی نہ لکھی
سنے کو فقط آئے ہین بزم شعرا مین

۲۶

رخصت اے زیست کہ خنجر لیے وہ آتے ہین
مژدہ اے موت کہ ہم جان سے اب جاتے ہین

اپنے گھر مین جو کسی روز اونھین پاتے ہین
فرط شادی سے نہین آپ مین ہم آتے ہین

خواب مین پاس کسی روز جو وہ آتے ہین
بخت خفتہ کو ہمارے وہ جگا جاتے ہین

پی گلگشت جو وہ سوے چمن جاتے ہین
گل گلزار اونھین دیکھکے شرماتے ہین

واہ کیا ہمسے حیا کرتے ہین شرماتے ہین
منھ چھپائے ہوے وہ خواب مین بھی آتے ہین

در بنا لیتے ہین پاس اوسکے چلے جاتے ہین
سر کو جب یار کی دیوار سے ٹکراتے ہین

سمجھتے ہین وہ ہی غفار اک دن بخش ہی دیگا
نہین کچھ خوف عقبی رند می آشام کرتے ہین

ہوا کرتا ہی برگ گل کا شک اوراق دیوان پر
غزل مین ہم جو وصف عارض گلفام کرتے ہین

سمجھتے ہین بڑی اک اک گھڑی روز قیامت سے
جدائی سے بسر اسطرح ہم ایام کرتے ہین

نہین آتی ہی دم بھر نیند عشق چشم جانان مین
تماشا طرفہ ہی خشکی ہمین بادام کرتے ہین

ذرا بھی ای جنون صحرا نوردی کی نہین طاقت
ہم اپنے خانۂ زنجیر مین آرام کرتے ہین

رہا کرتا ہون دید زلف کا یون منتظر ہر دم
کہ روزہ دار جیسے انتظار شام کرتے ہین

غضب کا سحر ہی ای یار تیری چشم جادو مین
تصدق اپنی آنکھین دیکھکر بادام کرتے ہین

نہ کھائین جان میری شام ہی سے وصل کی شب مین
یہ مرغان سحر کیون شور بے ہنگام کرتے ہین

فقط قیمت ہی نقد بوسہ جو دیگا وہ پائیگا
ہم اپنی جنس دل کو ای بتو نیلام کرتے ہین

دل آوارہ اب یون چین ہی اوسکی زلفون مین
مسافر جس طرح آرام وقت شام کرتے ہین

۱۰۳ ادیب آغوش مین اپنی بٹھاتے ہین وہی چھپکر
جو واعظ دخت رز سے رندون کو بدنام کرتے ہین ۱۹

لٹکی کمر و دوش سے ادجھی کف پا مین
یہ کیسی رسائی ہی تری زلف رسا مین

جو بات نظر آئی ہمین اوسکی ادا مین
کسنے کہین دیکھی ہی کسی ماہ لقا مین

سب دیکھتے ہی ڈوب گئے بحر فنا مین
لاکھون کی قضا آئی تری ایک ادا مین

کیون چھوڑکے جاتے ہو ہمین آہ و بکا مین
للہ نہ تم جاؤ کہین آب و ہوا مین

تا زیست وہ پابند رہا دام بلا مین
جو دل کہ پھنسا جاکے تری زلف دوتا مین

ایفا نہ کیا ایک بھی جب وصل کا وعدہ
کسطرح کہین پھر تمھین ہم اہل وفا مین

ای بادشہ حسن ستانا نہین اچھا
باقی اثر اتنک ہی فقیرونکی دعا مین

پھنس کے پھندے نہین ترے زلف کے چھٹنا معلوم
یہ وہ ہی قید کہ جسکی کوئی میعاد نہین

حشر مین ہونگے ہم انصاف طلب داور سے
ترے بیداد کی دنیا مین کہین داد نہین

چین سے تجھ مین نہ ای قصر فلک کوئی رہا
نیک ساعت کی بنا تک تری بنیاد نہین

سخت جانی مری کہتی ہی یہ اوس قاتل سے
آج یا ہم نہین یا خنجر فولاد نہین

ناز کرنا ہی بجا اوسکو رگ جان سے مرے
نوک جسمین نہین وہ نشتر فصاد نہین

اوسکی مٹھی مین اسیری ہی ہر اک بلبل کی
جال پھیلا ہی خطوط کف صیاد نہین

۱۰۲

غم غلط کرنے کو کہہ لیتے ہین اشعار ادیب
ہم کو منظور کسی سے طلب داد نہین

۲۲

وہ تمشیر ادا سے قتل خاص و عام کرتے ہین
بڑے بیدرد ہین تیغ قضا کا کام کرتے ہین

خیال زلف و رخ مین جب سحر سے شام کرتے ہین
بڑی مشکل سے گویا فتح ملک شام کرتے ہین

عبث حرص و تمنا عاشق ناکام کرتے ہین
ملا سیب ذقن کسکو خیال خام کرتے ہین

نہین غافل ہین مستی مین وہ یاد حق سے ای واعظ
جو ہو حق میکدے مین رند مے آشام کرتے ہین

وہ اپنے دوش پر لٹکاتے ہین جب زلف پیچان کو
ہمارے طائر دل کو اسیر دام کرتے ہین

جلاتے ہین لب جان بخش کے بوسے سے مردونکو
وہ زندہ حضرت عیسی کا گویا نام کرتے ہین

تڑپتے رہتے ہین انگارون پر ای ماہ ہم شب بھر
تب فرقت مین دم بھر بھی نہین آرام کرتے ہین

شب گیسو کی ایسی تیرگی چھائی ہی عالم مین
ادا دھوکے سے سب دن کو نماز شام کرتے ہین

خدا کے فضل سے مین وہ نصیبے کا سکندر ہون
کہ مجھسے آئینہ رو وصل کا پیغام کرتے ہین

جو دنیا سے گئے چھوٹے وہ سب جھگڑون بکھیڑون سے
لحد مین سو رہے ہین چین سے آرام کرتے ہین

چڑھا جاتے ہین خم کے خم مگر سیری نہین ہوتی
بلا نوشی بلا کی رند مے آشام کرتے ہین

یہ تیا ظلم ہی شاکی نہین تیرا کوئی ۔ پیر گردون کو بھی یہ طرزِ ستم یاد نہین

وہی قاتل ہی جو اک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرے ۔ جو کہ تسمے کو لگا رکھے وہ جلاد نہین

ظلم تو ایسے اوٹھائے کہ خدا کی ہی پناہ ۔ پھر بھی قاتل سے ہمین شکوۂ بیداد نہین

کسکے اوس وعدہ فراموش کے آنے کی خبر ۔ ایسے بھولے ہین کہ اپنی بھی ہمین یاد نہین

کاٹ مین گھاٹ مین دم خم مین اصالت مین بھی ۔ بڑھکے مژگان سے ترے خنجر فولاد نہین

کرم اوسپر ہی شب و روز ستم ہی جسپر ۔ ظلم اوسپر ہی کہ جسپر تری بیداد نہین

کسطرح نامہ و پیغام کی رکھین امید ۔ ہمسے بھولے ہو ونکی جبکہ اونھین یاد نہین

آہ و نالہ وہ نہین جس سے نکانپ اوٹھے عرش ۔ دل تو ون کا نہ ہلے جس سے وہ فریاد نہین

ای سہی قد ہی ترا بندۂ فرمان بردار ۔ سروِ آزاد بھی گلزار مین آزاد نہین

ہمہ وغم دوست مین ہی رنج سے راحت حاصل ۔ شادمانی سے ذرا خوش دلِ ناشاد نہین

اوسکا ای دل جو تصور ہی تو سب کچھ ہی ہم ۔ وہ اگر یاد نہین تجھکو تو کچھ یاد نہین

تشنۂ شوق شہادت ہون یہی حسرت ہی ۔ تا گلو آب دم خنجر جلاد نہین

ملک الموت یہ بھولے شب فرقت مجھکو ۔ وہ تو کیا اونکے فرشتون کو مری یاد نہین

ہاتھ سے اپنے گلا کاٹکے مین مر جاتا ۔ حیف قبضے مین مرے خنجر جلاد نہین

بھولے پیری مین سب ایام جوانی کے مزے ۔ خواب کی بات تھی گویا وہ ہمین یاد نہین

تنکے گلشن مین چنا کرتے ہین یاد قد مین ۔ کم ہمین سایہ سے کچھ سایۂ شمشاد نہین

جانکنی مین بھی مین آپ سے جان شیرین ۔ سر کو ہم پھوڑکے مرجائینگے وہ فرہاد نہین

شیشۂ دلمین ہمارا اوتر آئے وہ پری ۔ عاملون کو کوئی ایسا تو عمل یاد نہین

قیس و فرہاد ہین شاگرد ونکے ادنی شاگرد ۔ عاشقی مین کوئی مجھسا جگت استاد نہین

وہ جدھر جاتے ہین ہیتا ہو نہین ہمراہ رکاب
نقش محبوب میرے لیے نقش قدم ہوتے ہین

اس جگہ چلتی نہین تفرقہ پردازی چرخ
ڈاب مین عاشق و معشوق بہم ہوتے ہین

خانۂ کعبہ سے ہم بڑھکے سمجھتے ہین اوسے
ای بتو آپ کے جس گھر مین قدم ہوتے ہین

ہین وہ مشتاق شہادت کہ بُلائے جو وہ ترک
لیکے سر ہاتھ مین حاضر ابھی ہم ہوتے ہین

آنکھین پتھرا گئین دروازے کو تکتے تکتے
پھر بھی آتے نہین پتھر کے صنم ہوتے ہین

دولت وصل ملی جسکو ہوا مالا مال
دلبر سیم بدن طرفہ رقم ہوتے ہین

تکتی ہی دیدۂ حسرت سے ہمین نرگس باغ
چشم بیمار کے بیمار جو ہم ہوتے ہین

مژدۂ قتل جو سن لیتے ہین قاتل سے کبھی
مستعد ساتھ کمر باندھ کے ہم ہوتے ہین

نہ کیا جرم کوئی اونکا نہ کچھ چوری کی
لکھنے پر خط کے فقط ہاتھ قلم ہوتے ہین

دھوپ مین پھینکدیا لاش کو میری پس قتل
تم سے بیدرد ستمگار تو کم ہوتے ہین

صورت سبزۂ بیگانہ نکالو ان کو
غیر ای سبز خط و سبز قدم ہوتے ہین

رخصت ای زیست کہ ہم جاتے ہین پیش قاتل
مژدہ ای موت کہ تیغ دو دم ہوتے ہین

۱۰۱

ہجر مین دل سے لگائے اونھین رہتے ہین ادیب
ہاتھ جو گردن دلدار مین خم ہوتے ہین

۳۱

حسرتین ہون بھری جس دلمین وہ ناشاد نہین
درد و غم کا جو نہ مسکن ہو وہ آباد نہین

گردن افسوس کہ خنجر جلاد نہین
وای تقدیر کہ ہم کشتۂ بیداد نہین

جان بری اب تری ای بلبل ناشاد نہین
جان لینے کو اجل آئی ہی صیاد نہین

اوس ستمگر کے ستم کرنے سے جو شاد نہین
ای ادیب اوسکو ذرا لذت بیداد نہین

وہ پری وش نہین جسمین کہ نہو کچھ شوخی
چٹکیون مین نہ اوڑائے وہ پریزاد نہین

دہان تنگ نہو گا کسی طرح ثابت
یہ کس لیے شعرا قیل و قال کرتے ہین

ہی جائے سجدہ کہ لوگون مین سربلندی ہی
وہ اپنے ہاتھ سے سر پایمال کرتے ہین

تمام عمر سے جنکا ہی شوق دید ہمین
ستم ہی پھیر کے منھ وہ حلال کرتے ہین

ہزارون ہوتے ہین تیغ نگاہ سے بسمل
جدھر کو بزم مین وہ دیکھ بھال کرتے ہین

گیا جو بدر خجل مہ جبینون نے تو کیا
دلو نمین کرتے ہین گھر یہ کمال کرتے ہین

کہا یہ اوسنے جو مرنے لگا مین فرقت مین
حرام موت نہ تم ہم حلال کرتے ہین

ہمارے دل سے جدا ایک دم نہین ہوتا
خیال یار کو ہمدم خیال کرتے ہین

کسیکے آگے نہ دست طلب کبھی اوٹھے
سوال تجھسے یہ ای ذوالجلال کرتے ہین

جو اشک آنکھون سے اپنی روان ہی فرقت مین
وہ شست و شوئے غبار ملال کرتے ہین

نحیف و زار ہوے عشق چشم مین ایسے
کہ ہم کو پائے نظر پایمال کرتے ہین

جو بیس ماہ دو ہفتہ سے جانتے ہین تمھین
خیال رخ کو بھی وہ بے مثال کرتے ہین

جو خال ہی دہن تنگ یار پر ہم اوسے
خیال مردم چشم خیال کرتے ہین

کشان کشان چلے آتے ہین جذب ایسا ہی
جب اونکو دل مین کبھی ہم خیال کرتے ہین

۱۰۰

مشاعرے مین ہر اک سن کے جھومتا ہی ادیب
غزل جو نظم کبھی حسب حال کرتے ہین
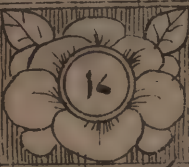
۱۷

ای خوشا بخت تہ تیغ دو دم ہوتے ہین
ہین کرم سے ہمین گر ہلکر جو ستم ہوتے ہین

گر کے گیسو کی صفت لکھتے ہین ہم صرف دو ہین
ہند سے رہرو اقلیم عدم ہوتے ہین

بیخودی مین تو سونگھاتے ہین وہ زلفین اگر
پاس آتے نہین جب آپ مین ہم ہوتے ہین

طالب وصل ہین پردہ وہ ہمسے شاہد
خط تو ام مین جمع خار و زر قم ہوتے ہین

پر کتر کے بھی قفس سے نہین کرتا ہی رہا
نہین معلوم کہ صیاد کے ہی کیا دلمین

بات بھی کرنے نپائے ہوئی آخر شب وصل
حسرت اور آرزو مین بگین گیا کیا دلمین

نہین معلوم کہ کب پیک اجل آجائے
چاہیے موت کا ہر دم رہے کھٹکا دلمین

آپ کھاتے نہ کھلاتے ہین کسیکو منعم
سوچتے سمجھے ہین کیا آہی مرے مولا دلمین

جب سے رہتا ہی خیال اونکے رخ روشن کا
نظر آتا ہی مجھے مہر کا جلوا دلمین

ایک مٹی کی کھڑی ہو گئی گویا دیوار
میری جانب سے غبار اونکے یہ آیا دلمین

تیر اوس ترک کا آکر جو کہین پر بھی لگا
ہمنے مہمان سمجھکر اوسے رکھا دلمین

٩٩

میرے خالق نے اوسیوقت دیا مجھکو ادب
اوسکی درگاہ سے جو کچھ کبھی مانگا دلمین

٢٤

جب اونکی زلف کا دلمین خیال کرتے ہین
نظر ہم آئینہ دل مین بال کرتے ہین

جو رند نوش مئ کہنہ سال کرتے ہین
عروس نو سے وہ گویا وصال کرتے ہین

جو یاد گیسوے پیچان کی بال کرتے ہین
وہ زیست کے لیئے پیدا وبال کرتے ہین

چمن مین روتے ہین ہم زار خندہ گل پر
جب اپنے دلمین خیال مآل کرتے ہین

خسوف مین نظر آتا ہی چاند لوگون کو
وہ رخ پہ اپنے جو زلفون کے بال کرتے ہین

غزل مین لکھکے صفت اپنے سرو قامت کی
زمین شعر مین پیدا نہال کرتے ہین

وہ جب دکھاتے ہین گلشن مین قامت موزون
تو ہر نہال چمن کو نہال کرتے ہین

وہ بادہ کش ہین نکلتی ہی مے بجاے عرق
شراب پینے سے جب انفعال کرتے ہین

خیال زلف سے اچھا ہوا دل مجروح
عجب ہی مشک سے زخم اندمال کرتے ہین

طلب مین وصل کے غصے سے اونکے ہین خاموش
زبان حال سے عاشق سوال کرتے ہین

مقابل گوہر دندان کے ہوتے ہین صفائی مین — در خوشاب اپنی آبرو برباد کرتے ہین
ستم ایسا کیا ہی ہم پر اوس بے رحم قاتل نے — لب ہر زخم سے بیداد کے فریاد کرتے ہین

۹۸ — ادیب اوس وقت کی فرحت نہ بھولین گے قیامت تک — ۲۳
کہا جب اون سے قاصد نے جلوہ یاد کرتے ہین

شکر صد شکر کہ آج آکے وہ بیٹھا دل مین — جسکے ملنے کی تھی مدت سے تمنا دل مین
رخ انور کا ہی جس روز سے جلوا دل مین — ہر گھڑی دیکھتے ہین نور کا تڑکا دل مین
رات کو وہ بت بے رحم جب آیا دل مین — بن گیا اختر پر نور سویدا دل مین
نقد جان نذر جو کرتا ہون نہین لیتے حضور — یہ تو فرمایئے اور آپکے ہی کیا دل مین
قتل ہونے کے لیے آئے ہین مقتل مین ہم — سر کے جانے کا ذرا بھی نہین دھڑکا دل مین
وصل کی رات کٹی آنکھو نمین مثل شب ہجر — صبح ہونے کا رہا حیف یہ کھٹکا دل مین
تم برا جانتے ہو ہم کو تو اچھا جانو — ہم تو دنیا سے تمھین سمجھے ہین اچھا دل مین
یہ تمنا ہی کہ عشق مژہ جانان مین — مثل نشتر کے کھٹکتا رہے کانٹا دل مین
بال شیشے مین نظر آنے لگا صاف ہمین — دھیان آیا جو تری موے کمر کا دل مین
حسن کے رعب سے اک بات نہ منھ سے نکلی — سوچ کر آئے تھے ہم کہنے کو کیا کیا دل مین
تیرے ملنے کا بہت شوق ہی او ناوک یار — اوڑ کے جاتا ہی کہان مجھسے ادھر آ دل مین
یہ ہوا صدمہ جگر تھام کے مین بیٹھ گیا — درد فرقت کا مرے جب کبھی اوٹھا دل مین
سیر ہم کرتے ہین دنیا کی مثال جمشید — دیکھتے رہتے ہین عالم کا تماشا دل مین
زادرہ پاس نہین وقت سفر آپہونچا — یہی رہتا ہی مجھے ہر گھڑی کھٹکا دل مین
کیا ہو بلبل کو خوشی دید گل گلشن سے — جب کہ ہر دم رہے صیاد کا کھٹکا دل مین

دل رنجیدہ مین تشریف لا کر شاد کرتے ہین
مری اوجڑی ہوئی بستی کو وہ آباد کرتے ہین

ستم ہی کسقدر جور و ستم صیاد کرتے ہین
مجھے پر قینچ کر کے قید سے آزاد کرتے ہین

دکھا کر قد موزون طرز نو ایجاد کرتے ہین
وہ ناموزون چمن مین مصرع شمشاد کرتے ہین

محبت مین ہم اوس گل کے یہ گل کھاتے ہین چھلون کے
کہ اپنا سینہ رشک گلشن ایجاد کرتے ہین

بیابانی آ رہی ہین نزع مین کیون ہچکیان یارب
مرے یاران رفتہ مجھکو شاید یاد کرتے ہین

کھچا رہتا ہی نقشہ دل کا اپنے اونکی صورت کا
تصور ہی سے کار مانی و بہزاد کرتے ہین

بہار بیخزان گلہاے داغ دل پر اپنے ہی
ہمیشہ گھر مین سیر گلشن ایجاد کرتے ہین

وہ بلبل ہون کہ سوز دل سے جب کرتا ہون مین نالے
قفس جلتا ہی شور الامان صیاد کرتے ہین

صفت اونکے لب شیرین کی ہم لکھتے ہین شعرون مین
ہر اک بیت غزل کو خانۂ قنّاد کرتے ہین

رقیب روسیہ کا لال منہ ہوتا ہی غصے سے
وہ اپنے ہاتھ سے جب ہمکو پان امداد کرتے ہین

رہا کرتا ہی اپنا بھی خدا ہر حال مین حافظ
جب اونکے مصحف رخسار کو ہم یاد کرتے ہین

گرا دیتے ہین یہ نالے سقف قصر چرخ گردان کو
فلک کے نیچے سے ہٹجاؤ ہم فریاد کرتے ہین

اثر ایسا ہی گھبرا کر نکل آتے ہین وہ گھر سے
جب اونکے کوچے مین ہم نالہ و فریاد کرتے ہین

رہے جنکا تصور ہر گھڑی اے وای ناکامی
نہین بھولے سے بھی ہمکو کبھی وہ یاد کرتے ہین

اثر کے ہین یہ معنی اور تاثیر اسکو کہتے ہین
جگر وہ تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

ترا فیض قدم ایسا ہی بینا ہوتی ہین آنکھین
جو خاک پا کو سرمہ کور مادرزاد کرتے ہین

زبان پر شکر قاتل ہی کھڑے ہین جو زخمون سے
کسی سے بھی نہین ہم شکوۂ بیداد کرتے ہین

عدو کے گھر سے ناخوش ہو کے آئے ہین وہ میرے گھر
اسے آباد کرتے ہین اوسے برباد کرتے ہین

نپوچھو حال کچھ ہم سے شب فرقت کے صدمونکا
کلیجا منہ کو آجاتا ہی جب فریاد کرتے ہین

سبزہ رنگون کے سبزہ خط پر — حضرت خضر زہر کھاتے ہین
اوسکے کوچے مین بیٹھے توڑکے پانون — ہاتھ دنیا سے اب اوٹھاتے ہین
دیکھکر تجھکو اے گل خندان — پھول نظرون مین کب سماتے ہین
دہن گم شدہ کے عشق مین ہم — نہین ملتے یہ کھوئے جاتے ہین
مدتون سے فقیر اے شہ حسن — دھونی در پر ترے رماتے ہین
دود آہ رسا سے فرقت مین — ہم فلک کے دھوئین اوڑاتے ہین
دید کے بھوکے ڈھونڈھتے ہین تجھے — ٹھوکرین دربدر کی کھاتے ہین
پوچھتے ہین جو راہ کوچہ یار — خضر رستہ ہمین بتاتے ہین
سنکے ہم سے دہان تنگ کا وصف — باغ مین غنچے مسکراتے ہین
اپنے مرنے کے بعد ہوکر خاک — چشم اعدا مین ہم سماتے ہین
سوز دل سے بہا کے آب رشک — اپنے دل کی لگی بجھاتے ہین
دیکھکر خندہ زن چمن مین اوسے — غنچے خوش ہوکے مسکراتے ہین
تیری بیمار چشم سے اے یار — ملک الموت خوف کھاتے ہین
نہین اوٹھ سکتے مثل نقش قدم — ضعف سے جب کہ بیٹھ جاتے ہین
دھجیان جیب او ردامن کی — دست وحشت سے ہم اوڑاتے ہین
جب سے صدمے اوٹھائے فرقت کے — دل کسی سے نہین لگاتے ہین
ہم سے تو چپ ہین اور غیرون سے — جھاڑ باتون کا وہ لگاتے ہین
جور زخمون کی میری اے قاتل — آب تیغ دو دم چراتے ہین
وہ یہ دیتے ہین رنج ہجر ادیب — غم کی صورت ہمین بناتے ہین

دختِ رز کو جو منہ لگاتے ہین ۔ ہو کے بدنام منہ کی کھاتے ہین

آپ جس وقت یاد آتے ہین ۔ ہم زمانے کو بھول جاتے ہین

جو سنا اونکو گھر پر آتے ہین ۔ آنکھین ہم راہ مین بچھاتے ہین

جس جگہ پر وہ بیٹھ جاتے ہین ۔ فتنے سوتے ہوے جگاتے ہین

زاہد آگے جب اونکے جاتے ہین ۔ ہاتھ تقوے سے دھوکے آتے ہین

قطرۂ مَی بھی چھوڑتے نہین ہم ۔ خُم کو جس وقت منہ لگاتے ہین

سیر ہوتے نہین ہین پھر بھی ہم ۔ غم زمانے کا گو کہ کھاتے ہین

سجدے کر کر کے یار کے در پر ۔ اپنے لکھے کو ہم مٹاتے ہین

ناصحو نکی نہ مانینگے کوئی بات ۔ روز کیون آکے سر پھراتے ہین

سوزِ غم سے جلا کے روتون کو ۔ آگ پانی مین وہ لگاتے ہین

آپ مین پاتے ہین اوسے وہ لوگ ۔ اپنی ہستی کو جو مٹاتے ہین

جلوے اوس مہر کے کفِ پا کے ۔ دستِ موسیٰ مین پائے جاتے ہین

وصل کی شب ہی آج مرغِ سحر ۔ کرکے غل جان کھائے جاتے ہین

کرکے نالے فراقِ یار مین ہم ۔ آسمان و زمین ہلاتے ہین

دیکھکر خندہ زن تجھے ای گل ۔ پھول گلشن مین پھولے جاتے ہین

بیٹھے ہین کوے یار مین جم کر ۔ دیکھین کسطرح غیر اوٹھاتے ہین

بحرِ ہستی مین سب مثالِ حباب ۔ رہکے دم بھر عدم کو جاتے ہین

نغمہ کرنے پر آتے ہین جب ہم ۔ بلبلون کے بھی ہوش اوڑاتے ہین

عشق مین چشمِ مست ساقی کی ۔ آنکھین ہم جام سے لڑاتے ہین

روز و شب ہی تیرے دم کی روشنی — مہر و مہ کے جلوے رخساروں مین ہین

رٹتے ہین بڑ مین بھی یہ تیرا ہی نام — تیرے دیوانے تو ہشیاروں مین ہین

کردو واقف ہمکو رسم قید سے — ہم یہان کے نو گرفتاروں مین ہین

اب رہائی عمر بھر ممکن نہین — زلف پیچان کے گرفتاروں مین ہین

پانو نمین چھبکر ہوے ہین سر کے پار — کیسی نوکین تیز تر خاروں مین ہین

ذرو نمین خورشید انور ہین حضور — ماہ کامل آپ مہ پاروں مین ہین

کچھ نہین واقف کہان ہین کون ہین — گو کہ ہم بیٹھے ہوے یاروں مین ہین

میکدے مین خم کے خم خالی کیے — ہم بلانوش ایسے میخواروں مین ہین

عشق ہی خال ملیحی رنگ کا — ہم ترے تل بھر نمک خواروں مین ہین

ہم وہ میکش ہین کہ دیکر نقد جان — دختر رز کے خریداروں مین ہین

دل نکیون شور رعنا دل سے دکھے — شکلین بیکانون کی منقاروں مین ہین

وہ مسیحا دیکھنے آتا ہی روز — ہین وہی اچھے جو بیماروں مین ہین

ایک ہی گلشن سے دونون آئے ہین — تم گلون مین ہو تو ہم خاروں مین ہین

مونس و ہمدم ہین درد و بیکسی — حسرت و غم میرے غمخواروں مین ہین

ہو کے عاجز مجھسے کہتے ہین طبیب — آپ اچھے اوسکے بیماروں مین ہین

ہو کے رشک مہ چلے جب سیر کو — ہو گیا ثابت وہ سیاروں مین ہین

۹۶

اوسکی رحمت کا بھروسا ہی ادیب
ہمکو کیا غم جو گنہگاروں مین ہین

۳۹

جلوہ رخ جو وہ دکھاتے ہین — مثل موسی ہمین غش آتے ہین

فکر دہن مین اہمہ گم ہو کے ہین خموش
کہتا ہی ناطقہ کہ بتون کی کمر نہین

ای گل نثار کرنے کو لائے ہین باغ مین
غنچون کی مٹھیون مین بلا وجہ زر نہین

کیا جانین رنج ہین ہین کہ آرام مین وہان
یاران رفتگان کی ہمین کچھ خبر نہین

بیٹھے ہین قطع کر کے تعلق جہان سے
ہان دید چشم یار سے قطع نظر نہین

تو کس لیے چرا کے مکرتا ہی ای صنم
کیا ہی گرہ مین زلف کے دل ہی اگر نہین

بہ جائے خون ہو کے وہ آنکھون سے ای خدا
جس دل کو کچھ بھی لذت درد جگر نہین

یارب ترے سوا کوئی گلزار دہر مین
پرسان حال بلبل بے بال و پر نہین

عنقا کی طرح نام ہی لیکن نہین نشان
تار نظر ہی یار کا موے کمر نہین

ٹوٹے وہ پانون جو نہ اوٹھے راہ عشق مین
پھوٹے وہ آنکھ یاد مین تیری جو تر نہین

ای مہر دیکھنے کے لیے تجھکو دور سے
عینک ہی پیر چرخ کی شمس و قمر نہین

روشن ہی شمع داغ دل ای رشک مہر وماہ
تاریکی لحد کا پس مرگ ڈر نہین

٩٥

کس مرتبہ ہی سوز تب عشق ای ادیب
کم آفتاب حشر سے داغ جگر نہین

٢٢

جن کے ہم دل سے طلبگارون مین ہین
کیا ستم ہی وہ دل آزارون مین ہین

خنجر مژگان کا اب ثانی نہین
منتخب وہ لاکھون تلوارون مین ہین

پائی عزت مر کے اوس کے ہاتھ سے
سر دیا جسنے سردارون مین ہین

لیکے دل پہلو سے بیدل کر دیا
کون کہتا ہی وہ دلدارون مین ہین

عشق نے حد سے سوا رسوا کیا
چرچے میرے اونکے اخبارون مین ہین

درد و رنج دل کے دیتے ہین خبر
اپنے اشک چشم ہرکارون مین ہین

کسدن نہ خون ہوکے دل آنکھون سے بہ گیا — اب جا کے اشک آنکھون مین خون جگر نہین

یاد دہان تنگ مین ایسا ہوا ہون گم — مدت ہوئی کہ مجھکو کچھ اپنی خبر نہین

ہون موشگاف بال کی مین نے نکالی کھال — پھر کیون میان شعر صفات کمر نہین

کھا کھا کے غوطے دیتے ہین جان اپنی آشنا — وہ ناف بحر حسن کی کیونکر بھنور نہین

دن رات کاٹتا ہون تڑپ کر فراق مین — زانوے یار جب سے مرے زیر سر نہین

کٹتی نہین ہی کاٹے سے ایسی یہ پہر ہی — یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

کسطرح پہونچینگے سر مقصود دیکھیے — رہزن کھڑے ہین سیکڑون اک راہبر نہین

گو چور چور خنجر بیداد سے ہی جسم — جز شکر کے شکایت بیداد گر نہین

جب دیکھو دُر ہی کان مین اوس بحر حسن کے — حلقہ بگوش کانون کے کیونکر گہر نہین

پھیلا کے پانون چین سے سوتے ہین ہم فقیر — شکر خدا کہ گانٹھ مین کچھ مال و زر نہین

وہ حال زار دیکھ کے کسدن نہ رو دیا — کب اوسکے دلمین میری محبت کا گھر نہین

جام جہان نما سے نہین کم ہی دل مرا — سارے زمانے کی مجھے کسدن خبر نہین

آرام سے جو قبر مین سوئے تو یہ کھلا — آسایش آدمی کو کبھی عمر بھر نہین

کسطرح طے ہوے دیکھیے ملک عدم کی راہ — منزل کڑی ہی ہاتھ مین زاد سفر نہین

قصر بلند جنکے تھے ای انقلاب دہر — اون اہل زر کو خواب مین سونے کا گھر نہین

عنقا تری کمر کو جو کہتے ہین ای پری — کسطرح مین کہون وہ بشر جانور نہین

شیرین زبان ہی لب شیرین کے وصف مین — جھوٹا ہی جو قلم کو کہے نیشکر نہین

سر پر ہی پیر چرخ کے بار گناہ خلق — بیوجہ آسمان کی ٹیڑھی کمر نہین

بے آب دُر یہ ہین دُر دندان کے روبرو — خجلت سے ڈوب مرنیکو آب گہر نہین

کہان کہان لگین پھاے کہان کہان مرہم
جب اپنے زخم سراپا کا کچھ شمار نہین

چمن ہی ابر ہی ساقی ہی اور فصل بہار
نہ آئے ایسے مین وہ گل تو کچھ بہار نہین

جو تیر آہ رسا کی یہی رہی بارش
تو ایک روز یہ چرخ ستم شعار نہین

مگر یہ آینہ صاف مین ہی بال کا عکس
ہمارے دلمین خیال میان یار نہین

خمیدہ کیسلیے ہی پشت پیر چرخ مدام
مرے گناہ کا سر پر جو اسکے بار نہین

ہزار حیف پس مرگ قبر پر اپنی
سواے شمع لحد کوئی اشکبار نہین

ہوا ہی عشق تمھاری کمر کا جسدن سے
وہ زار ہون دل اعدا پر اپنے بار نہین

یہ بیکلی ہی کہ پہلو بدلتے رہتے ہین
فراق مین کسی کروٹ ہمین قرار نہین

جو پیشوا ہین انھین کوئی کچھ نہین گنتا
امام سبحہ کا تسبیح مین شمار نہین

اخیر وقت ہی لرزان ہین خوف عقبی سے
یہ دست و پا مرے پیری کے رعشہ دار نہین

مثال شیشۂ ساعت ہر اک مکدر ہی
ملے وہ کونسے دو دل جو پر غبار نہین

کبھی ہون گھر مین کبھی اضطراب سے در پر
کسی جگہ شب وعدہ مجھے قرار نہین

سفید ریش ہی زاہد کی دھوکے کی ٹٹی
یہ مکر چاندنی ہی اس کا اعتبار نہین

وہ خاکسار ہون اوٹھا نہ بیٹھکر پس مرگ
زمین سے جو ہوا اونچا مرا غبار نہین

٩٤ — ٣٤

وہ سن کے صدق مقالی کا شہرہ کہتے ہین
ادیب کیا شعرا مین ترا شمار نہین

مرے میان کی یاد مین کب چشم تر نہین
کس روز آب اشک سے تر تا کمر نہین

مردہ پڑا ہون جب سے وہ رشک قمر نہین
فرقت مین قبر ہی مرے رہنے کا گھر نہین

یہ بیخودی ہی جب سے وہ رشک قمر نہین
مین کیا مرے فرشتون کو میری خبر نہین

سارا زمانہ دل سے فراموش ہو گیا
لیکن تمہاری یاد کبھی بھولتی نہین

وہ سر نہین کہ جس مین نہ سودا ہو زلف کا
وہ دل نہین کہ جسمین محبت تری نہین

جب سے لگی ہی اک بت کافر سے اپنی آنکھ
اوس دن سے شب کو آنکھ ہماری لگی نہین

بھاتا نہین ہی کبر کسی کا وہ مست ہون
شیشے کی بھی پسند مجھے سرکشی نہین

ای واعظ اوسکو ہول قیامت سے تو ڈرا
جس پر مصیبت شب فرقت پڑی نہین

٩٣

اوس گل کے پاس بیٹھنے کے فیض سے ادب
پژمردہ پیرہن کی ہمارے کلی نہین

٢٧

کسی کا کوئی پس مرگ غمگسار نہین
لحد مین جز عمل نیک یار غار نہین

کوئی زمانے مین مجھسا گناہگار نہین
یہ اور طرہ ہی اوسپر کہ شرمسار نہین

وہ خوش نصیب نہین اوسکا بخت یار نہین
بتون کا تیر نظر جسکے دل کے پار نہین

وہ سر نہین جسے سودائے زلف یار نہین
وہ آنکھ ہی نہین جو محو انتظار نہین

مزار عشق کم مین ہوا کہ بعد فنا
جنازہ دوش احبا پر اپنے بار نہین

مثال دیدہ و نرگس وہ کور ہو یا رب
جو آنکھ فرقت جانان مین اشکبار نہین

گلو عبث ہو نزاکت پر اپنی تم نازان
تمہارے حسن دو روزہ کا اعتبار نہین

خضر کی عمر سے طول امل سے عاشق کے
کم ایک بال بھی زلف درازیار نہین

پیا جو بادۂ الفت کا جام ای ساقی
چڑھا وہ نشہ کہ جسکا کبھی اوتار نہین

تمہارے خنجر مژگان سے ہی یہ ارزانی
کہ بکتی کوڑیون کے مول پر کٹار نہین

نہ کچھ عبارت نازک نہ معنئ باریک
میان شعر جو وصف میان یار نہین

نہ اوسکے کوچے مین جائے تو لنگ ہو وہ پانون
وہ ٹوٹین ہاتھ جو گردن مین اوسکی ہار نہین

سب کہتے ہین کہ بارہ بروج سپہر ہین
ای رشک مہر تیری یہ بارہ دری نہین

لب سرخ پر لگے ہین نزاکت کی حال ہے
کیونکر کہون کہ تیر تمہارا پری نہین

خاموش اسلیے ہون کہ ہے گفتگو کی بات
ہے وجہ جسکی وصف دہن مین لگی نہین

جب سے ہین رنج دوست زمانے سے اوٹھ گیا
کوئی شفیق حال غم و بیکسی نہین

تم اور وہ جفا کہ نہین جسکا کچھ حساب
ہم اور وہ وفا جو کسی نے بھی کی نہین

چلنے سے تیرے کب نہین محشر بپا ہوا
کس روز تب بیٹھنے سے قیامت اوٹھی نہین

ای زاہد اس ریا کی عبادت سے کیا حصول
مقبول کبر کی یہ تری بندگی نہین

یارب جلے وہ آتش حسرت مین مثل شمع
اوس شمعرو سے جسکی کبھی لو لگی نہین

کیا جاؤن ہجر مین پی گلگشت باغ کو
اوس رشک گل بغیر تو دل بستگی نہین

آتا ہے گریہ زاہدون کے حال زار پر
ہے موت زندگی جو مئے ناب پی نہین

پوچھا جب اونسے ہم نے کہ ہوگا وصال کب
چتون بدل کے کہنے لگے وہ کبھی نہین

چارہ گرو نہ چارہ گری سے جلاؤ دل
تم سے لگی ہماری بجھیگی کبھی نہین

آج آتے آتے پھر گئے وہ گھر کو یا نصیب
کیونکر کہون کہ بخت کی برگشتگی نہین

تو ہی نہین تو لطف شب ماہ کچھ نہین
کچھ دوپہر کی دھوپ سے کم چاندنی نہین

اپنا نظیر اوسکو خودی سے نہین پسند
زیور تو سب ہین پاس مگر آرسی نہین

ہم ہی سے بات بات مین انکار کرتے ہو
ہان کے سوا رقیب سے تمنے نکی نہین

اللہ رے نازکی لب یار گلعذار
کچھ کم دھڑی سے مسی کی اوسکو دھڑی نہین

مل ڈالے سیکڑون دل پرخون عاشقان
ہاتون مین اوس نگار نے مہندی ملی نہین

اعجاز کرتے آینہ رویون کے ہاتھ سے
افسوس دل کے آینہ کی آرسی نہین

سودا ہی جب سے گیسوِ مشکین یار کا
پھنستے ہین تنکے غافل و ہشیار سیکڑون

ملتا نہین ہی اوس گل تر کا کہین پتا
فرقت مین ہمنے چھانے ہین گلزار سیکڑون

مین ہون وہ بادہ نوش کہ ہنگام میکشی
لیتے ہین میرے نام کو میخوار سیکڑون

جانباز ہم وہ ہین کہ نہ جھپکی ذرا بھی آنکھ
جلادنے اگرچہ کیے وار سیکڑون

وہ ترک کھینچتا ہی جگر چھوڑتا نہین
ہین کشمکش مین تیر ستمگار سیکڑون

ہمکو شہید کرکے ہوے اسقدر خجل
مقتل مین سرنگون ہین ستمگار سیکڑون

۹۲

ایسا کیا ہی آرزوونکا ادیب خون
دلمین ہین حسرتون کے انبار سیکڑون

۳۶

کب شب تڑپ تڑپ کے سحر ہمنے کی نہین
کس روز رات آنکھونمین اپنے کٹی نہین

باور کسی طرح کوئی بات آپ کی نہین
لب پر حضور کے ہی کبھی ہان کبھی نہین

زاہد ہی مردہ دل مئی جانبخش پی نہین
کچھ لطف زیست کیفیت زندگی نہین

گلزار مین ہمارے نہین کچھ خزان کا دخل
گلہاے داغ سینہ کو پژمردگی نہین

آب حیات ہی مئی جانبخش واعظو
بے بادہ ایک دم بھی مری زندگی نہین

چھوٹا عذاب ہجر سے جس کا گزر ہوا
گویا کہ باغ خلد ہی اوسکی گلی نہین

دل خوش نہین کسی کا زمانے کے ہاتھ سے
باغ جہان مین کوئی شگفتہ کلی نہین

بدلا کیا مین کروٹین تا صبح شام سے
کل تم نہ آئے کل کسی کروٹ پڑی نہین

مین جانتا ہون زیست حرام اوسکی زاہدو
جسنے کہ عمر بھر مئی جانبخش پی نہین

اوس ماہ کے ہی قصر مین جس چاندنی کا فرش
اے ماہ اوس سے بڑھکے تری چاندنی نہین

مجھ بادہ کش کو بادہ گلرنگ خون ہی
ساقی تھہر وش جو دم میکشی نہین

ہجر مین کھلکر بنے ہین شکل خار
دلمین آتا ہی کہ دنیا سے ادیب
کیون نہ کھٹکین دلمین ہر دشمن کو ہم
اوٹھ کھڑے ہون جھاڑ کر دامن کو ہم

(۹۱) ردیف نون منقوطہ (۲۳)

کس کس کو دیکھیے ہین طلبگار سیکڑون
اک جنس دل ہی اور خریدار سیکڑون

پیاسے مرے لہو کے ہین خونخوار سیکڑون
اک خون گرفتہ مین ہون ستمگار سیکڑون

زلفون مین یار کے ہین گرفتار سیکڑون
جکڑے ہین سیونمین گنہگار سیکڑون

آئی خبر جو آمد رشک مسیح کی
سنکر بحال ہو گئے بیمار سیکڑون

اسطرح کھا لیا ہی غم ہجر یار نے
روتے ہین مجھکو دیکھکے غمخوار سیکڑون

ای ترک غم نہین جو شہیدان ناز کا
کیون سرنگون ہین خنجر خونخوار سیکڑون

مین وہ مریض مردم بیمار یار ہون
پرہیز جس سے کرتے ہین بیمار سیکڑون

صیاد چھوڑتا نہین کنج قفس سے حیف
چلاّ رہے ہین مرغ گرفتار سیکڑون

چکھا نہین لہو جو شہیدان ناز کا
رنگین پھر رہین کیون لب سوفار سیکڑون

دیر و حرم کو جاتے ہین کیون دلکو چھوڑکر
بھولے ہوے ہین کافر و دیندار سیکڑون

اللہ رے سخت جانی عشاق وقت قتل
مڑ مڑ گئے ہین خنجر خونخوار سیکڑون

مٹی کو تیرے کوچے کی ای غیرت مسیح
خاک شفا سمجھتے ہین بیمار سیکڑون

گلگشت کو گیا جو مین اوس گل کے ہجر مین
ہر گل چمن مین دینے لگا خار سیکڑون

ہندوے زلف کا ترے ای بت جو عشق ہو
کرلین قبول کفر ابھی دیندار سیکڑون

اللہ رے شوق دید کہ کچھ سوجھتا نہین
اٹھے کھڑے ہین طالب دیدار سیکڑون

یارب لگاؤن پنبہ و مرہم کہان کہان
تن پر ہین زخم تیر ستمگار سیکڑون

عیب سے آگاہ کرتا ہی ہمین
کیون نہ سمجھین دوست پھر دشمن کو ہم

جلوۂ رخ آگیا جسوقت یاد
بھولے شمع وادی ایمن کو ہم

دولت دیدار لوٹین غیر حیف
اور دیکھین دور سے چلمن کو ہم

ہی جو سودا اک طلائی رنگ کا
اب نہ دیکھینگے کبھی کندن کو ہم

ہون اگر زخمی لب ہر زخم سے
دین دعا اوس ترک تیر افگن کو ہم

یاد آتی ہی جو کوے یار کی
بھولکر جاتے نہین گلشن کو ہم

جو یہی گریہ ہی یا دچشم مین
رو مین گے اب دیدہ و دامن کو ہم

جز ترے در کے ٹھکانا اب نہین
چھوڑکر جائین کہان دامن کو ہم

پیش قاتل آرزوے قتل مین
رکھتے ہین خم ہر گھڑی گردن کو ہم

یا الٰہی پائین کس تدبیر سے
دلمین اوس بت کے جگہ مسکن کو ہم

وین و دنیا کا نہ کھاولنے حیف
جانتے تھے دوست اس دشمن کو ہم

کیا لگائین دل سراے دہر مین
جب کمر سے باندھے ہون دامن کو ہم

آگیا گھر مین جو وہ خورشید رو
مہر سمجھے ذرۂ روزن کو ہم

خاکساری سے بر آتی ہی مراد
گرد بنکر چھوتے ہین دامن کو ہم

دیکھین طی راہ عدم ہو کسطرح
ہر قدم پر پاتے ہین رہزن کو ہم

سمجھے سیل اشک سے بعد فنا
برج آبی گنبد مدفن کو ہم

بیشمار اس مرتبہ ہین جسم پر
گن نہین سکتے ہین زخم تن کو ہم

صور اسرافیل کا اوٹھتا ہی شور
بیٹھتے ہین جس گھڑی شیون کو ہم

جب اوٹھا یاد دولت دنیا سے ہاتھ
کسلیے پھیلائین پھر دامن کو ہم

ہنسنے پر پھولون کے شبنم کو جو دیکھین گریان
پھر ہون کیا شاد گل گلشن ایجاد سے ہم

عہد ای وعدہ فراموش یہی ہی اپنا
ہاتھ دم بھرنا اوٹھائین گے تری یاد سے ہم

آکے غصے مین وہ بولے جو مرے نالے سنے
چین پاتے نہین دم بھر تری فریاد سے ہم

رنج فرقت مین تری زیست کو جانا کہ ہی موت
کم مسیحا کو نہ سمجھے کبھی جلاد سے ہم

ذائقہ وہ کسی نعمت مین نہ حاصل ہوگا
ای ستمگر جو مزہ پاتے ہین بیداد سے ہم

سخت جانی کے سبب سخت ہوے شرمندہ
قتل جب ہو نسکے خنجر جلاد سے ہم

آمد اوس سرو سہی کی جو سنین گلشن مین
کام جاروب کا لین طرۂ شمشاد سے ہم

یہ ہی وہ جال نہ چھوٹا کبھی کوئی پھنسکر
سمجھے مضمون یہ خط کف صیاد سے ہم

زخمون پر اپنے نمک چھڑکین گے بہر لذت
ہوے مجروح اگر ناوک صیاد سے ہم

عشق مژگان مین جنون کا جو رہیگا یہی حال
نوک کی لین گے سر نشتر فصاد سے ہم

۹۰ — شاد بیداد سے اس مرتبہ رہتے ہین اداس — ۲۸
باغ پر رخ نکرین خانۂ صیاد سے ہم

دیکھتے ہین جب کسی مدفن کو ہم
جانتے ہین خاک قصر تن کو ہم

منہ پر اونکے دیکھکر دامن کو ہم
کرتے ہین صد چاک پیراہن کو ہم

سنگ دل کیا ہی وہ بت چاہین اگر
موم کر دین خنجر آہن کو ہم

ای فلک تیرا یہی انصاف ہی
غیر تو ہنسنے کو ہون شیون کو ہم

برگ گل خنجر ہی ہجر یار مین
جانتے ہین قتل گہ گلشن کو ہم

مہر دم بھرتے ہین یہ کہتے ہوے
ڈھونڈھتے ہین اوس رخ روشن کو ہم

سخت جان ایسے ہین اک دم مین ابھی
کر دین آرا خنجر آہن کو ہم

اونکی نگاہ لطف بھی ہی زہر کی چھری
اٹھی مرگ اوٹھاتے ہین میٹھی نظر سے ہم

کیا حال دیکھین آمد پیغامبر سے ہو
خورسند ہین ادیب امید خبر سے ہم

حشر کردیتے بپا نالہ و فریاد سے ہم
ڈرتے کچھ ہین تو دل نازک صیاد سے ہم

آب دیدہ وہ چلے آتے ہین یہ سنکر
بخت خفتہ کو جگا دیتے ہین فریاد سے ہم

فرط شادی جو یہی ہی تو عجب کیا اسکا
باہر آجائین خوشی سے کف صیاد سے ہم

جانتے ہین ستم و جور کو لطف اور کرم
انس رکھتے ہین یہ صیاد کی بیداد سے ہم

زندگانی کا مزہ ہی یہین رہنے مین مدام
نکلین گے بعد فنا خانۂ صیاد سے ہم

گلشن دہر مین ہو رتبہ پست اوسکا بلند
قد کو تشبیہ جو دین مصرع شمشاد سے ہم

آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھین کبھی جنت بے حکم
اور دوزخ مین گرین آپکے ارشاد سے ہم

فہم مین آتے نہین معنی بیت ابرو
دلمین آتا ہی کہ پوچھین کسی استاد سے ہم

ہین وہ جانباز کہ تو کیا ہی بھلا ای قاتل
کبھی ڈرنے کے نہین موت کے جلاد سے ہم

سنکے رونے لگے اسطرح کہ بجلی تک جل جائے
درد دل کی جو کہانی کہین صیاد سے ہم

جان برباد گئی نالۂ سوزان کے سبب
خاک جل بھن کے ہوے شعلۂ فریاد سے ہم

کھینچی تصویر تصور مین ہمیشہ اوسکی
بڑھ گئے مرتبے مین مانی و بہزاد سے ہم

تونے وعدہ جو کیا تھا وہ فراموش کیا
اور غافل نہین اک دم بھی تری یاد سے ہم

نازکی چال ہی لب سرخ لگے ہین پر بھی
کم نہین سمجھے ترا تیر پریزاد سے ہم

اوسکے سر عشق کا سہرا ہی جو سر کو پھوڑے
سن رہے ہین یہ صدا تیشۂ فرہاد سے ہم

اوسکی ہی کوہ کنی جان کنی اپنی مشہور
عشق کے فن مین کہین بڑھ گئے فرہاد سے ہم

ردیف میم مہملہ

٢٦ — ٢٧

ایسے نحیف و زار ہیں عشق کمر سے ہم
غائب نظر کی طرح ہیں اپنی نظر سے ہم

غافل نہیں ہیں باغ جہاں میں سفر سے ہم
لیتے ہیں کام میل کا ہر اک شجر سے ہم

پیری میں بھی وہی ہے جوانی کا سوز عشق
کچھ کم نہیں ہیں جلنے میں شمع سحر سے ہم

ایسا کیا ہے یاد بت سیمبر نے محو
بیٹھے ہوئے ہیں بے خبر اپنی خبر سے ہم

ہو گا یقین خلق کو خورشید حشر کا
پھاہا اگر اوٹھائیں گے زخم جگر سے ہم

محفل میں کرتے ہیں وہ کن انکھیوں سے تاک جھانک
دل کو چرائے بیٹھے ہیں دزد نظر سے ہم

عشق میان میں لاغری تن کا ہے یہ حال
کم بال بھر نہیں ترے موئے کمر سے ہم

مثل نفس ہے آمد و رفت سرائے دہر
جاتے ہیں اور آئے ابھی ہیں سفر سے ہم

آتش فشاں ہوں نخل چمن صورت چنار
آہیں بھریں جو باغ میں سوز جگر سے ہم

دکھ میں شریک ہوتے ہیں ہمسایہ بھی ضرور
بیچین دل کو پاتے ہیں درد جگر سے ہم

نقش قدم کی طرح اب اوٹھنا محال ہے
پامال یہ ہوئے ترے پائے نظر سے ہم

کیا کم ہے بار منت جلاد دوش پر
کٹنے سے سر کے چھٹ گئے لو درد سر سے ہم

رونے میں آگیا رخ رنگیں کا جب خیال
خون جگر بہانے لگے چشم تر سے ہم

آوارگی کا غم نہیں اوسکی تلاش میں
خانہ بدوش پھرتے ہیں فاضل ہیں گھر سے ہم

پیاسے ہیں آب تیغ سے سیراب اگر کرے
قاتل کو دیں دعا لب زخم جگر سے ہم

ملک عدم کے پار بلا ریب ہو گئی
زلف دراز پاتے ہیں نیچی کمر سے ہم

وہ شوق قتل ہے کہ جو قاتل ہمیں بلائے
مقتل میں دوڑ جائیں ابھی پائے سر سے ہم

کیونکر نہ توڑیں رشتۂ الفت ہر ایک سے
ہے چل چلاؤ جوڑ رہے ہیں اودھر سے ہم

دیکھا جو حال زار مرا رحم آگیا ‏ — وہ ظلم دوست تھا تو ہی غمخوار آجکل

معشوق ہین زمانے مین لاکھون ستم شعار ‏ — تم سا نہین ہی کوئی دل آزار آجکل

سیب ذقن پر اونکے ہزارون کے دانت ہین ‏ — ہی اک انار لاکھون ہین بیمار آجکل

آئی اجل تو سمجھین ملی عمر جاودان ‏ — ایسے ہوئے ہین زیست سے بیزار آجکل

سنکر مرے عدو کے پٹکتے ہین سر رشک ‏ — کرتا ہون حال زار جو اظہار آجکل

آزاد ہین وہ لوگ وہ عالم کی قید سے ‏ — جو دام زلف مین ہین گرفتار آجکل

موئے میان کے عشق نے لاغر یہ کردیا ‏ — معدوم ہی نظر سے تن زار آجکل

مین حال اپنی دشت نوردی کا کیا کہون ‏ — ہین پانون اپنے اور سر خار آجکل

رنجور اسقدر رہی تن زار ہجر مین ‏ — پرہیز جس سے کرتے ہین بیمار آجکل

ایسا مین نجوہی مین ہوا ہون نحیف و زار ‏ — آنا ہی مجھکو آپ مین دشوار آجکل

تا عرش فرش سے ہی نمونہ تنور کا ‏ — بھڑکے ہی ایسی آتش رخسار آجکل

آمد شد نفس مجھے جھونکے ہوا کے ہین ‏ — یہ ناتوان ہوا ہی تن زار آجکل

ہیہات جو تھے ہاتھ مرے زیر سر کبھی ‏ — ہین گردن عدو مین وہی ہار آجکل

تا لب سے برق خندہ کی وہ ہین حجاب مین ‏ — حائل ہوئی ہی قہقہہ دیوار آجکل

اوس گل بغیر شب کو تڑپتا ہون رات بھر ‏ — فرقت مین فرش گل ہی مجھے خار آجکل

وہ جنس کس سبب ہو سر بازار دہر مین ‏ — جس کا نہین ہی کوئی خریدار آجکل

کرتے ہین صبح کروٹین لے کے ہجر مین ‏ — پڑتی نہین ہی شب کو کل ای یار آجکل

٨٠

کوئی کسی کا دوست نہین بے غرض ادیب ‏ — مطلب کے اپنے رہگئے ہین یار آجکل

٢٠
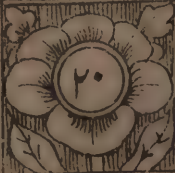
ایک دم پاس سے اپنے نہین کرتا ہون جدا
عشق مین سیم تنون کے یہ ہوئی استغنا
دم رہ رہ کے اوٹھتا ہی کبھی اور کبھی گھٹتا ہی
خاک چھانی جو ترے در کی ہی ای سیم بدن
جب کہ تسکین کا باعث خلش پیکان ہی
تیرہ و تار رہے اور سیہ بخت رہے
داد ملجائے ستمگر کے ستم کی یا رب
دیکھین کس طرح کشاکش سے رہا ہوتا ہی
مجھکو سیراب کر ای قاتل عالم للہ
ہاتھ اوٹھائے ہون ادب آگے خدا کے ہر دم

مجھکو جس دن سے ہوئی یار کی تصویر سے لاگ
خاکساری مین نرکھی کبھی اکسیر سے لاگ
جب سے دل کو ہی تری زلف گرہگیر سے لاگ
مال و زر سے ہی عداوت مجھے اکسیر سے لاگ
دل کو ای ترک نکیونکر ہو ترے تیر سے لاگ
نہو جس دل کو تری چاند سی تصویر سے لاگ
اوسکے دل کو بھی جو ہو اک بت بےپیر سے لاگ
جگر و دل کو ہی ای ترک ترے تیر سے لاگ
اب نرکھ تشنۂ آب دم شمشیر سے لاگ
گو ازل سے ہی دعا کو مری تاثیر سے لاگ

ردیف لام مہملہ

۸۷

ہون لذت خلش کا طلبگار آجکل
سوتا ہی میرے ساتھ مرا یار آجکل
رہتے ہین یاد وہ گل رخسار آجکل
ہم کو نہین ہی خوف شب تار آجکل
پیتے ہین پھول سیکڑون میخوار آجکل
لٹتی نہین ہی کاٹے سے ای ماہ ہجر مین
کیسا ہی لطف دشت نوردی مین ای جنون
مشتاق وصل ہون نہین اب طاقت شکیب

۲۶

ای تیر یار دل کے نہو پار آجکل
صد شکر بخت خفتہ ہی بیدار آجکل
گلزار ہین نظر مین مرے خار آجکل
ہی آفتاب داغ دل زار آجکل
کیا ہو رہا ہی میکدہ گلزار آجکل
ہوجاتی ہی پہاڑ شب تار آجکل
دیتی ہی کیا مزہ خلش خار آجکل
ایفائے وعدہ مین نکر انکار آجکل

نظر آ جائے کسی دن تو خوشی کی صورت — خانۂ دل ہو غم و رنج کا مسکن کبتک
کیا کہون جب کوئی مجھسا نملیگا غمخوار — بیکسی روئیگی میری پس مردن کبتک
کرکے یاد ای بت کافر تجھے بتخانے مین — دیکھین نالے کرے ناقوس برہمن کبتک
زلف پیچان کی محبت مین پھنسا ہون مین ادیب — دیکھیے رہتی ہی دلکو مرے الجھن کبتک

٩٦ ردیف کاف فارسی ٢٤

جب کہ رکھتا ہی یہ ہر عاشق دلگیر سے لاگ — ہو جوانون کو نہ کیونکر فلک پیر سے لاگ
تھا یہ دشوار کہ ہوتی کسی تدبیر سے لاگ — اونہین غیرون مین ہوئی ہی مری تقدیر سے لاگ
ای ستمگر وہ کوئی پوچھے ہمارے جی سے — جو مزے پانے ہین رکھکر خلش تیر سے لاگ
کچھ تو اغیار نے لاریب پڑھایا ہی ضرور — یون نہ رکھتے وہ کبھی عاشق دلگیر سے لاگ
پھکیندیتے ہین مرقع سے وہ جب دیکھتے ہین — اسقدر انکو ہوئی ہی مری تصویر سے لاگ
میٹھی باتون کو سمجھتا ہی وہ زہر قاتل — اوس ستمگر کو ہی ایسی مری تقریر سے لاگ
بیڑیان توڑکے صحرا مین پھرا سرگردان — جوش وحشت مین ہوئی خانۂ زنجیر سے لاگ
جو کیا کام وہ برعکس ہوا قسمت سے — ہی ازل سے مری تقدیر کو تدبیر سے لاگ
فصل گل آئی ہی گھٹتا ہی مرا قید مین دم — مین وہ مجنون ہون کہ رکھتا ہون مین زنجیر سے لاگ
ساتھ پیکان کے دل توڑکے پہلو نکلا — ہی عجب طرح کی ای ترک ترے تیر سے لاگ
جوش وحشت مین نہ زندان مین رہونگا مین کبھی — دشمنی طوق سے ہی اور ہی زنجیر سے لاگ
یا الٰہی نہ کبھی صبح شب وصل سنون — ہی موذن کے مجھے نالۂ شبگیر سے لاگ
چاندنی کا مرے زخمون مین نہ کیونکر ہو اثر — دل مجروح کو ہی چاندسی تصویر سے لاگ
لاک قلم خط نہین پڑھتا ہی کسی کا وہ شوخ — اوسکو کچھ ایسی ہوئی ہی مری تحریر سے لاگ

ای جنون موسم گل مین پھرون بن بن کبتک
دست وحشت سے کرون چاک مین دامن کبتک

تجھسے مین دور رہون ای بت پُرفن کبتک
حسرتون کا مرے دلمین رہے مسکن کبتک

جلوہ گر خانۂ تاریک مین کس دن ہوگے
گھر مرا آکے کروگے کہو روشن کبتک

یاد رکھیے کہ کسی طرح نہ یہ چھوٹے گا
آپ دھوئینگے مرے خون سے دامن کبتک

مین ہون مشتاق شہادت یہ تساہل کیسا
زیر خنجر مین جھکائے رہون گردن کبتک

دوستی سے نہ کسی طرح مین باز آؤنگا
دشمنی مجھسے کرینگے مری دشمن کبتک

تیرے کوچے مین پڑا ہون نہ اُٹھونگا تا حشر
دیکھون پامال کریگا مجھی توسن کبتک

وصل کس روز مجھے یار سے ہوگا یارب
سوز فرقت مین جلیگا یہ مرا تن کبتک

دیکھیے ہجر مین اوس گل کے دم سیر چمن
ہونگے خنجر مجھے برگ گل گلشن کبتک

کچھ اثر ہی نہین ہوتا ہی جب اوسکے دلمین
اوسکی فرقت مین کرون نالہ و شیون کبتک

سوز غم مین مرے معلوم نہین بعد فنا
شمع جل جل کے گھلیگی سر مدفن کبتک

جلد ای مہر اوٹھا چہرۂ روشن سے نقاب
رخ پرنور چراغ تہ دامن کبتک

بیقراری جو یہی ہی تو نہ پوچھو پس مرگ
دل بیتاب رہے گا تہ مدفن کبتک

ای بت تو ناز بہت کرتے ہو جسپر ہم سے
کچھ خبر ہی کہ رہے گا بھی یہ جوبن کبتک

دیکھیے ہجر مین اوس گل کے مرے بستر پر
خار دیتے رہینگی پھولون کے خرمن کبتک

موسم گل مین بھلا دست جنون سے دیکھین
چاک ہوتا نہین یہ دشت کا دامن کبتک

اضطراب دل بیتاب سے یارب پس مرگ
زلزلے مین رہیگا گنبد مدفن کبتک

فصل گل آئی ہی ای آتش سودا یہ بتا
پانی ہوگا مری زنجیر کا آہن کبتک

مسی ملکر نکھرو سیر چمن ای گلرو
رشک سے جلتی رہی باغ مین سوسن کبتک

بیان ای بت سنگین دل اونکا ہی شوار — اوٹھا رہے ہین جو فرقت مین سختیان مشتاق

مثال برق طپان دل تڑپتے رہتے ہین — جو دیکھ لیتے ہین کانونکی بجلیان مشتاق

لگا ہی جب سے ترے تیمچے کا ہاتھ ای ترک — سسک رہے ہین پڑے ہوکے نیمجان مشتاق

پڑا جو بار غم عشق تیر مژگان کا — خمیدہ پشت ہوا صورت کمان مشتاق

محال بیٹھکے اوٹھنا ہی مثل نقش قدم — ہوا ہی عشق کمر مین یہ ناتوان مشتاق

دہان تنگ کی الفت مین لگ گئی چپکی — یہ ہی خموش کہ گویا ہی بے دہان مشتاق

نہ دل لگاے کوئی پیر زال دنیا سے — وہ پیر ہوگئے جو اسکے تھے جوان مشتاق

جب اونکے کوچۂ رشک ارم مین ہم پہونچے — کہا ہر اک نے ہوا داخل جنان مشتاق

گیا ہی آج مگر اوسنے یاد بھولے سے — بلا سبب نہین لیتا ہی آج ہچکیان مشتاق

نہ پھر بھی لکھ سکین زلف دراز کے مضمون — جو پائین مثل خضر عمر جاودان مشتاق

جو بزم عیش تھی وہ حیف ہوگئی برہم — کہان شراب کہان جام مے کہان مشتاق

برابری نہین کر سکتے تجھسے سبزہ رو ہین — کہان تو ای سگ کوئی صنم کہان مشتاق

اوٹھا وہ درد کہ شدت سے جسکی دل بیٹھا — فراق کی کہے کیا تم سے داستان مشتاق

مآل خندۂ گل دیکھکر ہوئے یہ نفور — کبھی گئے نہ سو کشت زعفران مشتاق

اگر اشارے سے بھی حکم دے وہ سیم بدن — تو جان و دل کو کرین اپنی رایگان مشتاق

کسی کو بھی نہین ملتا پتا مثال کمر — دہن کے عشق مین ایسے ہین بے نشان مشتاق

ادیب حلقہ جو ہی اونکی زلف پیچان کا — وہ مرغ دل کا سمجھتے ہین آشیان مشتاق

۸۵ ردیف کاف تازی ۲۴

نہین دیدار کو ہم ای بت پُرفن کبتک — سات پردون مین ہیگا رخ روشن کبتک

تم نظر آتے ہو اسمین یا کوئی مردم ہی اور
غور سے دیکھو تو میرے آنکھوں کے تل کیطرف

تھا یہ اندیشہ نہ رحم آئے کہین ہنگام قتل
منھ نہ قاتل نے کیا مقتل مین بسمل کیطرف

مچھلیون نے جب سنا وہ کھیلنے آیا شکار
کر کے دریا سے کنارہ آئین ساحل کیطرف

قتل سے محروم رکھا سخت جانی نے دبیر
آنکھ خجلت سے نہین اوٹھتی ہی قاتل کیطرف

(۸۴) ردیف قاف معجمہ (۲۱)

تم آؤ اب کوئی دم کا ہی میہمان مشتاق
دم اخیر ہی لیتا ہی ہچکیان مشتاق

تمھارے کان کی دیکھین جو مچھلیان مشتاق
مثال ماہی بے آب ہون طپان مشتاق

فراق مین جو کرے نالہ و فغان مشتاق
ملادے دم مین زمین اور آسمان مشتاق

جو سنگدل سنے اوسکے بھی گر پڑین آنسو
کہے جو اپنی مصیبت کی داستان مشتاق

کسی جگہ نہین جز گور جائے آسائش
لحد کو سمجھے ہین آرام کا مکان مشتاق

نہ تاب سننے کی آئے تمھین ہی بیتاب
کرے جو حال شب ہجر کا بیان مشتاق

فراق مین جو ہو سرگرم نالہ و فریاد
بنائے دود جگر کا اک آسمان مشتاق

ہر ایک بلبل شیدا کا دل بھر آتا ہی
چمن مین جب کبھی ہوتا ہی نوحہ خوان مشتاق

نہ لامکان نہ مکان مین نہ دیر و کعبہ مین
کسی جگہ نہین پاتا ترا نشان مشتاق

زمین اور فلک ہوتے ہین تہ و بالا
فراق یار مین کرتا ہی جب فغان مشتاق

کیا یہ عشق وہان کمر نے زار و نحیف
کہ چشم اہل نظر سے ہوا نہان مشتاق

جو نقطۂ دہن تنگ کے لکھے اوصاف
ہوا زمانے مین مشہور نکتہ دان مشتاق

کسی کے ہجر مین پہنے ہین جو گلون کے ہار
سمجھتے ہین اونہین پھولونکی بدھیان مشتاق

سیاہ زلف کو کہتے ہین رات کالی ہی
تمھاری مانگ کو سمجھے ہین کہکشان مشتاق

اس سے بڑھکر ہو نہین سکتی ہی قیمت جان کی
خون بہا ہی دیکھنا قاتل کا بسمل کیطرف

واہ کیا زینت فزا ہی عارض پُر نور پر
دیدۂ حسرت سے انجم تکتے ہین تل کیطرف

سخت باتین کرکے رنجیدہ نکرنا ای بتو
پھینکنا پتھر سمجھکر شیشۂ دل کیطرف

دعوی یکتائی ای آئینہ رو باطل ہو صاف
تو اگر دیکھے مرے آئینۂ دل کیطرف

دیکھکر گلزار داغون کا ہوا کیا باغ باغ
آگیا وہ گل جو اک دن خانۂ دل کیطرف

وائے حسرت ایک دن پوری نہین ہوتی امید
روز پھر آتا ہون جاکر کوے قاتل کیطرف

مجھکو ای زہرہ جبین چاہ ذقن آتا ہی یاد
بھولکر جاتا ہون جسدم چاہ بابل کیطرف

جاے گریہ اوس مسافر کے ہی حال زار پر
یاس سے جو دیکھتا ہو تھک کے منزل کیطرف

وائے ناکامی کہ ہو ہر ایک مقتل مین شہید
اور ہم دیکھا کرین حسرت سے قاتل کیطرف

سنکے نالون کو مرے آیا اثر یون دوڑکر
جسطرح اہل کرم جاتے ہین سائل کیطرف

کم قیامت سے نہین ہے بزم مین ای شمع رو
دیکھنا دزدیدہ نظرون سے ترا دل کیطرف

دیدۂ حسرت سے مقتل مین ہر اک مشتاق قتل
دیکھتا ہی خنجر ابرو کے بسمل کیطرف

ناخن تدبیر کیا کھولیگی قسمت کی گرہ
دوڑنا بے سود ہی اس کار مشکل کیطرف

شعلہ زن اوسکا بدن ہوتا ہی سوز داغ سے
جو کوئی ہوکر نکلتا ہی مرے دل کیطرف

پار ہونا عشق کے دریا سے مجھکو ہی محال
موج ہی زنجیر پا کیا جاؤن ساحل کیطرف

جانکے مہمان اپنا گھر مین دل کے دی جگہ
اوس ستمگر کا جو آیا تیر بسمل کیطرف

صبر کا جامہ کتان کیطرح ہو جاتا ہی چاک
دیکھتا ہون جب کبھی اوس ماہ کامل کیطرف

ہی وبال جان لب جان بخش پر یہ خط سبز
کیون نہ جاؤن دوڑکر زہر ہلاہل کیطرف

جان دیدی غرق ہوکر منہ نہ موڑے سے کیا
بحر آب خنجر قاتل کے ساحل کیطرف

اوس گل بغیر خنجر بران ہین برگ گل
پیکان ہجر مین ہین مجھے غنچہاے باغ

گلخن سے بڑھکے کیون نہو گلشن مجھے ادیب
وہ گل نہو تو خاک ہی لطف فضاے باغ

۸۳ ردیف فاے معجمہ ۳۹

دیکھتا ہی جو مری بیتابی دل کیطرف
وہ نظر کرتا ہی گویا مرغ بسمل کیطرف

یہ خیال زلف آتا ہی مرے دل کیطرف
یا کہ لیلیٰ آرہی ہی اپنے محمل کیطرف

کیا ہی غم دنیا ہوا وس بیرحم قاتل کیطرف
صبر کی کافی توجہ ہی مرے دل کیطرف

جب سے ہم مائل ہین اک زہرہ شمائل کیطرف
دل یہی کہتا ہی جلیے چاہ بابل کیطرف

داغ اوسکے دلمین ہوا ای ماہ آنکھین کورہون
دیکھکر تجھکو جو دیکھے ماہ کامل کیطرف

قلزم عالم مین وہ غم دوست ہون ای دوستو
بحر غم سے مین نہین جاتا ہون ساحل کیطرف

ذبح ہونے کا ہی شوق اللہ اکبر کس قدر
سر بکف مین دوڑتا ہون کوے قاتل کیطرف

یاس تو اوٹھنے نہین دیتے مثال نقش پا
شوق لیکن کھینچتا ہی کوے قاتل کیطرف

مین وہ مجنون ہون ہوا جسدم مجھے جوش جنون
پانون خود بڑھنے لگے میرے سلاسل کیطرف

اتحاد باطنی ای یار اسکا نام ہی
تو مرے دل کیطرف ہو مین ترے دل کیطرف

کوئی جانب بھی خوشی آنیکی اب باقی نہین
درد و غم نے گھیر لی ہر اک مرے دل کیطرف

یہ بزرگی کعبۂ ابرو کی الفت سے ملی
لوگ پڑھتے ہین نماز مین قبلۂ دل کیطرف

آگیا جسدم مجھے مژگان دلبر کا خیال
لگ گیا تیر آکے پہلو مین مرے دل کیطرف

جسکو دیکھو بزم مین بیٹھا ہوا ہی لو لگاے
ساری محفل کا ہی منہ اوس شمع محفل کیطرف

جان شیرین ہوگئی تلخ اپنی مثل کوہکن
دل ہی مائل جب سے اک شیرین شمائل کیطرف

ہر دہان زخم سے کرتے رہے مدح و ثنا
جب خیال اپنا گیا توصیف قاتل کیطرف

جلوہ افروزی جو عارض کی ہی آسانی یہی — کیا تعجب ہی اگر ہو شیشۂ میخانہ شمع

روے آتشناک کی گرمی کے باعث بزم مین — ڈھونڈھتی پھرتی ہی چھپنے کے لیے تہخانہ شمع

ہجر مین اوس شمع رو کے ایسی سرد آہین بھرین — سمجھی میرے خانۂ تاریک کو خسخانہ شمع

جلنے پر پروانون کے اصلا نہین آتا ہی رحم — رکھتی ہی بزم جہان مین طرز معشوقانہ شمع

کہ گئے ہین آتش و ناسخ ادیب اُس طرح مین — کیا کہیگا اون سے اب بڑھکر کوئی پروانہ شمع

(٨٢) ردیف غین معجمہ (١٥)

گلزار سینہ کو جو مرے دیکھ پاے باغ — ایسا خجل ہو منھ نہ کبھی پھر دکھاے باغ

وہ رشک گل اگر پئی گلگشت جاے باغ — پھولے نہ اپنے جامے مین ہرگز سماے باغ

آتا ہی یاد جب کہ قفس مین مجھے چمن — روتا ہون لیکے ہر گھڑی مین ہاے ہاے باغ

ای گل اگر ترا گل رخ دیکھ لے کہین — شرمندہ ہو کے آب عرق مین نہاے باغ

دیکھی ہر ایک گل مین ترے گال کی بہار — بلبل اسی سبب سے ہوئی آشناے باغ

خجلت سے زرد ہو گل صد برگ کی طرح — گلہاے داغ دل کو اگر دیکھ پاے باغ

سینہ مرا ہی جب کہ چمن داغ عشق سے — سیری نظر مین پھر کہو کیونکر سماے باغ

اوس رشک گل کا چہرۂ گلگون جو دیکھ لے — گل کی تلاش مین کبھی بلبل بجاے باغ

ہیہات ہاتھ ہم ملین حسرت مین دید کی — بوسے لے تیرے پانون کے ای گل حناے باغ

سیر چمن کا لطف نہین کچھ فراق مین — اوس گل بغیر خاک خوش آئے فضاے باغ

چہرے سے وقت سیر نہ ای گل اوٹھا نقاب — رخسار آتشین سے کہین جل نجاے باغ

شاداب و تازہ گل رہین رخسار کے ترے — جبتک جہان مین رہے ای گل بناے باغ

مجبور رہی اگرچہ ہی مشتاق دید کا — آتا ترے حضور اگر ہوتے پاے باغ

غم فرقت سے نہین ہی مجھے فرصت کہ سنون
کھولے بیٹھا ہی عبث پند کا دفتر واعظ

مجلس وعظ مین وہ آینہ رو آیا ہی
ہی مگر اپنے نصیبے کا سکندر واعظ

اے ادیب اونکے جو عارض کی صفت لکھنی ہی
کیون رگ جان کا بناتے نہین مسطر واعظ

ردیف عین مہملہ

۸۱ — ۲۰

دیکھے محفل مین اگر شمع رخ جانانہ شمع
خاک ہو حسرت سے جل کر صورت پروانہ شمع

کیا کرے مجبور ہی رکھتی اگر گویا زبان
میری شب بیداریون کا کہتی کچھ افسانہ شمع

اک نظر پڑ جائے جو شمع رخ پر نور پر
پھر نہ دیکھے بھول کر ہرگز کبھی پروانہ شمع

چہرہ پر نور ساقی سے جو پردہ اوٹھ گیا
پر تو رخ سے سراپا ہو گیا میخانہ شمع

ای پری ایسی خجل ہو روے روشن سے ترے
بزم سے اوڑ جائے جو پائے پر پروانہ شمع

روشنی ہی اسقدر رخسار آتشناک مین
آب ہو خجلت سے جو دیکھے رخ جانانہ شمع

مجھسے سنکر جلوہ رخسار تابان کی صفت
وجد کر کے جھومتی ہی بزم مین مستانہ شمع

تیرہ و تاریک ایسا کچھ شب فرقت مین ہی
خوف سے بھاگے اگر دیکھے مرا کاشانہ شمع

پہلے پروانے تھے شیدا اب عنادل شیفتہ
گل ہوئی ہی جب سے پیش چہرہ جانانہ شمع

گرمی سوز دل بیتاب اگر یون ہی رہی
کیا عجب سمجھے مری محفل کو آتشخانہ شمع

چشم میگون دیکھکر اس مرتبہ بیخود ہوئی
جھومتی ہی بزم ساقی مین کھڑی مستانہ شمع

آرزو ہی شمع رخ پر ہوکے پروانہ جلے
رہتی ہی فانوس مین ہر وقت بیتابانہ شمع

جل گئی ہو کر ستی پروانے پر کیا عشق تھا
کر گئی یہ کام سب معشوقون مین مردانہ شمع

ہو گئے نا امید تیرے وصل سے ای شمعرو
بزم مین ہر دم کھڑی روتی ہی دیوانہ شمع

اور اس سے بڑھکے کیا ہوتا بھلا سوز و گداز
بزم مین رونے لگی سنکر مرا افسانہ شمع

سبز بختی کا پھوٹ نکلا رنگ
کون کہتا ہی رخ پر آیا خط

بخت گم گشتہ اسکو کہتے ہین
نامہ بر نے مرا گمایا خط

آگیا موت کا پیام مجھے
ابتک اوس کا مگر نہ آیا خط

نامہ بر لیکے جس گھڑی آیا
چشم مشتاق سے لگایا خط

جوش وحشت کا حال جب لکھا
اوسنے پرزے مرا اوڑایا خط

نامہ بر جب نہ دستیاب ہوا
اشکو نکی سیل مین بہایا خط

دہن یار کی لکھی جو صفت
بن کے عنقا نظر نہ آیا خط

رکھدیا قبر پر عزیزون نے
اون کا بعد فنا جو آیا خط

اب کہان حسن کی بہار کے دن
لب رنگین پر اوگنے آیا خط

دل ہی بیتاب اب تو ای قاصد
جلد اونھین جا کے ساتھ لایا خط

اوس بت باحیا نے جب لکھا
نہ لفافے سے باہر آیا خط

ای ادیب اوسنے جب مجھے لکھا
دل صد چاک مین چھپایا خط

۸۰ ردیف ظای معجمہ ۹

دیکھ لیتا دہن یار جو آکر واعظ
نہ سناتا صفت چشمۂ کوثر واعظ

آکے دیکھے جو رخ رشک گل تر واعظ
پیرہن پھاڑ کے ہو جامے سے باہر واعظ

میکشی جب اثر عام دکھائے اپنا
چھین لے پینے کو جام مئ احمر واعظ

شب فرقت مین کرے سورۂ واللیل کا ورد
دیکھ لے آکے جو وہ زلف معنبر واعظ

کیا غرض پند و نصیحت سے پریشانو نکی
کیون نمک پاش ہوا زخم جگر پر واعظ

بالیقین ساحل مقصود نظر آجائے
ہوا گر بحر محبت مین شناور واعظ

عمر دو روزہ مین رہین ہم کیون شکستہ دل
ہی عیش دل کیو اسطے دل ہی برای عیش

گزرا اوسی کا ہی جو ملا بادشاہ کو
درویش نے جو پھاڑ کے پھینکی ردای عیش

اوس گلبدن کے آنے سے گلزار گھر بنا
ہی عندلیب روح ترنم سرای عیش

ہم گھر مین پونہچے اوس شہ خوبی کے پھر ادیب
پھر سر پر آج سایہ فگن ہی ہمای عیش

ردیف صاد مہملہ

۷۸ — ۸

کندہ ہر ایک صفحۂ دل پر ہی نام حرص
شاہ و گدا کو اس سے ہی مرغوب جام حرص

شہرہ ہوا ہوس کا بلند آسمان تک
خورشید کا فلک کی بغل مین ہی جام حرص

جمشید نے یہ جام پر اپنے رقم کیا
بھرتا نہین جہان کی دولت سے جام حرص

یہ روز و شب کی بھیک سے بھی پر نہو سکا
کجکول ہی فقیر کا یا رب کہ جام حرص

فولاد و سنگ کا بھی جو ہوتا تو ٹوٹتا
کس چیز سے بنا ہی الٰہی یہ جام حرص

اہل خرد تو مفت بھی لیتے نہین کبھی
بازار عقل مین نہین بکتا ہی جام حرص

ہوتی نہین ہی سیر لقاے جمال سے
یہ میری چشم شوق ہی یا ہی یہ جام حرص

کیونکر نہ یاد حق سے یہ غافل ہون ای ادیب
پیکر جہان مین آتے ہین انسان جام حرص

ردیف طای مہملہ

۷۹ — ۱۷

نزع مین یار کا جب آیا خط
بدلے یاسین کے سنایا خط

سر عشاق کیون نہ جھک جاے
کعبہ حسن کا ہی سایا خط

صاف عاشق سے کیون نہین ہوتے
رخ سادہ پر اب تو آیا خط

ای خضر آنکھین جسکی تھین مشتاق
مجھکو خالق نے وہ دکھایا خط

بولتا ہی جمال کا طوطی
یہ نہ سمجھو کہ رخ پر آیا خط

برق کا دل شوخی رفتار سے بیتاب ہی — چین کیا ہو جسکو ہو وہ فتنۂ دوران عزیز
سطرح داغ جگر سے ہی محبت قبر مین — ہو شب تاریک مین جیسے مہ تابان عزیز
دیکھ لین جو اوس گل خوبی کو ہنستے ہین ادیب — بلبلون کو پھر نہو ہر گز گل خندان عزیز

۷۶ ردیف سین مہملہ ۸

ہو سکے غالب نہ دل کے نور پر نار ہوس — انبیا اسواسطے رکھتے تھے انکار ہوس
کیون حسینون کو زر و زیور کی خواہش بڑھگئی — کسطرح نازک مزاجون سے اوٹھا بار ہوس
اس بلا سے کسنے پائی ہی زمانے مین نجات — کونسا دل ہی نہین ہی جسمین آزار ہوس
کھود کر بنیاد قصر جان فزائے قصر کو — گھر ہر اک دل مین بنا لیتا ہی معمار ہوس
یہ مرض وہ ہی کہ جسکا موت کرتی ہی علاج — عمر بھر صحت نہین پاتا ہی بیمار ہوس
اس سے خالی ہم نہین پاتے کسیکو خلق مین — اپنے سر پر شیخ بھی رکھتا ہی دستار ہوس
عالم و جاہل جہان مین اس سے کیا لاعلم ہون — شرق سے تا غرب پھیلایا ہی طومار ہوس
کار دین مین ابتری ہوتی ہی اس باعث ادیب — نفس کی پیشی مین رہتا ہی مددگار ہوس

۷۷ ردیف شین معجمہ ۱۰

فرقت مین یار کی نہ کبھی منہ دکھائے عیش — آئے جو وہ تو گھر سے ہمارے بجائے عیش
رہتا ہی بادشاہ کو شاہی سے درد سر — قد پر فقیر کے ہوئی موزون قبائے عیش
جب زر نہ تھا تو مد نظر تھی خدا کی یاد — دولت ملی تو کچھ بھی نہ سوجھا سوائے عیش
فرقت کے غم نے عشرت دل کو مٹا دیا — طوفان اشک تر نے گرا دی بنائے عیش
نیرنگیون کا جلوہ ہی دنیا مین آشکار — ہی غمکدہ کسیکا کسیکی سرائے عیش
بے کھٹکے ہو کے چین سے سو مین حشر تک — سمجھے ہین ہم لحد کو یہی ہی سرائے عیش

یہ وہ گلزار ہی جس مین خزان کا کچھ نہین کھٹکا / ہمارے سینۂ پُر داغ کو ہی فوق گلشن پر
ہوا اندھیر دن کی ہوگئی رات ایک عالم مین / جب آئی زلف شب رنگ صنم رخسار روشن پر
کیا سیراب مجھ تشنہ کو آب تیغ بران سے / زبان شکر ای قاتل مرا ہر بال ہی تن پر
بتون کا دیکھتا ہی ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر / نہ کیونکر رشک آئے مجھکو تقدیر برہمن پر
ترا گھر منزل خورشید کوٹھا بام گردون ہی / شعاع مہر کا ای مہروش دھوکا ہی چلمن پر
جو روشن طبع ہین اونسے منور بزم عالم ہی / یہی مصراع جاری ہی زبان شمع روشن پر
جلایا برق خندہ سے عروسان بہاری کو / گرائی ہنس کے بجلی آپنے پھولون کے خرمن پر
ادیب آنکھون کی الفت مین ہماری جان نکلی ہی / اوگا کرتی ہی نرگس جاے سبزہ اپنے مدفن پر

(۷۵) ردیف زای معجمہ (۱۳)

مہ رخون کے حلقے مین ہی یون رخ جانان عزیز / انجم رخشان مین ہو جیسے مہ تابان عزیز
کیون نہون مثل زلیخا مین دل و جان سے نثار / مصر خوبی کا ہی وہ رشک مہ کنعان عزیز
یاد جانان سے نرکھا ایک دم غافل مجھے / کیون نہو پھر دل سے فریاد دل نالان عزیز
جائیگا جب سیر گلشن کے لیے وہ گلبدن / سنبل پیچان کو ہونگے گیسوے پیچان عزیز
فیض تشبیہ لب و دندان سے چارون ہوگئے / لعل و یاقوت و عقیق و گوہر غلطان عزیز
ایک دن بھی اقربا رکھتے نہین بعد فنا / مردے کا ہوتا نہین ہی قالب بیجان عزیز
کیون نہ خون دل پلاؤن مین غم دلدار کو / ہوتی ہی دنیا مین سب کو خاطر مہمان عزیز
مصحف رخسار جانان سے محبت کیون نہو / جان سے بڑھکر مسلمانون کو ہی قرآن عزیز
رنج سے انسان کو ہوتی ہی راحت کی امید / اس سبب سے عاشقون کو ہی شب ہجران عزیز
سرکشی سے ہوگیا ابلیس ملعون جہان / خاکساری سے ہوئے ہین سب بنی انسان عزیز

اونکے آنے کی خوشی سے نہوا وصل نصیب
آپ مین آنسکا آپے سے باہر ہو کر

ہجر جانان مین یہ ہی خانۂ تاریک مُہیب
مہر دن کو نہین پھرتا ہی مرے گھر ہو کر

عکس پڑجائے جو ساقی کے لب میگون کا
نشہ پانی بھی کرے بادۂ احمر ہو کر

نکلے نامے کے وسیلے سے مری حسرت دل
مردم دیدہ لگین خط مین جو نیلوفر ہو کر

قبر پر فاتحہ پڑھنے کو جو وہ مہر آیا
ذرے چمکے مرے خورشید منور ہو کر

تو اگر بیٹھے تو ہو جائے قیامت قائم
فتنے اوٹھنے سے اوٹھین فتنۂ محشر ہو کر

دونون کاندھون سے جو لٹکا کے دوپٹہ اوڑھا
تم پری بن کے اوڑے جاتے ہو بے پر ہو کر

سختیان عشق مین اوس بت کے اوٹھائین ایسی
رہگیا شیشۂ دل صدمون سے پتھر ہو کر

سخت جان وہ ہون کہ مژگان نے بھی لوہا مانا
دم چراتے ہین مرے قتل سے خنجر ہو کر

لب لعل و دُر دندان کا ہون جب سے شیدا
نظرون سے لعل و گہر گر گئے پتھر ہو کر

بال و پر کاٹ کے صیاد نے آزاد کیا
حیف ہم چھوٹے قفس سے بھی تو بے پر ہو کر

مار گیسوے بتان کا ہی تصور جب سے
کاٹے کھاتے ہین مجھے موے تن اژدر ہو کر

آینہ آینہ روے بتان سا نہ بنے
سیکڑون آئین اگر جمع سکندر ہو کر

کوے قاتل سے یہی آتی ہی ہر وقت صدا
نہ گیا کوئی بھی اس کوچے سے جانبر ہو کر

۷۴ — ۱۱

خوف ہے اپنے گناہون کے جو دریا مین ادیب
مٹ گیا نامۂ اعمال مرا تر ہو کر

اوتارا بوجھ سر کا تھی گرانباری بہت تن پر
رہے گا بار احسان ستمگر میری گردن پر

جو مین نے دی ہی جان اوس شمع روے روشن پر
چراغ کشتہ کا عالم ہی میری شمع مدفن پر

چھپایا جب رخ پر نور فرط شرم سے اوسنے
شعاع مہر کا عالم ہوا ہر تار دامن پر

جانتی ہی چند روزہ ہی بہار رنگ و بو — روتی ہی شبنم چمن مین گل کو خندان دیکھکر

ہو گیا ہی چشم جادو دیکھکر مجھکو جنون — ڈھیلے پھینکین آنکھون کے طفل دبستان دیکھکر

تھا جو دعوی اوسکو خوش چشمی کا باطل ہو گیا — کھل گئین نرگس کی آنکھین چشم جانان دیکھکر

زخمی تیغ تبسم لوگ کہتے ہین مجھے — ہر گل زخم جگر کو میرے خندان دیکھکر

رونے سے میرے دم رخصت نہ وہ گھر جا سکا — کر دیا موقوف جانا جوش باران دیکھکر

آ رہی ہی یہ صدا ہر دم لب ہر گور سے — موت اپنی یاد کر گور غریبان دیکھکر

جب سنا کنج قفس مین مژدۂ فصل بہار — رہ گئے حسرت سے ہم سوے گلستان دیکھکر

۲۳

جب آل کار کو مین دیکھتا ہون ای ادیب
مجھکو آجاتا ہی رونا گل کو خندان دیکھکر

۲۵

مین یہ معدوم ہوا ہجر مین لاغر ہو کر — پھر گئی خالی اجل گھر مرے اکثر ہو کر

ہم اگر ہجر مین نالے کرین مضطر ہو کر — موم دل اوس بت کافر کا ہو پتھر ہو کر

دید قاتل نہوئی جب کسی صورت حاصل — آرزو دل کی نکالی تہ خنجر ہو کر

وقت گریہ ہی تصور جو در دندان کا — اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین تو گوہر ہو کر

کیا ستم ہی کہ بھلا رحم تو رحم ای ظالم — تو ستم بھی نہین کرتا ہی ستمگر ہو کر

پوچھتے ہین جو در کوچۂ دلدار کو ہم — خضر بھی راہ بتا دیتے ہین رہبر ہو کر

در دندان کے مقابل نہون موتی ہرگز — آبرو اپنی نہ مٹی کرین گوہر ہو کر

دیکھکر آئینہ رؤون کو ہوئی وہ حیرت — آئینہ پشت بدیوار ہی ششدر ہو کر

خاکساری سے حسین آنکھو نمین دیتے ہین جگہ — سرمۂ چشم ہون خاک در دلبر ہو کر

نامۂ شوق کا طومار ہوا ایسا جو لکھون — نامہ بر سے نہ کبھی اوٹھ سکے دفتر ہو کر

پانی پانی ہین درخوشاب فرط شرم سے
آب و تاب گوہر دندان جانان دیکھکر

مصرع شمشاد ناموزون ہی بیشک شاعرو
ہو گیا ثابت قد موزون جانان دیکھکر

ہم اور رشک مسیحا اپنے منہ سے کیا کہین
جان بلب جب ہین لب جانبخش جانان دیکھکر

سر سے پا تک ہو گئے ہین غرق آب شرم مین
ہین خجل دُر گوہر دندان جانان دیکھکر

ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتا کہین ہمکو پتا
صبح یہ بھاگی شب تاریک ہجران دیکھکر

ہیرے مین نیلم جڑے ہین صانع تقدیر نے
ہو گیا ثابت مسی مالیدہ دندان دیکھکر

جلوۂ شان خدا ہی عارض پر نور مین
قدرت حق دیکھتے ہین روے جانان دیکھکر

آئینہ ششدر اگر رہجائے کیا دشوار ہی
مجھکو حیرت ہی صفائے روے جانان دیکھکر

روبرو خال رخ صافی کی حیرت ہی مجھے
صورت آئینہ ہر انجم کو حیران دیکھکر

قتل ہونے سے مرے اغیار کو حسرت ہوئی
کٹ گئے اعدا تہ شمشیر جانان دیکھکر

چونک اوٹھے سوتے سے جب آیا خیال زلف یار
آنکھ اپنی کھل گئی خواب پریشان دیکھکر

آئینہ کا منہ ہی کیا دیکھے جو روے صاف یار
اپنی صورت دیکھے تو رخسار جانان دیکھکر

پھسلے پڑتے ہین مرے پاے نظر ہنگام دید
چکنے چکنے عارض پر نور جانان دیکھکر

کیون نہ مجھ عاشق کے رونے پر ہنسے ورشک گل
خندہ زن ہوتے ہین گل بلبل کو نالان دیکھکر

جان دیتے ہین مسیحا زہر کھاتے ہین خضر
سبزۂ خط و لب جانبخش جانان دیکھکر

وہ تجھے پیدا کیا عالم فریب اللہ نے
شیفتہ ہین دل سے ہندو و مسلمان دیکھکر

پھر ہی آمد فصل گل کی پھر جنون کا جوش ہی
تلوے کھجلاتے ہین پھر خار مغیلان دیکھکر

جو کہ تھے عشاق وہ کھا کھا کے دھوکے گر پڑے
خط سے خس پوش آپکا چاہ زنخدان دیکھکر

دیکھکر فردوس کو کیا رخ ہو دوزخ کی طرف
باغ جنت کو نہ دیکھون کوے جانان دیکھکر

کفن سے بڑھکے ای بت کیون نہ ہمکو وہ ولائی ہو
مآل کار کا جسدم تصور مجھکو آتا ہی
جو سنتا ہی وہ رو دیتا ہی یہ پُر درد قصہ ہی
مسیح و خضر کہتے ہین مُرے رشک مسیحا سے
دہن اوسکا ہمین معدوم کرنے پر ہی آمادہ
مجھے اوس گل کے آنے کی توقع کیا ہو بھولو کمین
نہین تدبیر چلتی ایک بھی تقدیر کے آگے
پھرے عالم مین آخر تھک کے بیٹھے تیرے کوچے مین
خبر کونین کی کیا اپنی بھی رہتی نہین ہم کو
یہ جسکا زخم کھانے کا پڑا ہی ای کمان ابرو

جو بوے غیر دے عطر محبت مین لسانے پر
دم گلگشت رو تا ہون گلون کے کھل کھلانے پر
ٹپک پڑتے ہین اشک اعدا کے بھی میرے فسانے پر
وہی زندہ ہی جو مرتا ہی تیرے آستانے پر
کمر بستہ میان یار ہی لاغر بنانے پر
مٹھائی جو کرے تقسیم میرے زہر کھانے پر
اجل ہنستی ہی مُرنے سے بشر کے جی چرانے پر
بھٹک کر سارے عالم مین اب آئے ٹھکانے پر
زمانہ بھول جاتا ہی تمھاری یاد آنے پر
کہ مثل تیر اوڑ کر جاتے ہین عاشق نشانے پر

۷۲

نفس کی آمد و شد ہی نسیم صبح کا جھوکا
بھروسا ای ادیب اس دم کا کیا ہی آنے جانے پر

۳۴

زلف کو دیکھا لب لعلین جانان دیکھکر
پھر نہ دیکھا مہر کو روے درخشان دیکھکر
جان دے شیرین لب شیرین جانان دیکھکر
سرنگون ہی ماہ نو ابروے جانان دیکھکر
ہو گیا ثابت خط پشت لب جانبخش سے
ہجر مین آتش فشانی کا تو تیرا قصہ ہی
آدمی کیا ہی جسے تم وہ رشک حور ہو

ہند مین ہم آ گئے ملک بدخشان دیکھکر
آنکھ نرگس پر نڈالے چشم جانان دیکھکر
ہو زلیخا باولی چاہ زنخدان دیکھکر
زرد چہرہ مہر کا ہی روے تابان دیکھکر
آ گئے ہین خضر گویا آب حیوان دیکھکر
اک ذرا قصر فلک ای آہ سوزان دیکھکر
شیفتہ ہوتی ہین دل سے جنکو پریان دیکھکر

اثر نالون مین ایسا ہی کہ پتھر بھی پگھلتا ہی
تہ مرقد نہ کم ہوگا فروغ مہر داغ دل

ٹپک پڑتے ہین اشک اوس بت کے میری چشم گریان پر
پڑی ہی پھینکنے سے گرد کب خورشید رخشان پر

۷۱ — ۲۶

غم کونین سے آزاد ہین ہم شاد رہتے ہین
کیا ہی جب سے تکیہ ای ادیب افضال یزدان پر

سرائے دہر مین جب تم کمر بستہ ہو جانے پر
بھروسا کیو نکر اوس بے رحم کے ہو رحم کھانے پر
دہان بے نشان کی یاد مین موجود ہون اب تک
شب فرقت تڑپتے رہتے ہین ہم رات بھر ای گل
قیامت ہوتی ہی قائم کھڑے ہو جاتے ہو جسدم
سر مرقد ہمین امید کیا ہوا و نکے آنے کی
صدا آتی ہی یہ ہردم دہان زخم سے میرے
اونھین پاس رقیبان اسقدر ملحوظ خاطر ہی
وہ گریان ہون کہ نالون سے مرے پتھر پگھلتے ہین
رہین لب خشک ہر اک تشنۂ شوق شہادت کے
خبر لیگا کبھی تو وہ مسیح اپنے مریضون کی
وہ میکش ہون کہ فرط رنج مین کرتا ہون مے نوشی
بنایا وصل کی شب چین ای مرغ سحر دم بھر
سزا دینا خیانت کے عوض ٹھہرا ضمیر اونکا
کیا کرتا ہی آکر سر کشی جو بحر عالم مین

بھلا ای غافلو مرتے ہو بھر کیون گھر بنانے پر
نکلوائی جو آنکھین راہ مین آنکھین بچھانے پر
مٹا جاتا ہی گردون مدتون سے گو مٹانے پر
نہین آتی ہی دم بھر نیند فرش گل بچھانے پر
ہزارون فتنے اوٹھتے ہین تمھارے بیٹھ جانے پر
جو کاندھا دیکے ای دوستو لاشہ اوٹھانے پر
تصدق نقد جان ای قاتلو خنجر لگانے پر
بگڑتے ہین بہت ہمسے وہ غیرون کے بنانے پر
بتان سنگدل رو دیتے ہین آنسو بہانے پر
جو زخم آئین ہمارے آب خنجر کے چرانے پر
پڑے ہین صورت مردہ ہم اوسکے آستانے پر
پیا کرتا ہون آب مے غم جانکاہ کھانے پر
خدا کا قہر نازل ہو ترے اس غل مچانے پر
کٹین گے ہاتھ ای دزد حنا چھلا چرانے پر
حباب آسا سر اوسکا پھوٹتا ہی سر اوٹھانے پر

ہمارا مرغ روح آرام سے ہی دست رنگین مین
بسیرا طائر جان نے لیا ہی شاخ مرجان پر

تصور تیر مژگان کا جو آتا ہی شب فرقت
تڑپتے رہتے ہین ہم رات بھر خار مغیلان پر

نہین ہی سبزۂ خط گرد اوس روے کتابی کے
کھچی ہی جدول زنگار گویا لوح قرآن پر

اگر روے عرق آلود گلگون وہ دکھائین گے
بلا شک اوس پڑ جائیگی خجلت سے گلستان پر

عجب کیا فیض موسم سے ہرا ای بے بال و پر بلبل
چمن مین فصل گل آتی ہی ہو جائین جو کلیان پر

جو لکھے شعر مین نے اوس گل خوبی کی مدحت مین
ہوا گلبرگ کا عالم مرے اوراق دیوان پر

ترے مستون کو مئی ہی آفتاب ای ساقی مہوش
گمان ریش قاضی ہی شعاع مہر تابان پر

چبائے اونسے غصے مین جو دانتون سے لب لعلین
کہا ہر ایک نے بجلی گری شہر بدخشان پر

تری شمشیر ابرو دیکھکر جیتے ہین ای قاتل
روان ہی کشتی عمر اپنی آب تیغ بران پر

اگر بیتاب کرنا اور ہی منظور لے قاتل
نمک شور تبسم کا چھڑک دے زخم خندان پر

فلک حاضر ہو لیکر آفتابہ مہر انور کا
جو منہ دھونا وہ چاہین چشمۂ خورشید تابان پر

ترے دانتون کے آگے آبرو سب ہو گئی مٹی
پھرے گر دیتیمی آب گوہرہاے غلطان پر

لحد پر آکے اوس خوش چشم نے آنسو بہائے ہین
عجب کیا ہی اگر نرگس اوگے گور غریبان پر

بھڑکتی ہی بہت صحرا مین اپنی آتش سودا
گمان باد کش ہمکو ہی دامان بیابان پر

گدائی کی ہی در پر دوانے کی ترے ای شہ خوبان
ہمارے بوریے کو فوق ہی تخت سلیمان پر

نہ بھولے سے بھی چھوڑی یاد اوس روے کتابی کی
کبھی ہمنے نہ رکھا مصحف رخ طاق نسیان پر

اگر مد نظر ہی قتل سرمہ دے لو آنکھون مین
تمھین لازم ہی رکھو باڑھ اس تیغ صفاہان پر

ملیحی رنگ قاتل کا تصور جب سے دلمین ہی
نمکدان کا ہی عالم ہر دہان زخم خندان پر

قدم رنجہ کیا ہی آج اوس گلزار خوبی نے
شرف ہی جھونپڑے کو میرے قصر باغ رضوان پر

دیکھی جسدن سے ترے روئے مصفا کی صفا
آئینہ سکتے مین ہی ششدر و حیران ہو کر

سیکڑون جھانکے کنوئین اوسکو ہوا ایسا سودا
نکلے جو متصل چاہ زنخدان ہو کر

شیخ صاحب کو ذرا دیکھو خدا کی قدرت
کلمہ پڑھتے ہین وہ اوس بت کا مسلمان ہو کر

ہون وہ بلبل کہ جب آتا ہی خیال اوس گل کا
بھول جاتی ہی مجھے یاد گلستان ہو کر

آج کیون پھرتی ہی گلزار مین اترائی ہوئی
آئی کیا باد صبا کوچہ جانان ہو کر

برگ گل ہجر مین اوس گل کے ہین خنجر مجھکو
غنچے دیتے ہین خلش باغ مین پیکان ہو کر

ہوش اوڑین کبک دری کے تو خجل ہو طاؤس
وہ پری جو چلے دو گام خرامان ہو کر

ہی مگر آتش فرقت کا تری سوز و گداز
شمع جلتی ہی سر بزم جو گریان ہو کر

٧٠

چین کسطرح پڑے یاد مین اوس گل کی ادیب
کھٹکے جب نوک مژہ خار مغیلان ہو کر

٣١

نمود خط نہین پشت لب جان بخش جانان پر
خضر استادہ ہین گویا کنار آب حیوان پر

وہ ذرہ ہون کہ رکھتا ہون شرف خورشید تابان پر
وہ غنچہ ہون کہ مجھکو فوق ہی لاکھون گلستان پر

ہوے ہین کشتہ ای خوش چشم تیری چشم فتان پر
گل نرگس چڑھانا چاہیے گور شہیدان پر

نہین زلف آئی ہی اوڑکر لب لعلین جانان پر
چڑھائی کی ہی فوج زنگ نے شہر بدخشان پر

رہا کرتا ہی دن بھر روبرو اوس روے انور کے
ہمین دھوکا گل خورشید کا ہی مہر تابان پر

جسے دیر و حرم مین ڈھونڈھتے ہین سب وہ دلمین ہی
عجب آتا ہی مجھکو عقل ہندو و مسلمان پر

خضر آمادہ خط سبز پر ہین زہر کھانے کو
مسیحا جان دیتے ہین لب جان بخش جانان پر

وہ قانع ہین کہ سوکھے ٹکڑون پر اپنی بسر کی ہی
نہ بھولے سے اوٹھائی آنکھ نعمتہاے الوان پر

اگر ایسی ہی ہی نشو و نماے روح حیوانی
عجب کیا ہی جو اوڑ جانیکو تولے مرغ بریان پر

گمان ماہ کا رخسار پر ضیا پر ہی
شک ابر کا ہی رخ مہ جبین کے پردے پر

مثال دامن عاشق ہوا اوسکا پردہ چاک
جو آنکھ اوٹھے بت پردہ نشین کے پردے پر

نقاب چہرہ پر اسطرح ہی نمود ضیا
فروغ جیسے ہو ماہ مبین کے پردے پر

وہ شاہ تو ہی کہ تیرے گدا کی ٹٹی کو
ہی فوقیت شہ مسند نشین کے پردے پر

کتان کی طرح ہوا چاک چاک پردہ چشم
جو پڑ گئی نظر اوس مہ جبین کے پردے پر

ہر ایک شی مین نظر کیون نہ آئے تیری شکل
کھچی ہی دیدہ حق الیقین کے پردے پر

پھٹین گے پردہ ناموس و ننگ اپنے ضرور
دل آگیا ہی بت مہ جبین کے پردے پر

برہنگی مین یہ نام لباس سے ہی نفور
نہین رہا کبھی روے زمین کے پردے پر

۶۹ — ۱۸

نقاب یار کا جلوہ ذرا نہ کم ہوا دیب
جو لاکھ پردے ہون اوس مہ جبین کے پردے پر
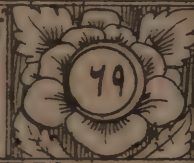
دیکھون بھولے سے جو محو در دندان ہو کر
موتی نظرون سے گرین گوہر غلطان ہو کر

آتش حسن تری بھڑکی ہی جب سے اے گل
خشک گل ہو گئے گلزار مین کلیان ہو کر

کوچۂ زلف بتان کی ہی عجب پیچ کی راہ
گم کیا دل کو مرے بھول بھلیان ہو کر

وقت گریہ جو خیال در دندان آیا
اشک آنکھون سے گرے گوہر غلطان ہو کر

تیر اوس ترک کا دل مین رہے آ کر مہمان
نہ کبھی نکلے مرے حسرت و ارمان ہو کر

عشق اوس عارض تابان کا دکھائے جو فروغ
چمکے ہر داغ جگر مہر درخشان ہو کر

دیکھے اے گل جو ترے عارض گلگون کی بہار
ہوش اوڑے طائر رنگ گل و ریحان ہو کر

روکے آنکھون سے نہ طوفان کرون مین برپا
چشم الطاف سے تم دیکھو جو خندان ہو کر

دیکھکر بزم مین اوس رشک پری کا جلوہ
اوڑ گئے ہوش ہر انسان کے پریان ہو کر

ہم جو روئیں تو نہ روئے بت کافر کیونکر
پانی نالون سے ہمارے نہو پتھر کیونکر

جبہہ سائی ہمین ہو اوسکی میسر کیونکر
سنگ سرمہ ہو در یار کا پتھر کیونکر

چھوڑ دین الفت گیسوے معنبر کیونکر
جائین ہم خانۂ زنجیر سے باہر کیونکر

پی نہ لیتا مین یہ آب دم خنجر کیونکر
دیکھتا دشنۂ قاتل مرے جوہر کیونکر

خشکی تشنگی شوق شہادت جو یہ ہی
اُتریگا حلق سے آب دم خنجر کیونکر

دور گردون سے بھی الفت ہی مرے مستونکو
گردش چرخ نہو گردش ساغر کیونکر

مثل سیماب ہی فرقت مین نہایت بیتاب
چین بے یار کے پائے دل مضطر کیونکر

جسنے پائی وہ ہوا دولت دنیا سے غنی
کم ہی اکسیر سے خاک در دلبر کیونکر

تیرے آتے ہوئی محفل مین قیامت برپا
تو جو بیٹھے نہ اوٹھے فتنۂ محشر کیونکر

عمر جاوید ملی کشتون کو تیرے ای ترک
آب حیوان نہین آب دم خنجر کیونکر

انتظار رخ روشن مین بنے ہین نرگس
ہمہ تن چشم نہون دیدۂ اختر کیونکر

تم دوپٹے کا کفن دو تو خوشی کے باعث
جامۂ زیست سے جھٹ پٹ نہون باہر کیونکر

آب شیرین کیطرح پیتے ہین مشتاق اجل
زہر کا گھونٹ ہی آب دم خنجر کیونکر

کیسے اثبات کمر کا ہو تیقن ہم کو
غیب کی بات ہی کر لیجیے باور کیونکر

۶۸ — ۱۲

بہر عشاق تعجب ہی یہی ہمکو ادیب
ہوتے ابرو کے بنائے گئے خنجر کیونکر

اوٹھائے جو نظر اوس مہ جبین کے پردے پر
خدا کرے نرہے وہ زمین کے پردے پر

جو جان دی بت پردہ نشین کے پردے پر
نشان قبر نرکھا زمین کے پردے پر

لکھین گے شعر جو ہم وصف چشم جانانمین
لکھین گے دیدۂ ہر حور عین کے پردے پر

ہی قد خمیدہ ہمہ تن آرزوِ وصل
پیری سے ہون آغوش تمنا کے برابر

پشت لب جان بخش پر اونکے ہی خط سبز
یا ہین خضر استادہ مسیحا کے برابر

روتا ہون جو یاد دُرِ دندان ہین کسیکے
آنسو ہین مرے گوہر یکتا کے برابر

کیونکر نہ بچے اشکون سے مرا خانۂ ہستی
رہتا نہین وہ گھر جو ہو دریا کے برابر

ای ساقی میکش لب جو ڈھال می ناب
دریا کو بہا بیٹھ کے دریا کے برابر

رویا جو مین یاد لب رنگین مین تمہارے
اک خون کی ندی بہی دریا کے برابر

تقدیر سے مثل لب عشاق ہوا خشک
پیاسا مین گیا جب لب دریا کے برابر

اللہ رے ترے حسن گلوسوز کی گرمی
سرما ہی مجھے موسم گرما کے برابر

نظرو نہین مری خار ہین یہ شیشہ و ساغر
ہی محفل می ہجر مین صحرا کے برابر

گو شہرۂ آفاق ہی نیرنگ زمانہ
لیکن نہین میرے گل رعنا کے برابر

گلشن مین کھڑا ہو کے نہ بھولے سے بھی اکڑے
سرو آئے اگر اوس قد رعنا کے برابر

جنت مین جو آتا ہی خیال قد موزون
روتا ہون کھڑا ہوکے مین طوبیٰ کے برابر

رونے مین بندھا جب رخ رنگین کا تصور
گلشن نظر آیا مجھے دریا کے برابر

ہوتے ہین اشارون مین ادا سارے مطالب
گویا ہین وہ ابرو لب گویا کے برابر

جسروز سے ہی عشق مجھے لالہ رخون کا
ہی داغ جگر لالۂ صحرا کے برابر

بیمار تب ہجر کا کرتے ہین مداوا
نادان نہین کوئی اطبا کے برابر

اسکندر رومی ہی ترا آینہ بردار
دربان درِ خاص ہی دارا کے برابر

اُسطرح وہ اوس برق تجلی کی کرے دید
جو آنکھ نہو دیدۂ موسیٰ کے برابر

اوس برق تجلی سے ادیب اپنی ہی الفت
خورشید نہین جسکی کف پا کے برابر

خوب رو ہوتے ہین خوش عاشق کو پرغم دیکھکر
ہنس رہے ہین گل چمن مین اشک شبنم دیکھکر

سرنگون مشاطہ ہی وہ زلف پرخم دیکھکر
آئینہ حیران ہی چہرے کا عالم دیکھکر

گیسوے پرخم نہین روئے عرق آلود پر
مار پیچان چاٹنے آیا ہی شبنم دیکھکر

آنکھین جو دی ہین تو اتنی اور بھی ہی آرزو
اور کو یارب نہ دیکھین یار کو ہم دیکھکر

چار آنکھین کرکے ہر اک کو لوبھا لیتے ہین یہ
دل مین گھر کر لیتے ہین خوبان عالم دیکھکر

جامۂ تن فرط شادی سے برنگ گل ہی چاک
ہین نہال ایسے وہ میرا نخل ماتم دیکھکر

کوہکن نے سر کو پھوڑا سن کے میری سرگذشت
قیس دیوانہ ہوا وحشت کا عالم دیکھکر

ساری دنیا کے ہین ای ساقی ترے ساغر مین لطف
جام اپنا توڑ ڈالے گا اسے جم دیکھکر

سیر کو جائے جو وہ خوش قد تو فرط شرم سے
سرو گڑ جائین چمن مین قد آدم دیکھکر

قامت خم گشتہ کو لازم ہی واژونی بخت
ہو گیا ثابت یہ حرف مہر خاتم دیکھکر

داغ ہجران ہی مرا ہم پنجہ خورشید حشر
گرمیان کرنا تو اے نار جہنم دیکھکر

وائے قسمت آپ ہی جا کر ہوے پابند دام
بیخود ایسے ہو گئے صیاد کو ہم دیکھکر

سرو سمجھا تھا کہ ہون آزاد اکڑتا تھا بہت
ہو گیا سیدھا مگر اوس قد کا عالم دیکھکر

لوٹتا ہون یاد رخسار عرق آلود مین
برگ گل پر گوہر غلطان شبنم دیکھکر

۶۶

جان لب پر ہی ادیب اونکے لب جان بخش سے
گھٹ رہا ہی دم گلے مین زلف پرخم دیکھکر

۲۲

جب ماہ نہین اوسکے کف پا کے برابر
پھر مہر ہو کیا چہرۂ زیبا کے برابر

شاہان جہان ہین سگ دنیا کے برابر
کمل ہی گدا کو ترے دیبا کے برابر

بیماری ہجران سے شفا ہمکو نہ بخشی
گو ہین لب جان بخش مسیحا کے برابر

بعد فنا اگر کشش دل دکھائین ہم
آئین کشان کشان وہ ہمارے مزار پر

تسکین ہوگئی نہ رہا کچھ بھی اضطراب
رکھا جو اُسنے ہاتھ دل بیقرار پر

انجام کار عشق و محبت مین موت ہی
مصرع یہ کندہ ہو مرے لوح مزار پر

عصیان کا خوف مجھکو نہ روز جزا کا ڈر
تکیہ ہی جب سے بخشش پروردگار پر

می ہی چمن ہی ابر ہی ساقی بھی پاس ہی
رحمت خدا کی آج ہی مجھ بادہ خوار پر

دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے فراق مین
جو جو مصیبتین ہین مرے حال زار پر

لازم نہین کہ کبر و غرور آدمی کرے
دو چار دن کی زندگی مستعار پر

اللہ رے ضعف جب سے ہی عشق میان یار
اک بار ہی خیال کمر جسم زار پر

دو چار جام بادہ چڑھا جاتے ہین مدام
آتا ہی نشہ جب کبھی اپنا اوتار پر

وہ گل پڑے ہین آج یہ خاک قبر مین
سوتے تھے جو کہ فرش جواہر نگار پر

تصویر ہی گلے مین حمائل پڑی ہوئی
شیدا ہون جب سے مصحف رخسار یار پر

بعد فنا مرے نہین ملتا جو غمگسار
روتی ہی روز بیکسی آکر مزار پر

اللہ رے اضطراب دل اپنا پس فنا
تنگ سنگ آسیا کا ہی سنگ مزار پر

عاشق وہ ہون کہ طائر دل اور مرغ جان
کرتا ہون صدقے مردم بیمار یار پر

جس دن سے مین نے حسن پرستی مین دی ہی جان
میلہ حسین کرتے ہین آکر مزار پر

بعد فنا یہ دل کو ہمارے ہی اضطراب
اندیشے سے تختے گور کے آئے مزار پر

مجھ رند می پرست نے جس دن سے دی ہی جان
می نوش بادہ پیتے ہین آکر مزار پر

۶۵ ۱۵

بیدار بخت آجکل اپنا ہی اے ادیب
سر رکھ کے روز سوتے ہین زانوئے یار پر

چین سے قصر مین اپنے تو رہے ای شیرین | اور فرہاد بھٹکتا پھرے کہسارون پر

۶۴ چین دم بھر کسی کروٹ نہین ملتا ہی **ادیب** ۳۴
یاد مژگان مین پڑے لوٹتے ہین خارون پر

جب سے ہوے ہین شیفتہ مژگان یار پر | شب کاٹتے ہین لوٹ کے ہم فرش خار پر

جو ہی بہار اپنے دل داغدار پر | ممکن نہین کہ ہو وہ کسی لالہ زار پر

نکلا نہین ہی سبزہ خط روے یار پر | جدول ہی سبز مصحف پروردگار پر

جو شیفتہ ہو گوہر دندان یار پر | وہ خاک ڈالے آب در شاہوار پر

طوطی ہی لوٹ سبزہ خط کے بہار پر | بلبل ہی شیفتہ رخ گلگون یار پر

ہم ہین وہ خاکسار کہ اوس گل کی بزم مین | مٹی کا عطر ملتے ہین عطر بہار پر

عشاق ہین جہان کے وہ سربلند ہی | رکھنا جسے نصیب ہو سر پاے یار پر

دیتا ہون جان بادہ گلگون کی یاد مین | پھول آکے بادہ نوش چڑھائین مزار پر

تیرا وہ جان نثار ہون پھر بھی نہو ملال | ٹوٹے پہاڑ غم کا اگر جان نثار پر

کیا کم فروغ مشعل داغ جگر مین ہی | کوئی نہ لاے شمع ہمارے مزار پر

مین وہ گدا ہون دل کا غنی بس اگر چلے | ہندوستان صدقے کرون زلف یار پر

مجھ بادہ خوار پر نکرو طعن واعظو | کرتا ہون میکشی کرم کردگار پر

پیری مین آئے تازہ ہین گلہای داغ عشق | فصل خزان مین کیا یہ چمن ہی بہار پر

رو دینگے جب مآل کا آجائیگا خیال | گل خندہ زن عبث ہین دو روزہ بہار پر

سیب ذقن کی دل سے ہی عشاق کو تلاش | ہین دانت سو مریضون کے اس ایک انار پر

صیاد قید سے نکریگا کبھی رہا | بلبل قفس مین غل کرے ہاے ہزار پر

جوشِ وحشت کا اگر حال کرین ہم تحریر
بن کے اوڑ جائے ابھی دامنِ صحرا کاغذ

مین جو لکھون رخِ جانان کی تجلی کا بیان
بے گمان ہو شجرِ طور کا پتّا کاغذ

صفت اوس حورِ شمائل کی جو لکھی ہمنے
بن گیا گلشنِ فردوس کا تختا کاغذ

دفترِ شوق کا اک حرف نہ پورا ہو رقم
ورقِ چرخِ برین سے جو ہو دونا کاغذ

جب مین اوس معدنِ خوبی کے لکھون وصف ادیب
سیم سادہ کا قلم اور ہو زر کا کاغذ

۵۳ ردیف را مہملہ ۱۵

داغِ چیچک نہین اون چاند سے رخسارون پر
ثابت اللہ نے پیدا کیے سیارون پر

رحمت اللہ کی کیا آج ہی میخوارون پر
جھومتے ابر چلے آتے ہین گلزارون پر

وہ نہین خال سیہ یار کے رخسارون پر
چشمِ بد کے لیے اسپند ہین انگارون پر

سبزۂ خط نہین دلدار کے رخسارون پر
جدول سبز ہی قرآن کے سیپارون پر

محتسب ٹکڑے کیا کرتے ہین مجھ مست کا دل
شیشون کو توڑ کے میخانے کی دیوارون پر

مرغِ دل کیون نہ کرون چشمِ صنم پر قربان
جانور صدقے ہوا کرتے ہین بیمارون پر

تابِ خورشید کی کیا اوس رخِ روشن کے حضور
اخترِ خال کو ہی فوق کہین تارون پر

مین وہ عاشق ہون کہ میرے لیے فردوس مین بھی
منتظر حورین کھڑی رہتی ہین دیوارون پر

کسی کروٹ کسی پہلو نہین ملتا آرام
یادِ مژگان مین پڑے لوٹتے ہین خارون پر

دیدِ گل دور سے بھی اب نہین ممکن افسوس
کانٹے گلچین نے چنے باغ کی دیوارون پر

تیرگیِ شبِ فرقت کا نہ پوچھو کچھ حال
چاندنی بنگئی سایہ مری دیوارون پر

اے بتو یادِ خدا بھول گئے زاہدِ خشک
بیخودی چھائی تمھین دیکھ کے ہشیارون پر

زندگی کی ہمین امید ہو کیا اے صیاد
آب و دانہ بھی ہے جب بند گرفتارون پر

روز و شب صدمۂ ہجران سے ہین آنکھین گریان
روح کرتی ہی فغان اور مرا دل فریاد

جذبۂ عشق مین ہوتی ہی مقرر تاثیر
ذبح کرکے مجھے کرتا ہی وہ قاتل فریاد

خواب سے چونک کے ظالم نے دیا قتل کا حکم
ہوگئی میرے لیے خنجر قاتل فریاد

شب ہجران مین مناسب ہی مجھے ضبط اے دل
نہ کہین چونک اوٹھے سن کے وہ قاتل فریاد

رنج و غم مین بھی تکلف سے نہین ہم خالی
آہ سوزان کی گلے مین ہی حمائل فریاد

سوئیگا منھ جو چھپا کر وہ قمر کوٹھے پر
آسمان آہ کریگا مہ کامل فریاد

خودکشی کا جو ارادہ غم فرقت مین کرون
آہ بنجاے سنان خنجر قاتل فریاد

ہجر مین راز محبت ہو عیان کیا ممکن
آہ سینے مین چھپا لو نہین تہ دل فریاد

بزم مین شمع بھی بے یار بہاتی ہی سرشک
نالے کرتا ہی اگر دف تو جلاجل فریاد

گھر نکرتا جو ترا درد جگر مین اے دوست
نہ بناتی لب عشاق کو منزل فریاد

کیون دل اوس ظالم بے رحم کو دیتے ہو ادیب
جسکے کوچے مین کرین سیکڑون بیدل فریاد

٦٢ ردیف ذال معجمہ ١٢

سوز دل لکھنے کو جسوقت اوٹھایا کاغذ
بن گیا میری ہتیلی کا پھپھولا کاغذ

ملک الموت نے کسوقت نکالا کاغذ
رہگیا جب مجھے خط لکھنے کو آدھا کاغذ

اوس پری حسن کی خوبی کے جو اوصاف لکھون
خامہ ہو موج پرِ ماہی دریا کاغذ

کمر یار کی جسوقت صفت کی تحریر
گم ہوا آنکھون سے بنکر پر عنقا کاغذ

صفت عارض جانان کے لیے ہی مطلوب
آئینے سے بھی جو بڑھکر ہو مصفا کاغذ

نامہ لکھنے کو جو وہ غیرت خورشید و قمر
ہاتھ مین لے تو ہو رشک ید بیضا کاغذ

نام اپنے جب خط شوق اوس مہ خوبی نے پڑھا
پرتو رخ سے بنا عرش کا تارا کاغذ

مانند حنا رنگ کف پا سے ہی ظاہر — وستار جو تو باندھے ہی ای غنچہ دہن سرخ

یا در رخ گلگون مین جو ہون بادیہ پیما — صحرا ہی مرے داغون سے مانند چمن سرخ

ہر اک نے کہا لعل مگر ہو گئے نیلم — نیلے ہین جو بوسون سے لب غنچہ دہن سرخ

ای گل تری غیرت کا بخار انکو چڑھا ہی — اسو اسطے ہر گل کا سراپا ہی بدن سرخ

تھا بند در باغ تو فرقت مین گلون کی — سر ہمنے وہ رگڑا کہ ہی دیوار چمن سرخ

اوسکے لب لعلین کا اگر عکس نہ پڑتا — اس طرح نہوتا کبھی یاقوت یمن سرخ

عشق لب گلرنگ مین جان اپنی گئی ہی — ہو بعد فنا عاشق شیدا کا کفن سرخ

عکس لب گلگون کا ترے فیض ہی ای گل — بے وجہ نہین روے عروسان چمن سرخ

غصے کے سبب لال ہین اوس ترک کی آنکھین — جسنے نہ کبھی دیکھے ہون دیکھے وہ ہرن سرخ

گھنگچی کا ہی شک خال سیہ فام سے اوسپر — عکس لب رنگین سے جو ہی سیب ذقن سرخ

یاران وطن کو جو ہوئی یاد ہماری — اسطرح لہو روئے کہ سارا ہی وطن سرخ

یہ کیچلی ہی لال مگر مار سیہ کی — چوٹی مین ہی موباف جو ای غنچہ دہن سرخ

ہین گوہر دندان صنم پان سے رنگین — کیا طرفہ تماشا ہی کہ ہین در عدن سرخ

مثل گل صد برگ ترے رشک سے ہین زرد — جو پھول کہ گلزار مین تھے سیکڑون من سرخ

عشق لب گلرنگ مین جان اپنی گئی ہی — مانند رگ گل ہی ہر اک تار کفن سرخ

لکھے ہین ادیب اوس رخ گلگون کے جو اوصاف — اپنے گل مضمون سے ہی گلزار سخن سرخ

٦١ ردیف دال مہملہ ۱۳

کیون نہ رو رو کے تب و روز کرے دل فریاد — کشتۂ زار غم الفت کا ہی حاصل فریاد

جوش وحشت مین جو قسمت سے گرفتار ہوا — بیکسی دیکھکے کرتے ہین سلاسل فریاد

مئی ہی چمن ہی اور شب مہ بھی ہی ادیب
کیا لطف ہو جو ایسے مین آجائے یار آج

ردیف جیم فارسی (۵۸) (۶)

مجھسے کہین کے گبر ترے زلف دوتا کے پیچ
تقدیر مین تو اپنے پڑے مین بلا کے پیچ

یہ ضعف بڑھ گیا ہی غم زلف یار مین
سینے سے آہ آتی ہی لاکھون اوٹھا کے پیچ

اک دم مین لاکھ بار بندھے اور کھل گئے
دستار مین بھی اوسکے ہین ناز و ادا کے پیچ

دم دیکے میری روح بدن سے نکال لی
ہستی پر اپنی چل گئے پیک قضا کے پیچ

چھوٹے نہ پیچ و تاب سے ہرگز کسی طرح
گیسو کے غم نے مجھکو دیے انتہا کے پیچ

میری طرح ادیب پڑے پیچ و تاب مین
سنبل جو دیکھے یار کی زلف دوتا کے پیچ

ردیف حاے حطی (۵۹) (۸)

آئی جو سن کے شہرت رخسار یار صبح
پیش رخ صبیح ہوئی شرمسار صبح

لیکر شعاع مہر کی جاروب ہاتھ مین
آتی ہی روز جھاڑنے کو قصر یار صبح

نفرت ہی مجھکو صورت نحس رقیب سے
جیسے کہ شام سے نہین ہوتی دوچار صبح

انجام اپنے رنج کا آتا نہین نظر
رکھتی نہین ہماری شب انتظار صبح

اوس مہ جبین کے رخ سے مرا گھر ہی برج عیش
تا حشر ای کریم نہو آشکار صبح

مانند عاشقون کے گریبان دریدہ ہی
کسکے غم فراق مین ہی دلفگار صبح

دیکھے اگر صفاے بنا گوش یار کو
پھر نثار لائے در شاہوار صبح

روشن ہوا یہ دیکھنے سے ہمکو ای ادیب
اونکے صفاے رخ سے ہوئی شرمسار صبح

ردیف خاے معجمہ (۶۰) (۱۷)

پوشاک پہنتا ہی جو وہ غنچہ دہن سرخ
چاک اپنی قبا کرتے ہین گلہاے چمن سرخ

عقبی کی فکر کچھ نہین دل باغ باغ ہی — جنت سے کم نہین ہی ہمین کوے یار آج

آنکھون کو چاہیے کہ کرون فرش رہگزر — کہتے ہین آنے کو ہی مرے گھر مین یار آج

در پر کبھی کھڑے ہین کبھی گھر مین ہین کھڑے — وعدے کی شب کہین نہین ہمکو قرار آج

موسی کیطرح گر پڑے بیہوش ہو کے ہم — دیکھا جو شب کو جلوۂ رخسار یار آج

ای دست وحشت آمد فصل بہار ہی — ثابت نہ جیب مین رہے کوئی بھی تار آج

خوش ہین مے نشاط سے فردا کا غم نہین — مر جائین کل کے خوف سے کیون بادہ خوار آج

ای بت تجھے خدا کی قسم ہی نکال ڈال — مجھ خاکسار سے جو ہو دلمین غبار آج

تنہا فراق یار مین ہم ہین تو غم نہین — ہمدرد درد اور ہی غم غمگسار آج

نکلی ہی جان عارض روشن کے عشق مین — ہی رشک مہر ذرۂ خاک مزار آج

دیکھا جو حال زار مرا ہجر یار مین — اشک عدو ٹپک پڑے بے اختیار آج

پانون پڑ گئے ہین دشت نوردی مین دکھنا — کیا غم جو ہمسے نوک کی لیتے ہین خار آج

ہنگام دفن آئی لب گور سے صدا — آیا ہی بعد عمر مرا یار غار آج

کیا ہو بہار جو مے گلگون سے سرخ ہو — ریش سفید زاہد شب زندہ دار آج

مین ہو گیا ہون صدمۂ فرقت سے ناتوان — کیا ٹوٹے فرط ضعف سے اشکون کا تار آج

اللہ رے عکس جلوۂ رخسار آتشین — ہر اک شجر چمن مین ہی نخل چنار آج

کانٹا ہوے ہین سوکھ کے اوس گل کے ہجر مین — دلمین عدو کے کھٹکتے ہین ہم بن کے خار آج

ایسا ہوا ہون دشت نوردی مین سرفراز — پانون کو میرے سر سے لگاتے ہین خار آج

ہو سامنا جو گوہر دندان یار کا — مٹی ہوا آبروئے دُر آبدار آج

فصل بہار آنے کی بے پر کی ہی خبر — باور نہین مجھے کہے بلبل ہزار آج

آتا نہین ہی رحم کبھی سن کے حال زار
اوس سنگدل سے کرتے ہین ہم التجا عبث

مدت گزر چکی ہی کہ ہمراز ہون ترا
مجھسے شب وصال مین شرم و حیا عبث

آئے تو فاتحے کو وہ آئے مزار پر
یارب مری قبول ہوئی تھی دعا عبث

نور نگاہ و زور بدن دونون گھٹ چلے
پیری مین جوش عشق بتان بڑھگیا عبث

دامان یار تک نہ گیا فرط ضعف سے
ناکام ہو کے کام ہوا ہی روا عبث

دانستہ خود دیا ہی دل اپنا جو ای ادیب
بے مہری صنم کا ہی ہر دم گلا عبث

۵۷ ردیف جیم معجمہ ۳۲

بیم الم کی لہرین ہین ای کردگار آج
مجدھار مین ہون کر مرے بیڑے کو پار آج

ایسے مین کر مدد مری ای کردگار آج
مونس نہ کوئی اور نہ ہی غمگسار آج

لذت ہو زخم کھانے کی ای تیر یار آج
پہلو کو تو جو توڑ کے ہو دل کے پار آج

ہی سخت زلزلے مین ہمارا مزار آج
مرقد مین مضطرب ہی دل بیقرار آج

اوٹھتا ہی درد دل مرے کیون بار بار آج
شاید بغل مین غیر کے بیٹھا ہی یار آج

جو چاہے دید مجمع لیل و نہار آج
دیکھے وہ روز روے و شب زلف یار آج

بیمار ہی فراق مین ہون زار و ناتوان
کیا ٹوٹے مجھسے رونے مین اشکون کا تار آج

تنہا شب فراق مین ہون ای خیال یار
کوئی نہین ہی تیرے سوا غمگسار آج

در تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین مری
آنے کا یار کے یہ کیا انتظار آج

دل کا ہمارے غنچۂ پژمردہ کھل گیا
آیا جو گھر مین وہ گل رشک بہار آج

ہی زندگی بھی موت سے بڑھکر فراق مین
فرقت کی شب ہی گھر مین لحد کا فشار آج

گرمی جو داغ عشق دکھائے پس فنا
ہو جل کے خاک سبزۂ خاک مزار آج

جوڑے پر یار کے مرتا ہون بہت روتے ہین
جان نکلے گی مری تب کہیں پھر آجکی رات

روز نوروز و شب قدر سے بڑھکر ہی مجھے
آکے مہمان ہوا ہی وہ قمر آجکی رات

غنچے پیکان ہین فرقت مین دم سیر چمن
بڑھکے خنجر سے ہین برگ گل تر آجکی رات

چین کیا آئے شب وصل ہمارے دل کو
شام سے چیختے ہین مرغ سحر آجکی رات

وصل کی شب ہی بغل مین ہے مرے اک حورلقا
غیرت قصر جنان کیون نہو گھر آجکی رات

سوز فرقت سے ہم اے شمع رخو شمع صفت
شام سے جلتے رہے تا بسحر آجکی رات

بزم مے مین وہ جو چہرے سے اوٹھا دین پردہ
آتش رخ سے جلے آتش تر آجکی رات

کیا ضرورت ہی مجھے شمع کی اے رشک قمر
مہر رخ سے ترے پرنور ہی گھر آجکی رات

صدمے ایسے شب فرقت کے اوٹھائے ہمنے
یک کے پھوڑا ہوے دل اور جگر آجکی رات

شب تاریک لحد کا نہین ڈر بعد فنا
مثل خورشید ہی ہر داغ جگر آجکی رات

صبح تک شام سے دھڑکا یہ رہا وصل کی شب
بول اوٹھے نہ کہین مرغ سحر آجکی رات

تو نمک پاش جو ہوتا تو مزہ تھا اے ترک
ہوتے خندان دہن زخم جگر آجکی رات

پھر سمجھنا مجھے یہ زندۂ جاوید ہوا
بچ گیا رنج سے فرقت کے اگر آجکی رات

زار اسطرح کیا ہی تب فرقت نے مجھے
نظر آتا نہین مین مثل نظر آجکی رات

یاد مین اوسکی فراموش زمانہ ہی ادیب
ہون وہ بیخود کہ نہین اپنی خبر آجکی رات

۵۶ ردیف ثاے مثلثہ ۹

بے جرم عشوہ دشمن جان ہی مرا عبث
کھچتی ہی مجھسے یار کی تیغ ادا عبث

جل کر ہوا کباب دل زار ہجر مین
رخسار آتشین کا تصور بندھا عبث

ہم خوب جانتے ہین کہ ہین بیوفا نہین
دل مبتلاے عشق بتان ہو گیا عبث

لے لیا دیکھتے ہی دیکھتے نقد دل و جان
تمنے ای جان کیا آنکھو مین گھر آجکی رات

شرم سے اوسنے چرایا بدن ایسا وصل
نہ وہ معلوم ہوا مثل کمر آجکی رات

تیرگی چھائی ہی کچھ ایسی شب فرقت کی
نام کو بھی نہین ہی نور قمر آجکی رات

وصل کی شب ہی کہونگا مین چُھری سے ہی اوسنے ذبح
کوئی بولے تو بھلا مرغ سحر آجکی رات

اسقدر یاد میان مین مین تری رویا ہون
آب دیدہ ہی مرے تا بکمر آجکی رات

مین یہ سمجھون کہ ہوا طالع خفتہ بیدار
خواب مین آئے جو وہ رشک قمر آجکی رات

رہے دیدار سے محروم جب آیا وہ قمر
ضعف سے اوٹھ نسکے پائے نظر آجکی رات

دھوم ہو جائے ہوا نوح کا طوفان بپا
آئین رونے پہ اگر دیدۂ تر آجکی رات

چشم بیمار کی الفت مین ہوا زار ایسا
تن لاغر ہی مرا تار نظر آجکی رات

سیر مرنے سے اونھین کیا وہ نہ آئین گے کبھی
ساری دنیا جو ادھر کی ہوا ادھر آجکی رات

دل مجروح مین ای ماہ ترا جلوہ ہی
چاندنی کا ہو نہ زخمون مین اثر آجکی رات

کوفت کچھ ایسی ہوئی مجھکو کہ دل بیٹھ گیا
کیا کہون کیسے اوٹھا درد جگر آجکی رات

لوگ کہتے ہین کہ وہ رشک قمر آئیگا
چاندنی کا ہو بچھونا مرے گھر آجکی رات

دید کیا اونکی ہو جب طالع خفتہ کیطرح
سو گئے حیف مرے پائے نظر آجکی رات

درِ دندان کی صفت مجھسے جو لوگون نے سُنی
کان ہر اک کے ہوئے کان گہر آجکی رات

سارے عالم مین اک اندھیر نظر آئیگا
زلف مشکین کو وہ کھولین گے اگر آجکی رات

نقد دل دیکھیے کس طرح مرا بچتا ہی
بے طرح گھات مین ہی دزد نظر آجکی رات

رنج جو چاہے وہ تو ای شب ہجران دے لے
مرنے پر ہمنے بھی باندھی ہی کمر آجکی رات

بیٹھنے کو مرے پہلو مین وہ آئے جسدم
پئے تعظیم اوٹھا درد جگر آجکی رات

ہمکو اک قطرۂ باران بھی ہی فرقت مین پہاڑ
تم نہو پاس تو لاریب ہی بھاری برسات

بارش تیر جو مجھپر ہوئی کیون غیر کٹے
پاس رکھتی ہی نہ خنجر نہ کٹاری برسات

رتبۂ ابر گھٹا دیدۂ پرنم سے مرے
چشم گریان سے رہا کرتی ہی عاری برسات

قحط سالی کا نہین خلق کو اوس روز سے خوف
چشم گریان سے ہی جبسے روز سے جاری برسات

یاد آتی ہی جو بارش مین لب رنگین کی
خون روتا ہون شب و روز مین ساری برسات

دھیان ہی گوٹے کے تعویذونکا رونے مین ہمین
جگنو آتے ہین نظر رات کو ساری برسات

چشم گریان کو جو دیکھے تو بھرے پانی ابر
دل نالان کی کرے آئینہ داری برسات

روتے ہین سردی و گرمی زمانہ سے مدام
اب تو ہر فصل مین رہتی ہی ہماری برسات

ساتھ رونے کے ہی نالان دل پُر داغ مرا
شور طاؤس کیا کرتے ہین ساری برسات

فرقت یار مین رونا جو ہمارا دیکھے
چشم گریان سے خفیف آکے ہو بھاری برسات

دھاڑے سے قلزم دیدہ کے کٹا گلشن دہر
ہو گئی ہر شجر باغ کو آری برسات

۵۵

روشنی قلب کو ہوتی ہی جو رونے مین ادیب
دھوتی ہی دل کی کدورت کو ہماری برسات

۴۰

ہم بغل آکے ہوا ہی وہ قمر آجکی رات
تا قیامت رہے یا رب یہ گھر آجکی رات

سنکے حال آنے کا اس رشک قمر آجکی رات
در کو تکتے رہے ہم چار پہر آجکی رات

نہین ہوتی ہی کسی طرح سحر آجکی رات
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آجکی رات

دی یہ ہرکارونے اشکون کے خبر آجکی رات
ہو کے پانی نہ بہے دل اور جگر آجکی رات

کل شب وصل تو غل شام ہی سے کرتے تھے
یا خدا مر گئے کیا مرغ سحر آجکی رات

زلف شبگون مین قیامت ہی چمک جھومر کی
چاند سورج ہین ترے شمس و قمر آجکی رات

۵۳ ردیف بای فارسی ۹

آمادہ جور وظلم پر آٹھون پہر ہین آپ
سچ مجھ سے پوچھیے تو لڑائی کا گھر ہین آپ

دلمین نہان ہین یا کہ ہین پوشیدہ جان مین
آنکھین ہماری ڈھونڈھ رہی ہین کدھر ہین آپ

زلفین وہ پائی ہین کہ سراپا ہین دام عقل
رخ وہ ملا کہ غیرت شمس و قمر ہین آپ

القاب خط شوق مین لکھتا ہون یون اونھین
آرام دل ہین راحت جان و جگر ہین آپ

کہدیجیے یہ صاف تو تسکین قلب ہو
میری طرف کہ غیر کی جانب کدھر ہین آپ

قاصد نہین پیام نہین کچھ خبر نہین
ہر طرح میرے حال سے کیون بیخبر ہین آپ

شمس و قمر ہین دید کے مشتاق رات دن
لاریب اک جہان کے مد نظر ہین آپ

دیوانہ سمجھون مین جو پری آپ کو کہے
کیونکر بشر کہے کوئی رشک بشر ہین آپ

اسکے سوا ادیب کہے کیا حضور کو
گلزار حسن و زیب کے طرفہ شجر ہین آپ

۵۴ ردیف تای فوقانی ۲۰

بے بلائے رہے گھر غیر کے ساری برسات
حیف ہے ہمنے اسی حسرت مین گزاری برسات

کیا کہین ہجر مین کس طرح گزاری برسات
کاٹی مرمر کے بغیر آپ کے ساری برسات

آب دیدہ سے گل داغ جنون تازہ ہین
کم نہین ابر بہاری سے ہماری برسات

موسم گل مین رولایا یہ تری فرقت نے
چشم گریان سے ہوئی فصل بہاری برسات

لطف بارش ہی اوسیوقت کہ جب یار ہو پاس
رنج ہجران سے ہمین ہوگئی بھاری برسات

چشم گریان سے مری کیون نہ بہے قلزم اشک
تم نہ اک روز بھی آئے گئی ساری برسات

فصل بارش مین کسی دن نہ تم آئے افسوس
حسرت و یاس مین سب ہمنے گزاری برسات

سردمہری بتان رکھتی ہی گریان شب و روز
فصل سرما جو ہی اونکی تو ہماری برسات

کیا کیا ہی یاد انکو موت نے　　ہچکیاں لیتے ہین جو بیمار اب

باغ جنت کو ہمارا ہی سلام　　کرتے ہین گلگشت کوے یار اب

کیون نہ کانٹا سا مین کھٹکون غیر کو　　لاغری سے ہو گیا ہون خار اب

ہون وہ صورت غم کی ہجر یار مین　　دیکھکر رو دیتے ہین غمخوار اب

غنچہ پیکان ہی تمھارے ہجر مین　　برگ گل خنجر ہی ہر گل خار اب

آپ کو بھی ہم نظر آتے نہین　　ہو گئے ہین یہ نحیف و زار اب

وصف مین اوس گل کی ہم پڑھتے ہین شعر　　کیون نہ ہو بزم سخن گلزار اب

کسلیے جائین پی گلگشت باغ　　سینہ پر داغ ہی گلزار اب

زخمیون کو سبزۂ خط کا ہی عشق　　کیا کرین گے مرہم زنگار اب

حیف اونسے وعدۂ فردا کیا　　اور ہم ہین تشنۂ دیدار اب

رات دن تیرا ہی رہتا ہی خیال　　کیونکر آئے کل ہمین ای یار اب

بن گیا موے میان دلبران　　ہو گیا ہون یہ نحیف و زار اب

قاتلو مجھکو کفن درکار ہی　　زخم تن پر ہو تو دامن دار اب

ہی جنون اوس گل کی زلفون کا مجھے　　طوق ہی میرے گلے کا ہار اب

وا رہین گی اپنی آنکھین حشر تک　　اسقدر رہی حسرت دیدار اب

دل مین گنجایش کسی شی کی نہین　　ہی تمنا دن کا یہ انبار اب

اوس مسیحا سے کوئی جا کر کہے　　آنے مین اچھا نہین انکار اب

دم ہی لب پر ڈھل گیا آنکھو کا نیل　　کوئی دم کا ہی ترا بیمار اب

۵۳　　شکر کا سجدہ بجا لاو ادیب　　زیر سر ہی زانوے دلدار اب　　۹

تیری فرقت مین ہی بزم عیش بیشک قتل گاہ
آب خنجر ہی ہمارے حق مین ای ساقی شراب

میکشی سے توبہ کی مجھ رند نے جس روز سے
ہوگئی پانی کے مول ایسی ہوئی سستی شراب

میکشی سے آگئی میرے تن بیجا مین جان
زاہدو رکھتی ہی اعجاز مسیحائی شراب

مین وہ رند بادہ کش ہون طالب می جب ہوا
حور جنت خلد سے میرے لیے لائی شراب

فرط گرمی سے ہوا میخانے مین محشر بپا
آفتاب حشر سے کرتی ہی ہمدوشی شراب

کیون نہ دختر رز کی صحبت سے ہو زاہد کو گریز
کھول دیتی ہی ہر اک کا راز پنہانی شراب

جبکہ میکش ہون تو کیون رنج دو عالم سے ڈرون
ہی مرے طوفان غم کے واسطے کشتی شراب

زور ایسا ہی کہ جاتی ہی فلک پر جوش مین
پیر گردون کو دکھاتی ہی جوانمردی شراب

زور مین آکر اوڑی جاتی ہی میرے ہاتھ سے
مجھ فقیر مست سے کرتی ہی شہ زوری شراب

مین وہ میکش ہون گرا دیتے ہین میرے نام پر
پیتے ہین جسوقت رندان خراباتی شراب

میکدے مین بیٹھین کر کے بیعت دست سبو
جو دکھائے زاہدون کو اپنی رعنائی شراب

اک طلسم تازہ دیکھا ہم نے بزم عیش مین
اوڑ گئی بن کر پری شیشے سے جب نکلی شراب

۵۲ — ساقی کوثر سے طالب ہون مین اوسکا ای ادیب
جو کہ پیتے تھے جناب حافظ و جامی شراب — ۲۳

واہ ہی پردے سے رخ دلدار اب
لوٹتے ہین دولت دیدار اب

خواب مین آتا ہی شب کو یار اب
بخت خفتہ ہی مرا بیدار اب

بحر غم سے کر الٰہی پار اب
مین ہون تنہا اور ہی منجدھار اب

ہمکو کروٹ کا بھی لینا ہی محال
ناتوان ایسا ہی جسم زار اب

باغ رضوان سے مجھے کیا واسطہ
غیرت جنت ہی کوے یار اب

عشق مین اوس بت کافر کے خدا سے ہی دعا ‌ ‌ جان جائے نہین کچھ غم رہے ایمان اپنا
یہ کسی کو نہین معلوم کہ وہ کس کا ہی ‌ ‌ گبر اپنا اوسے کہتے ہین مسلمان اپنا
نیند دم بھر بھی نہ آئے یہ پریشانی ہو ‌ ‌ ہم سنائین جو تمھین حال پریشان اپنا
دیکھ اے دل نہ کہین اوسکی گلی سے تو جا ‌ ‌ باغ فردوس سمجھ کوچۂ جانان اپنا
الامان خلق مین ہر ایک پکار اوٹھیگا ‌ ‌ شعلۂ آہ جو ہو گا شرر افشان اپنا
نظر آنے لگین افلاک حباب یم اشک ‌ ‌ رونے پر آئے اگر دیدۂ گریان اپنا
ہون وہ بیمار تب غم کہ ابھی صحت ہو ‌ ‌ تم دکھا دو جو مجھے سیب زنخدان اپنا
بھولکر بھی نہ لگائے کبھی دل اوس بت سے ‌ ‌ رکھے ایمان اگر مرد مسلمان اپنا
مین جو رویا لب لعلین کے تصور مین کبھی ‌ ‌ قطرۂ اشک ہوا لعل بدخشان اپنا
عارض صاف سے پھر اوسکے مقابل ہونا ‌ ‌ داغ پہلے تو مٹا اے مہ تابان اپنا
جوش وحشت مین یہ کہتا ہی دل اے دست جنون ‌ ‌ چاک دامن بھی ہو مانند گریبان اپنا
دیکھکر مجھکو ترے ہجر مین زار اور ملول ‌ ‌ دوست ہر ایک ہی انگشت بدندان اپنا
جنس ناکارہ وہ بازار جہان مین مین ہون ‌ ‌ نہوا اور نہین ہی کوئی خواہان اپنا
کرکے یاد اپنے گناہون کو بہا اشک ادیب ‌ ‌ تجھکو دھونا ہی اگر نامۂ عصیان اپنا

۵۱ ردیف بای موحدہ ۱۷

جب لب دریا مرے ساقی نے جا کر پی شراب ‌ ‌ ہو گیا عکس لب مے نوش سے پانی شراب
کاتب تقدیر نے قسمت مین جب لکھی شراب ‌ ‌ ہو گئی ایام طفلی سے مری گھٹی شراب
کیا کریگی اس سے بڑھکر اور زبر زوری شراب ‌ ‌ جب نہین ٹھہری خم گردون مین اے ساقی شراب
ہون وہ میکش جب سے مے پینے سے مین تا دم ہوا ‌ ‌ ہی بن مو سے مرے جاے عرق جاری شراب

مرے ہین عاشق شیدا قدمبوسی کی حسرت مین — عجب کیا تھا جو پیدا خاک سے نخل قدم ہوتا

دم آنکھو نمین مرا تھا اور لب پر جان آئی تھی — اگر اب بھی نہ آتا تو تو ہی ظالم ستم ہوتا

تمھارے چہرۂ روشن کی مدحت کا جو دھیان آتا — رنگ شمع محفل ہاتھ مین اپنے قلم ہوتا

جو شوق دید مین حسرت نہ رکھتے ہمکلامی کی — تو کیون جان آتی لب پر اور کیون آنکھو نمین دم ہوتا

۵۰ — ۲۷

ادیب اپنی تمنا یہی درگاہ خالق سے
وظیفہ نام کا اوسکے لبون پر مرتے دم ہوتا

گھر مین آجائے جو وہ مہر درخشان اپنا — بنے خورشید محل کلبۂ احزان اپنا

ہم بغل وصل کی شب ہی مہ تابان اپنا — منہ نہ اب ہم کو دکھائے شب ہجران اپنا

کاش انجام جو سوچے گل خندان اپنا — رو کے صدچاک کرے جیب و گریبان اپنا

تم دکھاو وجو ہمین روے درخشان اپنا — دل مین کوئی نہ رہے حسرت و ارمان اپنا

پھر ہوا جوش جنون سلسلہ جنبان اپنا — گھر نظر آنے لگا صورت زندان اپنا

تم دکھاو وجو ہمین چاہ زنخدان اپنا — دل گرے چاہ سے مثل مہ کنعان اپنا

جب سے ہی گیسوے پیچان بتان کا سودا — ای جنون خانۂ زنجیر ہی زندان اپنا

ہاتھ گلدستہ بنا چھلون کے گل سے ای گل — سینہ داغون سے ہوا رشک گلستان اپنا

جب سے اوصاف لکھے ہین لب لعلین کے ترے — لقب اوسدن سے ہی یاقوت رقم خان اپنا

اوس پری نے جو جنازے کو اوٹھایا آکر — تخت تابوت ہوا تخت سلیمان اپنا

شب تاریک لحد کا نہین کچھ ڈر بس گر — داغ سینہ ہی ہر اک شمع شبستان اپنا

خیرہ ہوتی ہی نظر اونکی رخ روشن سے — پھیرے اسوجہ ہی منہ مہر درخشان اپنا

خانۂ دل مین جگہ دون مین بڑی خاطر سے — ناوک یار اگر آکے ہو مہمان اپنا

درد فرقت کا مزہ کچھ مجھے حاصل ہوتا
صورت غنچہ سراپا مین اگر دل ہوتا

قتل کرنے سے مرے جو نہ خجالت ہوتی
سرنگون کس لیے پھر خنجر قاتل ہوتا

اگر اوصاف نہ لکھتا دہن تنگ کے مین
غیب دانی کا مری کوئی نہ قائل ہوتا

ہجر مین سیر چمن ہوتی قیامت سے سوا
نالۂ صور سے مجھے شور عنادل ہوتا

ہاتھ سے اپنے جو دیتا وہ مسیحا مجھکو
جان شیرین سے سوا زہر ہلاہل ہوتا

مصحف رخ کی قسم دل کی تمنا ہے یہی
ہاتھ میرا تری گردن مین حمائل ہوتا

گرمی آتش عارض سے جل اوٹھتا عالم
پردۂ تار نظر بھی جو نہ حائل ہوتا

دم گلگشت چمن ہجر مین گل ہوتے خار
بے ترے برگ شجر خنجر قاتل ہوتا

دوستو جذبۂ دل کا مین دکھاتا جو اثر
اپنی آغوش مین وہ حور شمائل ہوتا

میکشی کے لیے وہ مہر اگر فرماتا
آسمان شیشہ تو ساغر مہ کامل ہوتا

صلے دیتا جسے عشق لب رنگین بتان
تھوکتا خون وہ ایسا مرض سل ہوتا

ہاتھ سے اپنے مجھے قتل جو کرتا وہ ترک
ہاتھ بھر کا مرے سینے مین مرا دل ہوتا

۴۹ سوزش عشق سے دریا مین نہاتا جو ادیب
خشک مثل لب عاشق لب ساحل ہوتا ۱۰

مآل زیست اچھا تھا جو سر اپنا قلم ہوتا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم ہوتا

سرائے دہر مین ہمکو نہ کچھ عقبی کا غم ہوتا
جو اپنے پاس ای دل توشۂ راہ عدم ہوتا

قدم رنجہ جو فرماتے تو بندے پر کرم ہوتا
مرا بیت الحزن ای گلبدن رشک ارم ہوتا

ہمارے دل کی ساری حسرتین دم مین نکلجاتین
گلو اپنا جو اے قاتل تہ تیغ دو دم ہوتا

وہ رشک غنچہ دہن کی یاد مین جوتا نہ پاتا کوئی
تن کاہیدہ اپنا نقطۂ وہمی سے کم ہوتا

ہجر دلبر مین برا حال ہی ایسا میرا
لوگ رو دیتے ہین سن سن کے فسانا میرا

یہی ارمان ہی دن رات خدایا میرا
اوسکی گردن مین رہے دست تمنا میرا

یاد رکھنا کہ ہوئی جوشش وحشت جسدم
ایک جھٹکے مین نہین سلسلہ پا میرا

شوق دیدار ہی اسطرح کہ شل نرگس
بن گیا ہی ہمہ تن چشم سراپا میرا

کاٹتا ہون شب فرقت کو مین تارے گنکر
ہو گیا خواب ترے ہجر مین سونا میرا

دھجیان دامن صحرا کی ابھی اوڑجائین
جوش پر آئے اگر عشق جنون زا میرا

مین وہ عاشق ہون کہ حوران بہشتی ہردم
دیکھتی ہین کھڑی فردوس مین رستا میرا

جب سے اوس غیرت خورشید کا ہی دلمین خیال
کم نہین مہر منور سے سویدا میرا

دلمین غیرون کے نہ کسطرح مین کھٹکون دن رات
ہجر مین جسم ہوا سوکھ کے کانٹا میرا

شمع روشن کیطرح داغ ہین سر سے پا تک
غیرت سرو چراغان ہی سراپا میرا

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون اوسے سب کہنے لگے
پڑ گیا بید پر اک روز جو سایا میرا

مست ہون اپنی فقیری مین نہین حرص جہان
جام جمشید سے بڑھکر ہی پیالا میرا

رونے سے اوٹھتے ہین اقلیم عدم کے مردے
ہم نفس صور قیامت کے ہی نالا میرا

لوگ کہتے ہین کہ خورشید قیامت نکلا
داغ دل سے کبھی ہٹتا ہی جو پھاہا میرا

یہ وہ ہی روگ کہ دشمن کو بھی اللہ بچائے
مرض عشق سے عاجز ہی مسیحا میرا

۴۸

میکشی کم نہین کچھ مجھکو عبادت سے ادیب
روز میخانے مین بچھتا ہی مصلا میرا

۱۵

اوس کف پا سے تو اوسوقت مقابل ہوتا
داغ تجھ مین نہ اگر اے مہ کامل ہوتا

پوچھتے عشق کا وہ راز جو مشکل ہوتا
اس زمانے مین اگر کوئی بھی کامل ہوتا

زلف شب رنگ سے اونکا رخ زیبا نکلا | پردۂ ابر سے یا چاند سرا پا نکلا
سخت حیرت ہی کہ اک طرفہ تماشا نکلا | تھا جو مٹی کا وہ بت نور کا پتلا نکلا
آبرو پائی ترے کان کا گوہر ہو کر | اسلیے بطن صدف سے دُر یکتا نکلا
وہ یم حسن چلا گھر کو جو رخصت ہو کر | چشم گریان سے مری اشکونکا دریا نکلا
مر گئے پر نہوا یار کا دیدار نصیب | حسرت دید مین دم آنکھون سے اپنا نکلا
دیکھتے دیکھتے غائب ابھی نظرون سے ہوا | توسن حسن گریزان تو چھلاوا نکلا
زہر کھانے مٹھے خضر دیکھ کے وہ سبزۂ خط | لب جان بخش پر اوسکی دم عیسی نکلا
بیڑیان توڑ کے وحشت مین نہو نگا پھر قید | مین جہان خانۂ زنجیر سے نکلا نکلا
سانپ اک لوٹ گیا دیکھتے ہی چھاتی پر | سامنے سے جو کوئی گیسوؤن والا نکلا
کھولکر دیدۂ وحدت کو جو دیکھا ہم نے | رشتۂ سبحہ سے زنار کا رشتا نکلا
سارے عالم کے جوانونکو کیا پست اسنے | فلک پیر کا آفت کا بڑھاپا نکلا
بحر غم سے ہو پار الفت مژگان کے سبب | ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا نکلا
مرض عشق سے صحت ہوئی حاصل پس مرگ | ملک الموت مرے حق مین مسیحا نکلا
چلدیے چھوڑ کے تنہا ہمین مرقد مین عزیز | حیف اسوقت مین کوئی بھی نہ اپنا نکلا
اوسکی دانتون سے صفا مین جو کیا تھا دعوے | در خوشاب نظر مین مری جھوٹا نکلا
مین ہون اس دار فنا مین وہ بلانوش حریف | غم کونین مرا ایک نوالا نکلا

۴۷ — ۱۷

جان جائیگی اوسیدم مری حسرت مین ادیب
خنجر یار اگر کاٹ کے رستا نکلا

سخت نازک ہی بتو یہ دل شیدا میرا | ٹھیس لگنے سے نہ ٹوٹے کہین شیشا میرا

جو ساتھ غیر کے سوتا ہی بستر گل پر
تو خار مجھکو پئے فرش خواب دیتا جا

صفات اُس رخ روشن کے لکھتے ہین اگر چرخ
پئے رقم ورق آفتاب دیتا جا

شباب پھر کے نہین آئیگا کبھی ای شیخ
ہزار ریش پر اپنے خضاب دیتا جا

جو غیر لاکھ بولائین تو کہہ نہ آئین گے
ہزار بات کا صرف اک جواب دیتا جا

وہ تشنہ آب دم تیغ کا ہون ای قاتل
کہ لب پر آئی ہی جان اب تو آب دیتا جا

جو مَی کے ساتھ گزک اور کچھ نہو ساقی
دل برشتہ مرا اے کباب دیتا جا

عذاب نار جہنم سے کیون ڈرین ہم رند
خدا غفور ہی ساقی شراب دیتا جا

نکر خیال عذاب و ثواب ای ساقی
کشادہ ہی در توبہ شراب دیتا جا

نشانی اپنی جو دیتا ہی کچھ دم رخصت
تو داغ سے چھلے کا ای ماہتاب دیتا جا

ہی ایک عمر سے شوق شہادت ای قاتل
مین تشنہ کام ہون خنجر کی آب دیتا جا

کھلی ہی چاندنی ہی لطف میکشی ساقی
ہی آفتاب غروب آفتاب دیتا جا

قیام بحر جہان مین نہین ہی دم بھر بھی
ہر ایک کو یہ خبر اے حباب دیتا جا

حساب بوسون کے دینے کا کچھ نکر دلمین
یہ چیز دینے کی ہی بے حساب دیتا جا

حباب بحر کو ای باد پای عمر روان
ثبوت ہستی پا در رکاب دیتا جا

٤٦ — ادیب صبح و مسا جا کے سرمہ آنکھون مین
غبار خاک در بو تراب دیتا جا — ٢٠

حسن مین ناز مین انداز مین یکتا نکلا
تو ہر اک بات مین عالم سے نرالا نکلا

ٹھیک اوسوقت مین اوصاف سراپا نکلا
سرکا جسوقت کہ ایڑھی سے پسینا نکلا

دل جگر توڑ کے جب تیر تمھارا نکلا
پوری حسرت ہوئی ارمان دل اپنا نکلا

صیاد تری گھات مین بیٹھے ہین خبردار
نالہ کہین اے بلبل ناشاد نکرنا

ای بلبلو اچھا نہین گلزار مین رہکر
پابند محبت دل صیاد نکرنا

بھوکا ہون تری دید کا گو زیست سے ہون سیر
منہ پھیر کے قتل ای مرے جلاد نکرنا

اچھا تمھین انصاف کرو تم ہو کے مسیحا
اچھا ہی علاج دل ناشاد نکرنا

جائینگے دم صبح وہ اوٹھیگی قیامت
ای مرغ سحر بھول کے فریاد نکرنا

ای رشک پری خانۂ دل سے کہین جا کر
گھر اپنے ہوا خواہون کا برباد نکرنا

ای آتش سودائے شہادت یہی امید
خشک آب دم خنجر جلاد نکرنا

گلزار سے لیجا کے تو ای باد بہاری
بوئے گل گلشن کہین برباد نکرنا

مشتاق شہادت ہون نہ بسمل رہون دم بھر
دم ناک مین اے خنجر جلاد نکرنا

(۴۵) (۲۳)

اوس قامت موزون کے تصور مین ادیب اب
گلزار مین نظارہ شمشاد نکرنا

بہار آئی ہی ساقی شراب دیتا جا
اگر شراب نہ دے زہر ناب دیتا جا

ہماری آنکھین ترستی ہین گریہ کو ای دل
جو آب اشک نہون خون ناب دیتا جا

شب اپنے کوچے مین کر ظلم ای بت کافر
مجھے نہ باغ جنان مین عذاب دیتا جا

کھڑے ہین منتظر ای شہسوار راہ مین ہم
تو ایک بوسہ پہ چشم رکاب دیتا جا

حساب حشر کا ڈر ہے تجھے جو ای منعم
خدا کی راہ مین زر بے حساب دیتا جا

بجائے سرمہ لگانے کو اپنی خاک قدم
برائے چشم مہ و آفتاب دیتا جا

یہ آرزو ہی کہ ای ترک تیغ و خنجر سے
تو اپنے کشتون کے کھیتون کو آب دیتا جا

کوئی تو یاد کی صورت نکال آگے کو
نشانی اپنی ہمین ای شباب دیتا جا

ہزارون لذتین دیتا ہی ہمکو
ستمگر کا ستم ایجاد کرنا

جو دیکھے اوس ستمگر کی جفائین
فلک بھولے ستم ایجاد کرنا

بتون کا سخت دل ہو موم کیونکر
ہی مشکل کشتۂ فولاد کرنا

سوا تیرے ہی کس مین ای ستمگار
ستم مین طرز نو ایجاد کرنا

نہ منھ موڑین گے جانباز ای ستمگر
جہانتک ہو سکے بیداد کرنا

دکھائیگا ترا دل ای ستمگر
مرا دل کھول کر فریاد کرنا

دکھا کر قامت موزون کو اپنے
غلط تم مصرع شمشاد کرنا

دل ویران مین تم آنا کسیدن
یہ گھرا وجڑا ہوا آباد کرنا

نہین جانیکا ای چرخ اوپر اوپر
ترے مظلوم کا فریاد کرنا

جو ای فرہاد تو سیکھے فن عشق
مرے شاگرد کو استاد کرنا

اوٹھانا سیکڑون کوہ مصیبت
نہ اُف تک ای دل ناشاد کرنا

لگا کر ہاتھ او چھا پیش اعیار
خجل ہم کو نہ ای جلاد کرنا

۴۴ جوانی کے گئے دن آئی پیری
ادیب اب تو خدا کی یاد کرنا ۱۶

ای بلبلو گلزار مین فریاد نکرنا
نالون سے شکستہ دل صیاد نکرنا

کیا ظلم ہی طاقت تو نہین ضبط فغان کی
صیاد کا ہی حکم کہ فریاد نکرنا

مجھ عاشق وحشی سے یہی کہتی ہی وحشت
تو خانۂ زندان کبھی آباد نکرنا

فرقت مین جب اک روز بھی ہچکی نہین آئی
معلوم ہوا ہمکو ترا یاد نکرنا

ای شاہ بتان تجھکو قسم اپنے خدا کی
بندے کو غلامی سے تو آزاد نکرنا

ای آینہ رو تو بہت اچھی نہین سختی
دل کو کہین آئینۂ فولاد نکرنا

جب تک رہا مین شیفتہ مژگان یار کا
سینہ مرا نشانۂ تیر و کمان رہا

تیرے بغیر ماہی بے آب کیطرح
مین آتش فراق مین ہردم طپان رہا

اسطرح غم کی شکل رہا مین فراق مین
پہرون وہ مجھکو دیکھکے گریہ کنان رہا

دن رات اوسکی دست حنائی کی یاد مین
آنکھون سے اپنے خون کا دریا روان رہا

آسان ہونگی مشکلین سب وقت نزع کی
مرتے دم اوس کا نام جو ورد زبان رہا

دم بھر نہ آئی نیند کسی کو شب فراق
بیچین میرے نالون سے سارا جہان رہا

جبتک رہا شباب کیا لاکھونکو ہلاک
وہ ترک اپنے وقت کا چنگیز خان رہا

صد حیف قتل گاہ مین سیراب سب ہوے
مین تشنہ کام تشنۂ آب سنان رہا

دوڑے فنا کی راہ مین جب شرط بد کے ہم
دو گام بیتے پیچھے توسن عمر روان رہا

کعبے چلو ادیب کہ حافظ نے سچ کہا
رہنے کے قابل اب نہین ہندوستان رہا

(۴۳) (۲۱)

نہین منظور اگر آزاد کرنا
بہ چھری سے ذبح اے صیاد کرنا

پئے ظلم اونکا مجھکو یاد کرنا
کرم سے لطف سے ہی شاد کرنا

کلیجا منھ کو لاتا ہی سفر مین
مرا اہل وطن کو یاد کرنا

جو اے دل نالش قاتل ہو منظور
لب ہر زخم سے فریاد کرنا

چھپانا راز الفت ہی جو اے دل
نہ ہرگز وا لب فریاد کرنا

نہین ممکن ہی ہم سے پیش قاتل
بیان لذت بیداد کرنا

جب آئین ہچکیان ہمکو دم نزع
ہوا معلوم اونکا یاد کرنا

مصیبت درد و رنج و بیکسی مین
نہ بھولے گا تمھارا یاد کرنا

وہ گل اندام نہ خاک پڑے ہین صدحیف
فرش گل کو جو سمجھتے تھے بستر اچھا

حسرت آب بقا تا دم آخر نہ گئی
کون کہتا ہی کہ تھا بخت سکندر اچھا

ایک ہی گھونٹ مین دنیا کے مزے حاصل ہین
جام جمشید سے ساقی کا ہی ساغر اچھا

بات وہ کہ کہ برا دل مین نمانے کوئی
کام وہ کر کہ تجھے سب کہین گھر گھر اچھا

نامہ ہر روز مرے یار کو پونہچاتا ہی
مرغ دل سے مین سمجھتا ہون کبوتر اچھا

کان مین جھک کے یہ کہتا ہی در گوش صنم
آبرو مین نہین مجھسے کوئی گوہر اچھا

خلش دل کے سبب ہی مژہ یار پسند
جسمین کچھ نوک نہو کیا ہو وہ نشتر اچھا

ایک دم کے ہین مکین فکر مکان کیا حاصل
بحر ہستی مین حبابون کا نہین گھر اچھا

لامکان تک مری فریاد و فغان جا پونہچی
آہ سے گنبد گردون مین ہوا در اچھا

ترے مجنون کے لیے ای صنم لیلی وش
کونسا خانۂ زنجیر سے ہی گھر اچھا

جام سے خوب ہی جب دیدۂ مست ساقی
آنکھون کے ڈورون سے کیا ہو خط ساغر اچھا

ای مسیحا تجھے دعوائے مسیحائی ہی
چشم بیمار کو اپنی تو بھلا کر اچھا

۴۲

لطف اشعار نہ کچھ لطف معانی ہی ادیب
تیرے اشعار کو کوئی کہے کیونکر اچھا

۱۵

دنیا کا لطف دل کو رہا شادمان رہا
جب تک مری بغل مین وہ آرام جان رہا

دل کو خیال زلف و خط گلرخان رہا
گھر مین ہمارے آتش گل کا دھوان رہا

جب تک کہ مجھکو عشق وہان و میان رہا
مثل نظر ہر اک کی نظر سے نہان رہا

گردش سے بخت کے نہ ملا ہا مجھکو چین
بحر جہان مین صورت ریگ روان رہا

سر پہ جب آئی دھوپ بڑھاپے کی تب جگا
بعد شباب بھی [illegible]

جانے سے کوے یار مین سودا ہوا نصیب
ہاتون سے اپنے پالون کے یہ دردِ سر ملا

دیر و حرم مین ڈھونڈھتے بے فائدہ پھرے
دیکھا جو غور سے تو ترا دل مین گھر ملا

کیا بات ہم سنین لب شیرین یار سے
شاخ نبات سے نہ کسی کو ثمر ملا

یاد میان مین گم یہ ہوا مین شب فراق
میرا پتا نہ مثل کمر رات بھر ملا

ہمکو ہوا نظارۂ خورشید روے یار
تار شعاع مہر سے تار نظر ملا

ہم رنگ گرد پھرتے رہے اس جہان مین
آرام کا بساط زمین پر نہ گھر ملا

اللہ رے فروغ مرے سوز عشق کا
خورشید روز حشر سے داغ جگر ملا

دل کی شکست سے پونچھے جو اوس بزم کیطرف
ساقی سے کیا ہی شیشۂ دل ٹوٹ کر ملا

اوس چشم سرمگین کے تصور مین ہون خموش
زخم دہن کے چاک کو کیا بخیہ گر ملا

۴۱ — ۲۱

محفوظ ہون حسد سے مین حاسد کے ای ادیب
صد شکر مجھکو بے ہنری کا ہنر ملا

خوب رو تم ہو کہون تمکو نہ کیونکر اچھا
کہتے آئے ہین سب اچھونکو برابر اچھا

عشق کاکل نہو جسکو وہ ہی بیسر اچھا
جس مین سودا نہو وہ سر تہ خنجر اچھا

جب کسی کا نہین ہوتا ہی مقدر اچھا
سب بُرا کہتے ہین گو اوسمین ہو جوہر اچھا

آئینہ رونمین ہی نام ابھی تک روشن
تھا مگر اختر تقدیر سکندر اچھا

رو رہا ہون مین تصور مین دُرِ دندان کے
قطرۂ اشک سے میرے نہین گوہر اچھا

آب دُر سے نہین کچھ آب بقا کو نسبت
رگ جان سے ہی ترا رشتۂ گوہر اچھا

تاج سلطان مری نظرونمین ہے کجکول گدا
ہون وہ قانع کہ سمجھتا نہین مین زر اچھا

دولت عشق بتان نے یہ کیا مجھکو غنی
سنگ پارس کو سمجھتا نہین پتھر اچھا

طرز ستم و برہمی عالم امکان
گردون نے تری جنبش مژگان سے نکالا

خورشید قیامت کے نکلنے کی ہوئی دھوم
داغون نے جو سر چاک گریبان سے نکالا

عکس رخ روشن نے فروغ مہ و خورشید
ہر ذرۂ خاک درِ جانان سے نکالا

وہ جنس زبون ہون کہ خریدار نے جسکو
ناکارہ سمجھکر کف میزان سے نکالا

کیا صور قیامت تھے کہ ارباب عدم کو
نالون نے مرے شہر خموشان سے نکالا

رویا کیے فرقت مین ہم اک دہ نشین کی
آنسو نہ کبھی دیدۂ گریان سے نکالا

۴۰

کیونکر نہ ادیب اوسکو ہو دنیا سے کنارہ
رازق نے جسے فکرِ لب نان سے نکالا

۲۱

ہر دل مین مثل روح ترا ہمکو گھر ملا
تو ہی ہر ایک شی مین ہمین جلوہ گر ملا

رویا جو یاد مین دُرِ دندان یار کی
اشکون کو میرے رتبۂ سلک گہر ملا

سیماب کی طرح رہے ہم مضطرب مدام
چین اس جہان مین نہ ہمین عمر بھر ملا

ہر چاک زخم دل سے بر آئی مری مراد
دل کی ہوس نکلنے کو کیا خوب در ملا

طوفان یہ اوٹھا دُرِ دندان کی آب کا
گردون سے جا کے قلزم آب گہر ملا

مقتل مین مجھ شہید کو اک عید ہو گئی
جسدم گلے سے خنجر بیداد گر ملا

عاشق شہید ہو کے گئے جلد خلد کو
خنجر کے دم سے جادۂ راہ سفر ملا

آیا جو وہ بغل مین تو فرط سرور سے
بیخود مین یہ ہوا کہ نہ دو دو پہر ملا

دیکھا جو باغ دہر تو مرنے کی ہی دلیل
میل رہ عدم سے مجھے ہر اک شجر ملا

ای شیخ ایک آن مین ہو جائیگا مرید
دست سبو سے ہاتھ تو ای بے خبر ملا

دیکھی ہی جب سے یار کے دانتونکی آب و تاب
کہتا ہی دل کہ خاک مین آب گہر ملا

مین مر گیا تو کہتی ہی مرقد پہ آگے خلق — یاران رفتگان کا یہی یادگار تھا

زلف دراز یار سے کم بال بھر نہ تھی — المختصر یہ طول شب انتظار تھا

چہرے پر اونکے آنے سے خط کے کھلا ہمین — حسن گریز پاے بتان مستعار تھا

وہ حال تھا مرا شب غم سے کہ دیکھکر — احباب کیا عدو بھی ہر اک اشکبار تھا

جب سے چھپے نظر سے نہین ہی وہ چشم لطف — دیکھا کہ آنکھون دیکھے کا بس اونکو پیار تھا

چاہا جو قتل غیر مین حسرت سے مر گیا — تاکا کسیکو اونسے یہان مین شکار تھا

قربان گل سے تھے عارض رنگین یار پر — غنچہ دہان تنگ پر اوسکے نثار تھا

اوصاف جب لکھے در دندان یار کے — ہر اک سخن مرا گہر آبدار تھا

مین ہون وہ خفتہ بخت کہ جب ہو گیا فنا — خوابیدہ سبزہ سر خاک مزار تھا

شہرت تھی جب کہ یار کے مژگان کی جابجا — دو کوڑی کا جہان مین ہر اک کٹار تھا

۳۹ — اوس گلبدن کے ہجر مین یہ روئے ہم ادیب — ۱۴
شرمندہ اپنے اشکون سے ابر بہار تھا

صد شکر ہمین کاکل پیچان سے نکالا — اللہ نے کیا بھول بھلیان سے نکالا

ہمت نے مجھے منت دونان سے نکالا — کیا کاہ کو کوہ غم احسان سے نکالا

باقی نہ رہے اشک تو رو رو کے شب ہجر — خوناب جگر دیدۂ گریان سے نکالا

ای دل نہین کچھ کیفیت ضبط خبردار — آنسو جو کوئی دیدۂ گریان سے نکالا

جب مر گئے فرقت مین ہمین ہو گئی راحت — صد شکر اجل نے غم ہجران سے نکالا

آدم کے لیے حیلہ ہوا دانۂ گندم — الفت نے تری روضۂ رضوان سے نکالا

ممنون رہین گے ترے تا روز قیامت — ای موت جو رنج شب ہجران سے نکالا

ہوا ہی وصل میسر بڑی مصیبت سے | نہ اب دکھائے فلک ہمکو انقلاب اپنا
ہم اشک پیتے ہین کھاتے ہین دانہ زنجیر | یہ دانہ قید مین اپنا ہی وہ ہی آب اپنا
۲۸ ادیب بھول کے جائین نہ کوے دلبر مین | جو کہنے مین ہو دل خانمان خراب اپنا ۲۷

خندق مین گھوڑے کے وہ گرا جو سوار تھا | کیا شوخ و سرکش ابلق لیل و نہار تھا
مین شکل مردہ کلبۂ احزان مزار تھا | بے یار مجھکو گھر مین لحد کا فشار تھا
بیتاب اس طرح مین شب انتظار تھا | گھر مین نہ چین اور نہ باہر قرار تھا
پھیلا کے پانون چین سے سوتے تھے رات کو | زیر سر اپنے جن دنون زانوے یار تھا
در تکتے تکتے رات سب آنکھون مین کٹ گئی | وعدے کی شب ہمین یہ ترا انتظار تھا
جمشید وقت آینہ رویون کا تھا غلام | مالک جو تھا حلب کا وہ آئینہ دار تھا
مین جی گیا کیا جو قدم رنجہ میرے گھر | اے موت خوب آئی ترا انتظار تھا
جانے سے اوسکے آئی خزان باغ دہر مین | گلزار کائنات سے کے وہ گل بہار تھا
سودائے زلف مین جو ہوا بادیہ نورد | جادہ ہر ایک میرے لیے شکل مار تھا
کیونکر نہ جزو لا یتجزی کہین حکیم | اونکا دہان تنگ مرا جسم زار تھا
اعدا کے دل مین کیون نہ کھٹکتا مین رات دن | اونکے لیے تو خار مرا جسم زار تھا
دیکھا تو ایک شان خدا تھی ہر ایک مین | جوبن بتون کا قدرت پروردگار تھا
وہ گلعذار مل گئے صد حیف خاک مین | گلبرگ جن کو فرط نزاکت سے بار تھا
پیتا بھلا وہ کیا مئی جان بخش میکشو | مردہ دل آپ زاہد شب زندہ دار تھا
اے ماہ اب نظر نہین آتی وہ چشم مہر | کیا چار دن کی چاندنی دو دن کا پیار تھا
زاہد کو بھی ہوا ہی ترے عشق کا مرض | بیمار وہ ہوا کہ جو پرہیزگار تھا

طوق سونے کا ہی اونکا تو مرا آہن کا — خوبروون کا وہ زیور ہی یہ زیور اپنا

دین و دل دونون کو کھو بیٹھے ہم اوسکے خاطر — پھر بھی یارب نہ ہوا وہ بت کافر اپنا

کوچۂ یار مین ہی جان کی جوکھون اے دل — کوے قاتل ہی یہ رکھ پانون سمجھکر اپنا

تیزی رفتار کے مشتاق ہین اے خنجر یار — حلق پر چل کے دکھلاے ہمین جوہر اپنا

دیکھین کس طرح رہ ملک عدم کٹتی ہی — نہ کوئی یار نہ یاور ہی نہ رہبر اپنا

جان دینے پر آمادہ کھڑے ہین ہم بھی — ظلم کوئی نہ اوٹھا رکھے ستمگر اپنا

جا بجا پھرتے ہین بازیچہ گہ عالم مین — نرد کی طرح نہین ایک جگہ گھر اپنا

۲۳۷ — ۱۳۲

انقلاب اب تو زمانے کا کچھ ایسا ہوا دیب

ہم اوٹھین اور بٹھاے ہمین دلبر اپنا

نہ لائے رخ انور پہ نقاب اپنا — دکھلائے تو ہمین عالم شباب اپنا

نہ آے جو شب وعدہ وہ ماہتاب اپنا — خیال خواب ہوا آنکھون مین نہی خواب اپنا

دکھا کے آنکھین جو ساقی کرے عتاب اپنا — ہرن ہو میکدہ مین نشۂ شراب اپنا

خطوط موج سے مضمون یہ ہوا مفہوم — نہ سر اوٹھا کوئی صورت حباب اپنا

گیا تو پھر نہ پھرا مثل عمر رفتہ کبھی — شب وصال تمام تھا مگر شباب اپنا

نہ دیکھے مثل گل آفتاب اور طرف — جو پھیرے منھ تری جانب کو یہ آفتاب اپنا

تمام رات رہے مثل ماہی بے آب — شب فراق یہ تھا حال اضطراب اپنا

ہر اک کے دل سے اوتر جا نہ اے چاردہم — اوٹھاؤ رخ سے جو تم گوشۂ نقاب اپنا

ہماری عیش ہی سب تلخ ہجر ساقی مین — ہی جام زہر ہمین ساغر شراب اپنا

اگر خیال رقیب سیاہ رو کا ہی — دکھاؤ چہرۂ روشن میان خواب اپنا

تجھسے سمجھینگے ہم اسکے عوض ای مشاطہ — بال بیکا جو کہین زلف دوتا کا پایا

لب شیرین کا اثر کیا ہو بیان مجھسے ادیب
تلخ باتون کو بھی دلدار کے میٹھا پایا
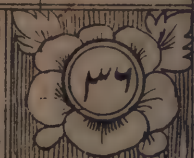
(۳۶) (۲۴)

تم دکھادو جو اوسے روے منور اپنا — لے کے رہجاے ابھی منہہ مہ انور اپنا

اپنے کہنے مین جو ہوتا دل مضطر اپنا — دل وہ آکر ہمین دیتا جو ہی دلبر اپنا

زلف کے عشق مین یہ لٹکے ہوا ہون لاغر — کہ نہین موے کمر یار کا ہمسر اپنا

یار کی آینہ داری بس اسی صورت ہو — آینہ لیکے تو منہ دیکھے سکندر اپنا

جو تمناے دلی ہی وہ ہو پوری ای ترک — دم آخر جو گلا ہو تہ خنجر اپنا

آتش عشق سے کیا خوف دل سوزانکو — وہ جو ہی آگ تو یہ بھی ہی سمندر اپنا

بیقراری جو یہی ہی تو مرے پہلو مین — نرہیگا نرہیگا دل مضطر اپنا

موم ہوگا مرے نالون کو سنیگا جسدم — وہ صنم لاکھ کلیجا کرے پتھر اپنا

چلتے پھرتے اگر آپ آئے مین رہیے بھی ضرور — خانۂ دل کو سمجھیے کہ یہ ہی گھر اپنا

وہ گل اندام شب وعدہ نہ آیا صد حیف — بستر خار ہوا پھولون کا بستر اپنا

عشق نے موے کمر کے یہ کیا ہی لاغر — کہ تن زار ہوا بال برابر اپنا

اک قدم ضعف سے ہی سیکڑون منزل مجھکو — حال دل جاکے کہون یار سے کیونکر اپنا

ہاتھ سینے پر اگر وہ بدل تسکین رکھدین — ہاتھ بھر کا ہو خوشی سے دل مضطر اپنا

کیون نہ کھٹکون دل اغیار مین ہر دم ای گل — سوکھکر خار ہوا ہی تن لاغر اپنا

بیڑیان زلف کی ہین عشق مین زینت کا سبب — نام زنجیر ہی جسکا وہ ہی زیور اپنا

جوش وحشت کا تقاضا ہی کہ فصل گل مین — پانون ہو خانۂ زنجیر سے باہر اپنا

نظر آیا رخ روشن مین ترے جلوۂ طور
کف پا مین بھی فروغ ید بیضا پایا

پانون کے چھالون نے دی میر جنون کو شہرت
بڑھ کے نقارے سے ہر آبلۂ پا پایا

اچھے اچھون کو بھی دیکھا تری آنکھون کا مریض
چشم بیمار کا بیمار مسیحا پایا

غائب آنکھون سے ہوا دیکھتے ہی دم بھر مین
توسن عمر گریزان کو چھلاوا پایا

ڈوب مرنے کی تمنا تھی سو وہ بھی نہ رہی
جب کہ چاہ ذقن یار کو سوکھا پایا

دیکھنے سے نہین ہوتی ہے کسیکو سیری
ایک عالم کو تری دید کا بھوکا پایا

غیر پتھر کی طرح جم کے نہین ہلتا تھا
سخت مشکل مین در یار سے سرکا پایا

رحم کرتے تو ہزارون ہی دعائین ملتین
ہم غریبون کے ستانے سے بھلا کیا پایا

پیر گردون کو ستم سے نہین دیکھا تھکتے
کچھ جوانی سے سوا اس کا بڑھاپا پایا

بانکپن کی ہمین نوک آئی نظر جس گل مین
مثل کانٹے کے اوسے دلمین کھٹکتا پایا

چھوڑ کر چل دیے مرقد مین سب احباب عزیز
ایک کو بھی نہ برے وقت مین اپنا پایا

گو کہ مقتل مین ہوے سیکڑون بسمل ٹھنڈے
پھر بھی قاتل کے کلیجے کو نہ ٹھنڈا پایا

نالے جسوقت کیے ہم نے شب فرقت مین
آسمان اور زمین کو تہ و بالا پایا

ساتھ جبتک تھی خودی تجھکو رہا مجھسے حجاب
آپ کو کھو کے تجھے ای بت ترسا پایا

لکھتے ہین جو صفت قد بلند دلدار
اونکا اونچا کرے اللہ تعالی پایا

تا دم زیست نہ نکلا کوئی اوسمین پھنسکر
زلف پر پیچ کا ہر پیچ بلا کا پایا

جسم لاغر جو کانٹے مین نظر کے تولا
ہم نے موے کمر یار سے آدھا پایا

چھوٹے جھگڑون سے پس مرگ ملی آسایش
جاے آرام فقط قبر کا کونا پایا

عشق مژگان نے چڑھایا ہمین بحر غم سے
ڈوبنے سے نہ بچے تنکے کا سہارا پایا

پیری آنے پر بھی غافل ہوش مین آتے نہین / صبح کو بھی سو رہے ہین خواب غفلت دیکھنا

بلبلو سنکر فسانہ اوس رخ گلرنگ کا / بھول جائیگی گلستان کی حکایت دیکھنا

راہ مین دیدار اوس سیمین بدن کا ہو گیا / چلتے پھرتے لگ گئی ہاتھ اپنے دولت دیکھنا

ہمدم اک تھا سایہ وہ بھی خوف کھا کر چلدیا / الحذر میری شب ہجران کی ظلمت دیکھنا

تم وہ خوش قد ہو چلوگے جب خرام ناز سے / دو قدم رہجائیگی پیچھے قیامت دیکھنا

زاہدو شان خدا ہر بت مین آئیگی نظر / وا اگر ہو جائیگی چشم حقیقت دیکھنا

اے دل اپنے سوکھے ٹکڑون پر قناعت چاہیے / آنکھ اوٹھا کر بھی نہ سوے خوان نعمت دیکھنا

زخم خامہ ہی نمک سا وقت تحریر صفت / سبزہ رنگون کا ذرا شور ملاحت دیکھنا

۳۵ — ۳۶

پھر نہ یاد آؤگے یارون کو اگر اوٹھے ادیب
رہگئی ہی آنکھون سے دیکھے کی محبت دیکھنا

جستجو کی تو ترا دل مین ٹھکانا پایا / یہ مثل سچ ہی کہ جس شخص نے ڈھونڈھا پایا

کیا کہین ہم کہ محبت مین تری کیا پایا / گم ہوے آپ یہی ایک نتیجا پایا

غیرت برق تجلے رخ زیبا پایا / شجر طور کا قد مین ترے جلوا پایا

نقد دل لاکھون کے رہتے ہین گرہ مین اسکی / زلف پیچان کو تری گانٹھ کا پورا پایا

جسپر اگر وہ ہوا جلوہ نما وصل کی شب / اوس چھپر کھٹ کا سوا عرش سے پایا پایا

زار ہو کر یہ ہوا عشق کمر مین معدوم / ملک الموت نے ڈھونڈھا نہین اصلا پایا

سجدۂ نقش کف پاے صنم ہی جو نصیب / بڑھ گیا عرش کے پایے سے بھی سر کا پایا

یاد ہی اوس یم خوبی کی دل شیدا مین / ہم نے اک قطرۂ ناچیز مین دریا پایا

دور جسدن سے ہوا وہ نہ ملا دم بھر چین / دل بیتاب کو ہر وقت تڑپتا پایا

بے سبب دل کو دکھاتی ہین شرارت دیکھنا
خانۂ کعبہ مین بت کرتے ہین بدعت دیکھنا

تیرے کوچے کا اگر حورون کو آئیگا خیال
بڑھ کے دوزخ سے بھی ہوگا باغ جنت دیکھنا

دیدۂ گریان سے اوٹھیگا ابھی طوفان نوح
تم اگر لاؤ گے لب پر حرف رخصت دیکھنا

باغ مین اوس سرو قامت کے بتانیکے لیے
بن گیا ہر سرو انگشت شہادت دیکھنا

ہم وہ نالان ہین کہ یاد قد مین جب چلائین گے
حشر مین اک اور بھی ہوگی قیامت دیکھنا

اشک اعدا بھی ٹپک پڑتے ہین مجھکو دیکھکر
رنج فرقت سے بنا ہون غم کی صورت دیکھنا

شکر قاتل ہو نہین سکتا دہان زخم سے
بند ہین لب آب خنجر کی حلاوت دیکھنا

موسم گل مین جو وہ اکی رہا ہم سے جدا
رنگ لائے گا ہمارا جوش وحشت دیکھنا

اوس بت کافر نے لیکر دل کیا پامال حیف
خوب ہی کی خانۂ کعبہ کی حرمت دیکھنا

جسطرف جاتا ہون مین دیوانے میرے ساتھ ہین
کیا پریزادون کو ہی مجھ سے محبت دیکھنا

ہم پریزادون کے عاشق حورون پر مرتے ہین آپ
شیخ صاحب ہمکو کرتے ہین نصیحت دیکھنا

نقد دل کو لیتے ہی برباد اوسنے کر دیا
ہو گئی میری امانت مین خیانت دیکھنا

ہجر مین اوس بت کے بعد مرگ تیر آہ سے
صورت غربال ہوگا سنگ تربت دیکھنا

غیر مانع ہین تو کیا پروا ہی جب چاہین گے ہم
کھینچ لائے گا اونھین جذب محبت دیکھنا

سن کے وعدہ قتل کا قاتل سے مقتل کیطرف
سر بکف جاتا ہون مین شوق شہادت دیکھنا

لیکے دل دزدیدہ نظرون سے مکر جاتا ہی صاف
آنکھون مین کرتا ہی گھر وہ مہر طلعت دیکھنا

سیر کر لے جاکے وہ فردوس کوے یار مین
جس کو منظور نظر ہو باغ جنت دیکھنا

جب کہا اون سے کہ درد دل ہم اپنا کب کہین
تانے سے کہنے لگے جسوقت فرصت دیکھنا

مین ہون وہ یاس آشنا دنیا سے جب اوٹھ جاؤنگا
رات دن رویا کریگی مجھکو حسرت دیکھنا

(۳۳) (۱۴)

جان شیرین کی محبت مین عبث تلخ ادیب
آپ نے کیا لب جان بخش مین میٹھا دیکھا

آسکے جس شخص نے میرا تن لاغر دیکھا — کمر یار سے کم بال برابر دیکھا
جس نے اے دل خط پشت لب دلبر دیکھا — خضر کو اوسنے سر چشمۂ کوثر دیکھا
جب سے آنکھون کو تری اے مہ انور دیکھا — سوے نرگس نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر دیکھا
چشم مخمور مین جب اوسنے لگایا سرمہ — ہمنے میکش کو لیے ہاتھ مین خنجر دیکھا
یار کی موے کمر اپنے تن لاغر مین — فرق ہم نے نہ کبھی بال برابر دیکھا
ہوگئی حیف شب وصل کی یون جلد سحر — زلف کو دیکھکے جیسے رخ انور دیکھا
زندگانی کا مزہ ہم نے پس مرگ اے خضر — لب جان بخش پر اوس شوخ کے مرکر دیکھا
قتل بے خنجر و شمشیر ہوے مقتل مین — اوس ستمگر کو جو بدلے ہوے تیور دیکھا
حسن کے رعب سے پیش رخ رشک خورشید — کانپتے مہر جہانتاب کو تھر تھر دیکھا
آنکھین پتھرا گئین در وانے کو تکتے تکتے — راستہ شب یہ ترا اے مہ انور دیکھا
ہوکے بیتاب جگر تھام کے مین بیٹھ گیا — اوسنے جسوقت ادھر آنکھ اوٹھا کر دیکھا
اوسکے آنے کی خوشی سے نہوا وصل نصیب — وہ جو آیا تو مجھے آپ سے باہر دیکھا
دلمین اوس بت کے کبھی رحم نہ آیا صد حیف — موم سمجھے تھے جسے ہم اوسے پتھر دیکھا
یاد اوس گل کے ہمین پھول سے رخسار آئے — دم گلگشت چمن مین جو گل تر دیکھا

(۳۴) (۳۰)

بے گناہی سے مری ایسی ہی امت تھی ادیب
سرنگون شرم سے اوس ترک کا خنجر دیکھا

پھر گئی برگشتہ بختون کی جو قسمت دیکھنا — سہل ہوگا وہ رخ خورشید طلعت دیکھنا

دم گلگشت ترے عارض گلگون کے حضور
رنگ روئے گل فردوس کو پھیکا دیکھا

آنکھین کھلجائینگی دیکھا جو کہین جلوۂ یار
آپ نے کیا ابھی ای حضرت موسیٰ دیکھا

ای یم حسن ترا عشق ہی جب سے دلمین
ہم نے اک قطرۂ ناچیز مین دریا دیکھا

یاد جب دشت نوردی مین ہوئی زلفونکی
مار رہزن سے سوا جادۂ صحرا دیکھا

دہن تنگ کا عقدہ نہ کسی سے بھی کھلا
حل کبھی ہوتے نہ ہم نے یہ معما دیکھا

کفر و اسلام مین کسطرح دوئی ہم سمجھین
ایک جب سبحہ و زنار مین رشتا دیکھا

خال و ابرو کے تصور مین رہا شب بیدار
جب قمر مین مہ نورات کو تارا دیکھا

دشت پیما جو ہوے آتش سودا بھڑکی
ہم نے پنکھے سے سوا دامن صحرا دیکھا

دل مین کی سیر جہان صورت جام جمشید
ہم نے گھر بیٹھکے دنیا کا تماشا دیکھا

سخت حیرت ہی یہ مجھکو عوض جور و جفا
ای فلک تو نے ابھی تک نہین نیچا دیکھا

طور پر برق تجلی کو تو تم دیکھ چکے
جلوۂ یار بھی ای حضرت موسیٰ دیکھا

وہ مریض تب فرقت ہون کہ کہتے ہین طبیب
اس مرض کا کبھی بیمار نہ اچھا دیکھا

تاب کیا ہی کہ جو ہو چہرۂ تابان کے حضور
روے خورشید جہانتاب ہی میرا دیکھا

زندہ پیوند زمین ہو گئے مردہ زندہ
چال سے اوسکے زمانہ تہ و بالا دیکھا

وہ زہے گوش سنے جسنے کہ تیرے اوصاف
وہ خوشا چشم ترا جسنے فسانا دیکھا

ہاتھ شانون سے کٹین گے ترے ای مشاطہ
زلف جانان کا کوئی بال جو بیکا دیکھا

آرزو تھی کہ گرین اور مرین ڈوب کے ہم
کیا کرین چاہ ذقن یار کا اندھا دیکھا

شوق دیدار مین اوس گل کے چمن کو ہمنے
مثل نرگس ہمہ تن چشم تمنا دیکھا

جوڑ کر رکھنے مین ہین ایک زر و سنگ ایدل
مال اگر تجھکو عنایت کرے مولا دیکھا

بدن سے ایک رہ وہ نشین کا ہوا ہی عشق — جلتے ہین استخوان ہمارے بدن مین کیا
مانند مردہ بیٹھے تھے بے یار اہل بزم — آنے سے اوسکے آگئی جان انجمن مین کیا
عشاق ڈوب کر جو مرے زندہ ہوگئے — آب بقا ہی یار کے چاہِ ذقن مین کیا
مشتاق ہوے جو آہوے چشمانِ یار کے — شاخین نکالین ہم نے غزال ختن مین کیا
بلبل سے سن کے قصۂ درد دل حزین — صیاد پھوٹ پھوٹ کے رویا چمن مین کیا
گلشن سے سرو چلدیے دیکھا جو قد یار — آتے ہی اوسکے پڑگئی ہلچل چمن مین کیا

۳۲ خاموش کیا ہو منھ سے تو کچھ بولو ای ادیب
چپکی لگی ہی یار کے یاد دہن مین کیا ۳۱

آکے بیمار تب ہجر کو اچھا دیکھا — جائیے آپ کو ای رشک مسیحا دیکھا
اک نظر تونے جسے ای ستم آرا دیکھا — مرغ بسمل کی طرح اوسکو تڑپتا دیکھا
طرفہ انداز تری زلف کی لٹ کا دیکھا — دل ہر اک عاشق ناشاد کا لٹکا دیکھا
زلف پیچان مین چھپا جب رخ زیبا دیکھا — روز روشن کو میان شب یلدا دیکھا
ہم نے ای مہر تجھے نور سراپا دیکھا — چاند رخسار کف پا ید بیضا دیکھا
کوے قاتل مین یہ ہر ایک کا نقشا دیکھا — جان بلب کوئی پڑا کوئی سسکتا دیکھا
جب کہ ہر لٹ مین لٹکتا دل شیدا دیکھا — زلف پیچان کو تری گانٹھ کا پورا دیکھا
وقت گریہ یہ بڑھا ہجر مین طوفان سرشک — عین چشمون سے نکلتے ہوئے دریا دیکھا
قامت یار وہ موزون ہی کہ جسکے آگے — ہم نے ہر سرو کے مصرع مین سکتا دیکھا
رکھدیا پیش نظر آینہ لاکر ہم نے — جب کہا اوسنے کہ تمنے کوئی ہمسا دیکھا
شوق دیدار مین جب نیند نہ آتے دیکھی — الفت لیلا کو شب ای غیرت لیلا دیکھا

۳۱

ہم نہین بھولتے تجھے دم بھر
آکے ہم کو اوٹھائے گھر سے رقیب
ہی عیان دل سے راز پوشیدہ
اوسکی رحمت کی ہی امید ادیب

۲۲

دل مین گھر کر گئی محبت کیا
غیر بڑ دل مین ہی یہ جرأت کیا
جسم مین اونکے ہی لطافت کیا
کیا مرا زہد اور طاعت کیا

وہ گلعذار خوش رہے اپنے وطن مین کیا
گلچین کا خوف گل کو نہین ہی چمن مین کیا

جو گل کھلے تھے شرم سے پژمردہ ہو گئے
گلگشت کو وہ رشک گل آیا چمن مین کیا

ہوگا جو وصف تیغ شہیدون کے روبرو
پانی بھر آئیگا وہن زخم تن مین کیا

موج نسیم کم نہین موج شراب سے
ہر اک نہال جھوم رہا ہی چمن مین کیا

دانتون کو اوسکے دیکھکے کہتے ہین جوہری
موتی بھرے ہین آپکے درج دہن مین کیا

اوس سرو قد کو دیکھ کے افراط شرم سے
گڑ گڑ گئے ہین سرو زمین چمن مین کیا

روئین گے ایک روز بہار دوروزہ کو
گل کھلکھلا کے ہنستے ہین صحن چمن مین کیا

غربت مین ساری عیش فراموش ہو گئی
حالت ہی مجھ غریب کی یاد وطن مین کیا

دیکھا عرق جو اوس گل رنگین لباس کا
شبنم پر اوس پڑ گئی صحن چمن مین کیا

بعد فنا بھی چین نہین اضطراب سے
مردہ تڑپ رہا ہی ہمارا کفن مین کیا

ہمرنگ غنچہ خاطر بلبل ہی منقبض
آمد ہوئی ہی فصل خزان کی چمن مین کیا

روشن ہی مثل روز شب تیرۂ لحد
خورشید داغ دل ہی منور کفن مین کیا

بلبل کو قید کرتے ہین فصل بہار مین
صیاد باغ باغ ہوا ہی چمن مین کیا

ہر جسم پر ہی ٹھیک لباس برہنگی
کوئی تراش خاص ہی اس پیرہن مین کیا

فصل خزان کے آتے ہی جائیگی سب بہار
گل پھولتے ہین حسن پر اپنے چمن مین کیا

گوشۂ دل مرا تو دیکھ ای چرخ / عرش کی اسکے آگے وسعت کیا

جان لب پر بھی آ نہین سکتی / تپ فرقت مین ہی نقاہت کیا

جب ہوئین آنکھین چار آیا پیار / ایسی منہ دیکھے کی محبت کیا

زلف کو چھو کے کیون بنین مجرم / آگئی ہی ہماری شامت کیا

دل کسی طرح بھی نہین بھرتا / تیرے غم کھانے مین ہی لذت کیا

نے غم دزد نے غم کالا / بعد مرنے کے ہی فراغت کیا

دل مرا لیکے کیون نہین دیتے / ہین امانت مین یہ خیانت کیا

خانۂ دل کو میرے کیون ڈھایا / ای بتو کعبے مین یہ بدعت کیا

حج اکبر ہی دل کا خوش کرنا / کعبہ جانے کی ہی ضرورت کیا

آنکھین در تکتے تکتے پھوٹ گئین / آئیگا اب وہ بے مروت کیا

اوس مسیحا نے حیف یہ نہ کہا / تپ غم مین ہی تیری حالت کیا

لب ہر زخم وصف مین ہی بند / آب خنجر مین ہی حلاوت کیا

کوئی پہچانتا نہین ہم کو / ہجر مین ہو گئی ہی صورت کیا

خواب مین شب کو آگیا وہ ماہ / جاگ اوٹھی سوتے سوتے قسمت کیا

جو مجھے دیکھتا ہی روتا ہی / بن گیا ہون مین غم کی صورت کیا

لاکھون صدمے اوٹھائے ہین اب تک / آگے دیکھین دکھائے قسمت کیا

مضطرب دل سے کانپتی ہی لحد / سنگ لرزان ہی سنگ تربت کیا

ذکر کرتے ہین وعظ مین واعظ / دخت رز کی ہی دیکھو حرمت کیا

نہ کہا تمنے ہم سے حیف اک روز / کہیے ہی آپ پر مصیبت کیا

لاغری سے جب ہوا کانٹا بدن — مین دلِ اغیار مین کھٹکا کیا

تجھکو اے قاتل جزا اسکی ملے — بار سر کیا دوش سے ہلکا کیا

روے صافی کے جب آیا روبرو — آئینہ حیرت سے منھ دیکھا کیا

تھی اسی لائق شبِ ہجران مری — حق نے اِسکا خوب منھ کالا کیا

ہاتھ پونہچانا ہی اب اوس تک محال — نازکی کا یار نے پہرا کیا

لیگی جان آکر جو فرقت مین اجل — مین یہ سمجھونگا مجھے زندا کیا

عکس خطِ سبز ساقی نے مرے — ساغرِ مے پر مگر مینا کیا

ہم کو بھی اوسنے بنایا خاک سے — جسنے تم کو نور کا پتلا کیا

میرے نالون سے فراقِ یار مین — مدتون قصرِ فلک گونجا کیا

جنبشِ ابرو ہی یا بھونچال ہی — سارے عالم کو تہ و بالا کیا

۲۹

کچھ خبر اسکی بھی ہی تم کو ادیب — کس لیے دنیا مین آئے کیا کیا

۳۰

نہوا وصل تو مسرت کیا — حسن کی ہمنے لوٹی دولت کیا

عرشِ اعظم کے پار نالے ہوے — اے فلک تیری ہی یہ رفعت کیا

دلِ دیوانہ جھانکتا ہی کنوئین — کی بھی چاہِ ذقن سے چاہت کیا

آئینے کو ہی دیکھکر حیرت — دی ہی خالق نے تمکو صورت کیا

بار پھولون کا اوٹھ نہین سکتا — دستِ نازک مین ہی نزاکت کیا

لوگ خورشیدِ حشر کہتے ہین — داغِ سوزان مین ہی حرارت کیا

ہوے دفن اوسکے کوچے مین پس مرگ — خاک ہو کر ملی ہی عزت کیا

کیا کہون دنیا مین آکر کیا کیا — کھیل قدرت کے ترے دیکھا کیا
جب سے خالق نے مجھے پیدا کیا — غم تو مجھکو غم کو مین کھایا کیا
نشۂ الفت نے دیکھو کیا کیا — بت تو اوس بت کو مجھے اندھا کیا
وا جو زلفون سے رخ زیبا کیا — تم نے شب کو نور کا تڑکا کیا
شب کو وہ سوئے جو آکر گھر مرے — بخت خفتہ رات بھر جاگا کیا
نیمجانون کو دہن کی یاد نے — نقطۂ موہوم سے آدھا کیا
آتش سودا ہوئی اور ابنی تیز — دامن صحرا کا جب پنکھا کیا
عین گریہ مین جو نیند آئی مجھے — عالم رویا مین بھی رویا کیا
دیکے بوسہ لب کا ای شیرین لبو — تلخ کامون کا نہ منھ میٹھا کیا
دیکھ ای ظالم نہ تو مجھکو ستا — آگے تیرے آئے گا ایسا کیا
جب خیال آیا فراق یار کا — وصل مین بھی دل مرا دھڑکا کیا
کیون نہ آنکھون کو مین روؤن رات دن — انتظار یار نے اندھا کیا
مین نہ کہتا تھا وہ ہی وعدہ خلاف — جھوٹے نے اوسکے مجھے سچا کیا
اب نہین اوٹھتا ہی صدمہ ہجر کا — ای اجل آنے مین کیون وقفا کیا
کیون نہ مٹی تمنے دی بعد فنا — مجھ سے دل کسواسطے میلا کیا
دیکھکر کچھ صانع تقدیر نے — یار کا چاہِ ذقن اندھا کیا
ای فلک تیرا ہی انصاف ہی — غم زمانے کا مرا حصا کیا
شب نہ تم آئے نہ موت آئی مجھے — رات بھر مین ایڑیان رگڑا کیا
زاہدو پڑھکر نماز مکر کی — داغ سجدہ نیل کا ٹیکا کیا

دنیا کے شیفتہ رہے عقبیٰ کو بھولکر | کیا ہی ستم کہ کس لیے آئے تھے کیا کیا
تا زیست ضیق مین رہے زلفون کے عشق مین | اولجھن ہمارے دلکو ہی دم گھٹا کیا
صیاد نے کرم مین بھی شامل کیا ستم | بلبل کو پر کتر کے قفس سے رہا کیا
فرقت مین زیست کی تو توقع نہ تھی مجھے | مین آرزوے وصل مین ابتک جیا کیا
لازم نہ تھا کہ چھوڑے یہ کشتون کو نیمجان | تیغ ادا نے فرض جو تھا وہ قضا کیا
یا رب وہ تیری ذات ہی بیچون و بیچگون | جسمین کبھی کسی نے نہ چون و چرا کیا
وہ بادشاہ حسن ہی چھوٹون کا بادشاہ | کوئی بھی مجھ گدا سے نہ وعدہ وفا کیا
خالق نے حفظ موج حوادث کے واسطے | ای بحر حسن مجھکو ترا آشنا کیا
آنے سے اونکے ایک قیامت بپا ہوئی | جبتک وہ نہ بیٹھے بزم مین فتنہ اوٹھا کیا
چلنا تو کیا ہی ہاتھ اوٹھانا بھی ہی محال | اس رتبہ ضعف نے مجھے بیدست و پا کیا
شوخی سے بن کے مہر چمکتا ہی چرخ پر | کچھ آپ نے ملاحظہ نقش پا کیا
ساقی نے جام آب مئے سرخ رنگ کو | پرتو سے لب کے چشمہ آب بقا کیا
اسرار غیب سب نظر آنے لگے مجھے | خاک قدم کو یار کے جب توتیا کیا
ہلچل پڑی جہان مین گلگشت یار سے | اوسکے خرام ناز نے محشر بپا کیا
افسوس خاک مین وہ ملے گل پس فنا | سونیکو جنکے پھولون کا بستر بچھا کیا
مر جائین گے نہ شکوہ جفا کا کرینگے ہم | اچھا کیا حضور نے جو کچھ کیا کیا
خنجر لگا کے چھوڑ دیا اونسے نیمجان | بعد ستم جو رحم کیا بھی تو کیا کیا

۲۹ کب ہم نے کی ادیب کبوتر کی جستجو
نامہ ہوا ے شوق مین اپنا اوڑا کیا ۳۰

دربان در یار کی بجا ہی خوشامد / دیوار کے ٹکرانے سے کیا در نہین ہوتا

کب رونے سے قائم نہین ہوتی ہی قیامت / کس روز مرے نالون سے محشر نہین ہوتا

عشق کمر یار نے وہ زار کیا ہی / محسوس ہمارا تن لاغر نہین ہوتا

عشاق کا ہی بار ستم دوش پر اوسکے / سیدھا جو قد چرخ ستمگر نہین ہوتا

کیونکر نہو نخوت سے دماغ اوسکا فلک پر / واعظ کو تو کم عرش سے منبر نہین ہوتا

آزردہ کسی سے نہین ہوتا دل صافی / یہ آئینہ وہ ہی جو مکدر نہین ہوتا

کھلتا نہین ہرگز خط تقدیر کا مضمون / معلوم کبھی حال مقدر نہین ہوتا

کیون دل مین تہو قاصد دلبر کا تصور / کیا خانۂ کعبہ مین کبوتر نہین ہوتا

ہشیار ہی وہ قید شریعت سے ہی آزاد / جو خانۂ زنجیر سے باہر نہین ہوتا

وہ گھر نہین جو جلوۂ جانان سے ہو خالی / وہ دل نہین جو خانۂ دلبر نہین ہوتا

جو مست ہین وہ قید تعلق سے ہین آزاد / ملفوف لفافہ خط ساغر نہین ہوتا

روتا ہون جو ہجر صنم پردہ نشین مین / اک قطرۂ اشک آنکھ سے باہر نہین ہوتا

۲۸

گیسو کو ادیب اونکے جو چھوتا تو سمجھکر
مار سیہ زلف کا منتر نہین ہوتا

۲۳

جبتک کہ مین نے وصف رخ باصفا کیا / حیرت سے آئینہ مرے منہ کو تکا کیا

ڈھایا ہمارے کعبۂ دل کو یہ کیا کیا / ای بت ذرا بھی تو نے نہ خوف خدا کیا

خنجر کا دم بھرا نہ کسیدن گلا کیا / قاتل کے ظلم کرنے مین بھی شکر ادا کیا

چاہا بتون کو اور نہ خوف خدا کیا / دنیا مین ہم نے کام کیا بھی تو کیا کیا

اعجاز عیسوی تمہین حق نے عطا کیا / جان بخش لب کو چشمۂ آب بقا کیا

قریب عارض جانان بجا ہی چاہ ذقن
وہ کون باغ ہی جسمین نہین کنوان ہوتا

نمک جراحت ہر زخم گل کو ہو جاتا
جو شور نالۂ پر درد بلبلان ہوتا

جو اونکے چہرۂ زیبا کو دیکھ لیتے ہم
تو لطف حسرت دیدار پھر کہان ہوتا

تمھاری سیر سے ہوتا چمن بھی منت کش
زبان شکر ہر اک خار بوستان ہوتا

دہان تنگ مین پنہان ہین غیب کے اسرار
یہ بھید کھلتے اوسی پر جو رازدان ہوتا

لکھی ہی لالہ رخون کی صفت عجب کیا تھا
زمین شعر سے پیدا جو ارغوان ہوتا

ہوا ہون نغمون کے صیاد کے قفس مین قید
الٰہی اس سے تو پیدا مین بے زبان ہوتا

دہان زخم مین میرے اگر زبان ہوتی
تو ظلم قاتل بے رحم کچھ بیان ہوتا

یہ آرزوے دلی تھی کہ کرتے سجدۂ شکر
سر نیاز جو بالاے آستان ہوتا

لحد مین چین سے سوئینگے سب قیامت تک
زیادہ گور سے بہتر نہین مکان ہوتا

نہوتے دوش پر اسکے جو بار ہاے ستم
خمیدہ چرخ نہ یون صورت کمان ہوتا

۲۷

ادیب شان خدا دیکھی ہمنے ہر بت مین
مجاز کیون نہ حقیقت کا نردبان ہوتا

۱۹

طوبیٰ قدون کا وصل میسر نہین ہوتا
سرسبز مرے دل کا صنوبر نہین ہوتا

لعل اوس لب لعلین کے برابر نہین ہوتا
ہم سنگ کبھی لعل سے پتھر نہین ہوتا

آرام کسی کل مجھے دم بھر نہین ہوتا
تکیہ جو مرا زانوے دلبر نہین ہوتا

کیونکر نکرون نامہ بر یار کی تعظیم
کیا قاصد دلدار پیمبر نہین ہوتا

ہم پھینک دیا کرتے ہین دل جسکے پہلو
آغوش مین اپنے جو وہ دلبر نہین ہوتا

برگشتگی بخت کی بیجا ہی شکایت
تبدیل کسی طرح مقدر نہین ہوتا

ہجر کے دھیان مین رہے بیچین — لطف کچھ ہمکو وصل کا نہوا

وہ قناعت گزین گدا ہون مین — طالب سایۂ ہما نہوا

ہی یہی اس سرای فانی مین — ایک آیا ہی اک روانہوا

بے اجل مر گیا مین فرقت مین — مجھپر احسان موت کا نہوا

جبسے یاد آئے وہ لب رنگین — مائل لعل بے بہا نہوا

اشک خون سے کب مرا دامن — دامن دشت کربلا نہوا

تم نہ آئے تو عیش کا سامان — کچھ نہین ہی ہوا ہوا نہوا

عشق قد مین ہمین ملا یہ عروج — شاخ طوبیٰ پر آشیانہ ہوا

مردے قبرون سے کب نہین اوٹھتے — حشر نالون سے کب بپا نہوا

وقت پیری تو سوچ اى غافل — کیا ہوا تجھسے اور کیا نہوا

شکر ہی عمر بھر ہمارا سر — قدم یار سے جدا نہوا

نہوئی یاد خط مجھے کسدن — کب مرا زخم دل ہرا نہوا

زیست مین اپنی حیف تمسے آدہ — کام کوئی بھی کام کا نہوا

۲۶ ۱۸

جو پسکے پانوٓن سے سرمہ مین ناتوان ہوتا — غبار دیدۂ بدبین دشمنان ہوتا

تمھارے چہرۂ روشن کا مدح خوان ہوتا — مثال شمع سراپا جو مین زبان ہوتا

فروغ حسن کا سو طرح پھر عیان ہوتا — جو لاکھ پردون کے اندر بھی وہ نہان ہوتا

عدم سے آتے مضامین نازک و باریک — کمر کا وصف غزل کے جو درمیان ہوتا

صبا جو نامہ بری کو نہ ملتی اوس گل تک — ہوای شوق مین خط آپسے روان ہوتا

نہ اس سبب کیا شرمندہ مینے اعدا کو — خفیف غیر جو ہوتے تمھین گران ہوتا

کٹی ہی عمر اسی حسرت مین اپنی ای قاتل
کہ حلق پر مرے خنجر کبھی روان نہوا

برائی اوس سے نہ کیا کیا مری عدو کرتے
بھلے کو ساتھ برون کے وہ جان جان نہوا

نہین مین سوز تپ ہجر کا کبھی قائل
پگھل کے آب اگر مغز استخوان نہوا

تصور غم و درد فراق جانان سے
وصال مین بھی مین ناشاد شادمان نہوا

ہم اپنے دست جنون کے کبھی نہین قائل
جو ٹکڑے جیب گریبان دھجیان نہوا

جسے کہ سلسلۂ زلف یار کہتے ہین
وہ پانون مین مرے کس روز بیڑیان نہوا

جو قہقہہ کہ ہی شیشے کا مجھکو ای ساقی
وہ تیری یاد مین کس روز ہچکیان نہوا

فلک پر آہ سے کسدن نہین پڑی ہلچل
بھلا فرشتون مین کب شور الامان نہوا

وفور ضعف نے اسطرح کر دیا ہی پست
کہ میری آہ کا اونچا کبھی دھوان نہوا

ہزار حیف اسی حسرت مین اپنی گزری عمر
نثار راہ محبت مین نقد جان نہوا

ستم مین اوسکے کرم کا ادا مین کرتا شکر
ہر ایک موے بدن جسم پر زبان نہوا

وہ کرکے وعدۂ وصل آج ہو گیا منکر
زبان دینے سے وہ شوخ بیزبان نہوا

بڑھا جو آب سرشک اپنی چشم گریان سے
وہ برہ کے ہجر مین کس روز ندیان نہوا

۲۵

ادیب شکر ہو کس منھ سے اپنے خالق کا
کہ ملتجی مین کسی سے برای نان نہوا

۱۷

زیست کا لطف ای خدا نہوا
زیر خنجر اگر گلا نہوا

فکر کونین سے ہوا آزاد
دام گیسو سے جو رہا نہوا

دوست دشمن ہوے حبیب عدو
وقت پر کوئی آشنا نہوا

اوسکو کیا لطف راحت و آرام
رنج سے جو کہ آشنا نہوا

بڑھکر ہی شور نالہ مرا شور رعد سے
اشکون سے ابر تر کا ہی رتبہ گھٹا ہوا

جس سے ذرا بھی آپ کی ٹیڑھی نظر ہوئی
ثابت ہوا ہی اوس سے زمانہ پھرا ہوا

ہوتا برا ہم اچھے جو ہو جاتے ای مسیح
اچھا ہوا اگر مرض لا دوا ہوا

ای بیوفا بچین گے نہ اب ہم کسی طرح
کل کا اگر نہ آج بھی وعدہ وفا ہوا

تڑپا کیا مین اور نہ آئی شب فراق
جو فرض تھا قضا کا نہ اوس سے ادا ہوا

٤١

منعم سے کیون زیادہ کرون التجا ادیب
کیا کم ہی میرے پاس خدا کا دیا ہوا
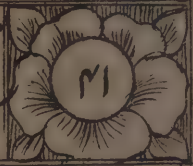
٤٢

شفیق حال مرا کوئی بھی یہان نہوا
وہ رشک مہر کسی دن جو مہربان نہوا

تپ فراق مین کسدن مین نیمجان نہوا
مثال ماہی بے آب کب تپان نہوا

ہزار حیف ادا سجدۂ بتان نہوا
سر نیاز زیر سنگ آستان نہوا

مجھے رہی یہی حسرت کہ خانۂ دل مین
کسی دن آکے ترا تیر میہمان نہوا

ہی لطف زیست فقط ہمسے مرنے والونکو
خضر کو کچھ مزۂ عمر جاودان نہوا

نمود خط کا تعجب ہی روے گلگون پر
عیان تو آتش گل سے کبھی دھوان نہوا

بڑھاپے مین تو یہ عشاق پر ہی جور و ستم
بھلا ہوا فلک پیر جو جوان نہوا

تمام ہوگئی جل کر کھڑی کھڑی سر بزم
زبان شمع سے کچھ سوز دل بیان نہوا

وہ دیدہ کور رہو مانند دیدۂ نرگس
جو یاد مین لب رنگین کی خونفشان نہوا

کبھی نہ آئے وہ افسوس خانۂ دل مین
مکین سے کبھی آباد یہ مکان نہوا

ہین نکتہ سنج دقیقہ شناس سب شاعر
دہان تنگ کا راز ایک سے بیان نہوا

ترے بغیر جو ای رشک گل کبھی پہنا
وہ ہار کب مجھے زخمونکی بدھیان نہوا

داغ جنون کی شمع کا جبتک رہا فروغ — تیرہ کبھی نہ خانۂ زنجیر پا ہوا

نوشاہ گل ہین اوسکے براتی بنے ہوے — وہ رشک گل چمن مین ہی دولھا بنا ہوا

بیماری فراق سے صحت ہوئی نصیب — گھر آپ کا مرے لیے دار الشفا ہوا

۲۳

اک اور بھی غزل پڑھو اس طرح مین ادیب

سنے سے جو کسی کا نہو دل بھرا ہوا

۲۰

یہ کہہ رہا ہی اونچی نظر سے گرا ہوا — دنیا کا مین ہوا نہ کسی دین کا ہوا

پردے سے اونکا چہرۂ گلگون جو وا ہوا — دیکھا چمن مین ہم نے نیا گل کھلا ہوا

جینا فراق یار مین مرنے سے کم نہین — زندہ ہوا جو ہجر مین اوسکی فنا ہوا

پھیلا کے پانون قبر مین سوتے ہین چین سے — آرام سب بکھیڑون سے بعد فنا ہوا

منہدی لگائی پانون مین یا موت آگئی — آتی نہین اجل نہین معلوم کیا ہوا

کیا ہو بیان صدمۂ ہجران یار کا — دشمن کا بھی کسی سے نہو دل لگا ہوا

پابوس اپنے یار کا جب سے ہوا نصیب — مین سرخ رو جہان مین مثل حنا ہوا

ملک عدم مین ہی کوئی دل بستگی ضرور — جا کر یہان سے کوئی نہ آیا گیا ہوا

وہ بادہ نوش ہون نہین بھرتا ہی دل مرا — گو جام می ہی ہر گھڑی منھ سے لگا ہوا

بلبل وہ ہون کہ ناوک صیاد دیکھکر — لرزان برنگ طائر قبلہ نما ہوا

ہو جائیگی کبھی نہ کبھی دید روے یار — رہنے دو کوے یار مین مجھکو پڑا ہوا

کیا کیا ہوا ہی خون تمنا و آرزو — کوچہ ترا ہمارے لیے کربلا ہوا

شوخی تو دیکھنا کہ مجھے کر کے خود شہید — ہر ایک سے وہ پوچھتے ہین اسکو کیا ہوا

اوس بیوفا کو دیکے دل اچھا نہین ملال — افسوس کیا ضرور ہی جو کچھ ہوا ہوا

۲۲ — ۲۱

قدسیون نے اونگلیان کانون مین دین سنکر ادیب
عرش اعظم پر مرے نالون کا جب ڈنکا ہوا

نبیٹھے جہان پر آکے وہ فتنہ کھڑا ہوا
اوٹھے تو ساتھ اوٹھنے کے محشر بپا ہوا

وہ بہر چشم اہل نظر توتیا ہوا
جو خاکسار پسکے تری خاک پا ہوا

طوفان رنج و غم سے ہوا وہ کنارہ کش
ای بحر حسن جو کہ ترا آشنا ہوا

اوس ترک جنگجو سے ہو کس طرح جانبری
مذہب مین جسکے خون بہانا روا ہوا

ای شاہ حسن تو ہی وہ مسعود روزگار
جو پر ترے ہوا مین اڑا وہ ہما ہوا

بحر جہان مین جسنے اوٹھایا ذرا بھی سر
بشکل حباب ایک ہی دم مین فنا ہوا

ای رشک گل ترے قد موزون کی شرم سے
ہر سرو ہی زمین چمن مین گڑا ہوا

کیون خندہ زن چمن مین ہی اپنی بہار پر
ہر گل کو ہی خزان کا بھی کھٹکا لگا ہوا

دیکھا ہی جب سے جلوۂ پرنور روے یار
میری نظر سے مہر مبین ہی گرا ہوا

اللہ رے ضعف بیٹھکے مین کوے یار مین
ایسا جما کہ پھر نہ اوٹھا نقش پا ہوا

ہر ایک نے کہا قد آدم ہی آفتاب
جسدم نقاب سے رخ پرنور وا ہوا

جسوقت آئی بادیہ گردی مین یاد زلف
مجھکو ہر ایک جادۂ دشت اژدہا ہوا

ای سرو خوش خرام کسی سے نہ بندھ سکا
مضمون مصرع قد موزون کھلا ہوا

پیری مین مے کے پیتے ہی مین ہوگیا جوان
مینخانہ مجھکو باغ جنان ساقیا ہوا

اوس گل کی راہ عشق مین ایسا چلا مین تیز
باد صبا کا دیکھتے ہی دم ہوا ہوا

باتین جو تلخ اوس لب جانبخش سے سنین
زہراب میرے واسطے آب بقا ہوا

طوفان کا نہ ڈر نہ تلاطم کا اوسکو خوف
ای یار جس سفینے کا تو ناخدا ہوا

ہون وہ سودائی چلا جب دشت پیمائی کو مین
مار رہزن یاد گیسو مین ہر اک جادا ہوا

سیر کو آؤ شگفتہ ہین گل داغ جگر
خانہ باغ دل مرا ہی آج گل پھولا ہوا

زندگی مین رنج فرقت سے برا یہ حال تھا
سُن کے مرنے کی خبر سب کہتے ہین اچھا ہوا

ہو گیا زندہ لب جان بخش پر جب مر گیا
جو ہوا بیمار چشم یار وہ اچھا ہوا

کون کہتا ہی صفا مین مثل روے یار ہی
آئینے کا منھ ہی میرا روز کا دیکھا ہوا

ہو گیا بدنام اے زاہد نماز مکر سے
داغ پیشانی کا تیری نیل کا ٹیکا ہوا

منتظر ہون دیر سے رنج فراق یار مین
کس لیے آتی نہین یارب اجل کو کیا ہوا

دیکھو بربادِ اسکو تم ہرگز نہ کرنا بھول کر
یہ دلِ نازک بڑے نازون کا ہی پالا ہوا

چھوٹنا مشکل ہی اوسکا گھٹ کے مرجانا ہی سہل
زلف پیچان مین تری جو دل کہ ہی اولجھا ہوا

تاکہ خوش چشمون کی آنکھون کو نہ لگجائے نظر
دیدۂ نرگس چمن مین اس لیے اندھا ہوا

ہو کے نازک کس طرح مجھکو اوٹھایا بزم سے
نام بدنام اے صنم تیری نزاکت کا ہوا

کوے جانان کی زمین پکڑی ہی گر کر مثل اشک
ضعف سے مین بیٹھکے اوٹھنے مین نقش پا ہوا

مجھ گدا کے گھر کرم اوس شاہ خوبی نے کیا
بوریے کا اپنے پایا عرش سے اونچا ہوا

ہو گئے لب بند افراط حلاوت کے سبب
نام لینے سے لب شیرین کے مُنھ میٹھا ہوا

غیر کے لینے سے بوسہ آبرو کم ہو گئی
آپ کا یاقوت لب سچا تو تھا جھوٹا ہوا

غیر کو ناحق دکھایا تو نے روے بے نقاب
شربت دیدار تیرا اے صنم جھوٹا ہوا

رکھتی ہی رنج و بلا مین روز تو عشاق کو
ای شب ہجران ترا اس وجہ منھ کالا ہوا

چند روزہ ہی بہار رنگ و بو گلزار مین
گل ہر اک ہی حسن پر اپنے عبث پھولا ہوا

روی گلگون پر نہین زلف پریشان بتان
آتش گل کا دھوان گلشن مین ہی پھیلا ہوا

عشق مین مین جامہ زیبون کے نزار ایسا ہوا — دیدۂ سوزن بھی مجھکو شہر کا ناکا ہوا
اوس مسیحا سے کوئی کہدے کہ وقت نزع ہی — ایک دم کے آنے مین کیون اسقدر وقفا ہوا
جان آئی ہی لبون پر گفتگو کے شوق مین — منتظر ہی دید کا آنکھون مین دم آیا ہوا
وقت گریہ یاد جب آئے لب رنگین یار — جاری آنکھون سے ہماری خون کا دریا ہوا
وہ سہی قامت جو آیا بہر گلگشت چمن — سرو گلشن باغ سے ہوکر خجل لمبا ہوا
روز غم کہاتا ہی اپنی زیست سے رہتا ہی سیر — طالب دیدار جب سے دید کا بھوکا ہوا
ہجر مین مجھ ناتوان سے بڑھکے ہو گا زار کون — اپنی گردن کا جو منکا سیکڑون من کا ہوا
وحشت بیمائی سے اپنی آتش سودا بڑھی — بڑھکے باد تند سے بھی دامن صحرا ہوا
عارض گلگون کے پرتو سے ہوا پانی گلاب — جلوہ فرما جب وہ رشک گل لب دریا ہوا
پھوٹ کر اسطرح رویا یاد مین آنکھون کی مین — میری آنکھون سے روان اک خون کا دریا ہوا
آفتاب حشر نکلا پڑ گئی عالم مین دھوم — داغ سوزان سے ہمارے جب جلا اچھا ہوا
بام پر چڑھکر ہوا تھا جلوہ گر وہ ایک روز — ماہ کا منھ چرخ پر خجلت سے ہی اوترا ہوا
سبزۂ خط گرد ہی اوس مصحف رخسار کی — لوح قرآن پر ذرا دیکھو تو کیا مینا ہوا
ذرۂ بے قدر مین ہی مہر تابان کا فروغ — قطرۂ ناچیز تیرے فیض سے دریا ہوا
جب کیے اوصاف ہم نے قد بالا کے رقم — بول بالا اے صنم تا عالم بالا ہوا
کچھ نچھ اوسمین ہی شباہت قامت دلدار کی — داخل باغ جنان اسواسطے طوبا ہوا
روبرو عارض کے تیرے ای گل شیرین ادا — رنگ رخسار گل باغ جنان پھیکا ہوا
خار حسرت بن کے کھٹکو نگا دل اغیار مین — اسلیے فرقت مین ای گل سوکھ کے کانٹا ہوا
ہوگیا دنیا مین ہر اک کو یقین بھونچال کا — جنبش مژگان سے جب عالم تہ و بالا ہوا

پیری ہی اب عبادت حق غافلو کرو — بیدار خواب سے ہو کہ وقت سحر ہوا

گلزار کائنات فنا کی دلیل ہی — میل رہ عدم مجھے ہر اک شجر ہوا

شکر خدا کہ یہ تو کہا مجھسے یار نے — مدت کے بعد سے کہیے تو آنا کدھر ہوا

چھلا لیا ہی اوسنے گر اسنے نقد دل — دزد حنا سے بڑھکے یہ دزد نظر ہوا

اللہ رے شوق قتل کہ قاتل کے روبرو — حاضر مین اپنے سر سے کفن باندھکر ہوا

اوصاف شام زلف و صفات رخ صبیح — میرے لیے وظیفۂ شام و سحر ہوا

پیکان چمن مین غنچے تو گل خار ہو گئے — خنجر فراق یار مین برگ شجر ہوا

بھونچال تھا کہ جنبش ابروے یار تھی — سارا زمانہ دم مین ادھر کا ادھر ہوا

گھر بیٹھے راہ ملک عدم کر رہے ہین طے — مانند شمع ہم کو وطن مین سفر ہوا

درکار ہم کو شمع نہین ہی شب وصال — پر نور اوسکے عارض روشن سے گھر ہوا

دریا مین جا کے جب کہ نہایا وہ رشک ماہ — ہر اک حباب بحر مین برج قمر ہوا

وہ خفتہ بخت ہون کہ نہ سرگشتگی گئی — جب پانون اپنے سو گئے دوران سر ہوا

ضعف ہی کہ پھر نہ اوٹھے مثل نقش پا — جا بیٹھے جس مقام پر اپنا وہ گھر ہوا

ای جسم زار تجھکو نہ لاغر کہین گے ہم — موے میان سے فرق اگر بال بھر ہوا

٢٥ — ١٧

بیدار ای ادیب ہو غفلت کے خواب سے
پیری کے دن اب آ گئے وقت سحر ہوا

باغ مین اوس رشک گل کا شوق دید ایسا ہوا — مثل نرگس مین سراپا دیدہ بینا ہوا

جو دم صحرا نوردی پانون مین چھالا ہوا — دشت پیمائی کی شہرت کو وہ نقارا ہوا

کب حسین تیری صفت کا دوسرا پیدا ہوا — تو مہ کامل ترا رخ چاند کا ٹکڑا ہوا

یا خدا یہ بھی برآئے آرزو — دل بھی ملجائے جو دلبر مل گیا

یاد رخ مین جب غزل کی فکر کی — مطلع خورشید انور مل گیا

لے لیا بوسہ لب جان بخش کا — چشمۂ آب سکندر مل گیا

چشم وحدت جس گھڑی وا ہو گئی — دل مین اپنے ہی وہ دلبر مل گیا

آگیا دل مین مرے وہ بحر حسن — ایک قطرے مین سمٹ کر مل گیا

جذب دل کہتے ہین اسکو آپ آ — آگے ہم سے خود وہ دلبر مل گیا

۲۰ — ۲۸

صبح وصال شور قیامت گجر ہوا — آواز صور نالۂ مرغ سحر ہوا

اچھا نہ ہم سے کام کبھی عمر بھر ہوا — کہتے ہین جسکو عیب وہ اپنا ہنر ہوا

بے یار موت زیست ہوئی قبر گھر ہوا — کام نہنگ فرقت جانان مین در ہوا

کیونکر نہ مجھکو جان سے بڑھکر عزیز ہو — باعث تمھاری یاد کا داغ جگر ہوا

سب کو ہوا گمان تجلے طور کا — بے پردہ بام پر جو وہ رشک قمر ہوا

رونے مین یاد جب لب رنگین کی آگئی — جاری ہماری آنکھون سے خون جگر ہوا

عنقا کی طرح اب کبھی آتا نہین نظر — مین لاغری مین یار کا موے کمر ہوا

سر ہے وہی کہ جسمین ہو سودائے زلف یار — دل ہے وہی جو اوسکی محبت کا گھر ہوا

دیکھی جو یار کی دُر دندان کی آب و تاب — بطن صدف مین شرم سے پنہان گہر ہوا

فرقت مین یاد آئی جو مژگان یار کی — ہر موئے جسم زار مرا نیشتر ہوا

یارب ہوا مین شیفتہ کیون زلف یار کا — بیٹھے بٹھائے کیا یہ مجھے درد سر ہوا

سب جوہری زمانے کے کرتے ہین آبرو — حلقہ بگوش یار کا جب سے گہر ہوا

موے میان کی یاد مین رو یا مین اسقدر — آب سرشک چشم مرے تا کمر ہوا

سختی جان نے جور کھا فریح سے محروم حلق　　شرم سے غرق عرق مین تا بگردن ہو گیا

جب سے سودا ہی ہمین اوس گلبدن کی زلف کا　　ہار گردن کا ہمارے طوق آہن ہو گیا

روے روشن وصل مین اوسنے چھپایا اسطرح　　سدِّ اسکندر ہمارے حق مین دامن ہو گیا

۱۹　اونکی مسّی کا جو لکھا وصف ہمنے ای ادیب
ہر ورق دیوان کا گلبرگ سوسن ہو گیا　۲۰

بوریا جب بہر بستر مل گیا　　سمجھے ہم تخت سکندر مل گیا

آکے مجھسے کیا وہ دلبر مل گیا　　ذرّے سے خورشید خاور مل گیا

آفتاب حشر سے ہم کیون ڈرین　　سایۂ دامان دلبر مل گیا

جوہری سمجھین گے اپنی آبرو　　کان کا اونکے جو گوہر مل گیا

ہو گئے سیراب آبِ تیغ سے　　حلق سے جسدم کہ خنجر مل گیا

بام پر چڑھکر کیا جب سامنا　　ماہ سے وہ روے انور مل گیا

اوسکے کوچے مین ہوے ہین ہم مقیم　　گلشن فردوس مین گھر مل گیا

ظلم سے ہمکو ملا کر خاک مین　　سچ بتا کیا ای ستمگر مل گیا

زاریہ عشق کمر نے کر دیا　　موے تن مین جسم لاغر مل گیا

سیم و زر کی کیون کرے وہ آرزو　　جس کو نقد وصل دلبر مل گیا

شاد ہو کر کیون نہ شکر حق کرون　　عید آ کر وہ ستمگر مل گیا

زیر خنجر آرزو پوری ہوئی　　دیکھنے کو وہ ستمگر مل گیا

آبرو خجلت سے مٹی ہو گئی　　جب درِ دندان سے گوہر مل گیا

ہاتھ سے اپنا گلا کاٹین گے ہم　　دست قاتل سے جو خنجر مل گیا

جب ہمارا مہر داغ عشق روشن ہو گیا | آفتاب حشر شمع زیر دامن ہو گیا

قلقل مینا ہوئی فرقت مین شیون سے سوا | دور ساغر گردش سنگ فلاخن ہو گیا

مین وہ میکش ہون ہوا جب میکشی سے دست کش | میکدہ سونا ہوا ویران گلشن ہو گیا

چار آنکھین ہو گئین جب اوس سراپا حور سے | دیدۂ اعمی مادرزاد روشن ہو گیا

مین ہوا انصاف کا خواہان تو کھینچا یار نے | ہاتھ میرا جب بڑھا کوتاہ دامن ہو گیا

اتنی توڑین زاہدون نے آکے اوس بت کے حضور | دانۂ تسبیح کا جمع ایک خرمن ہو گیا

بتّیان ہم نے بنائین پھاڑ کر دستار سر | پٹیون مین زخمون کے جب صرف دامن ہو گیا

فاتحہ پڑھنے جب آیا قبر پر وہ مہروش | ذرۂ خاک لحد خورشید روشن ہو گیا

غول پریون کے ہین ساتھ اوس شہسوار حسن کے | نقش سم سے بڑھکے نقش پائے توسن ہو گیا

گریۂ ہجر رخ روشن مین جب پونچھے سرشک | غیرت خطّ شعاعے تار دامن ہو گیا

پی شراب روح پرور جان تن مین آ گئی | آب مے سے بھر چراغ زیست روغن ہو گیا

دشت پیمائی جو کی سودائے زلف یار مین | جادۂ صحرائے وحشت مار رہزن ہو گیا

روئے انور کی صفت مین شعر جب ہم نے پڑھے | موے تن ہر ایک گویا شمع روشن ہو گیا

یاد مین مسّی کی غنچہ کم نہین پیکان سے | ہجر مین خنجر مجھے ہر برگ سوسن ہو گیا

رونے سے جاتا رہا سوز غبار دل مرا | دیدۂ تر سے مرے بیساکھ ساون ہو گیا

روتے روتے ہجر مین بیکار آنکھین ہو گئین | دیدۂ گریان مثال چشم روزن ہو گیا

کیا نزاکت ہے کہ وصل اوسکا ہوا جب خواب مین | نیل سے بوسون کے لب گلبرگ سوسن ہو گیا

لوگ بول اوٹھے سوا نیزے پر آیا آفتاب | بام پر پردے سے وا جب رخ روشن ہو گیا

اونگلیان کیون اوٹھتی ہین جاتا ہون مین مجنون جدھر | کیا ہلال عید میرا طوق گردن ہو گیا

۱۷ — ے

خلد مین جنون آجائیگی یاد اوس قد کی
سایۂ جن و پری سایۂ طوبا ہوگا

رخ پر نور چھپاؤگے اگر پردے مین
چار سو سارے زمانے مین اندھیرا ہوگا

آرزو ہی کہ ملے بوسہ لب شیرین کا
اور کیا ملنے سے تیرے ہمین میٹھا ہوگا

آج کہتا ہون کہ کل ہوگی قیامت برپا
ابھی جھوٹا جو ترا وعدۂ فردا ہوگا

ہون یہ بیزار اودھر کو نہ پڑھونگا مین نماز
تیرے گھر کی طرف اے شوخ جو کعبا ہوگا

گل اگر عارض گلرنگ ہین تیرے اے گل
زلف شبرنگ دھوان آتش گل کا ہوگا

نالہ و آہ کرین گے ہم اگر فرقت مین
دیکھ لینا کہ زمانہ تہ و بالا ہوگا

سخت جانی کا برا ہو یہ خجالت ہی مجھے
صدمہ کچھ ہاتھ کو جلاد کے پونہچا ہوگا

ہون وہ غمدوست ملیگا جو مجھے کھانیکو
غم کونین مرا ایک نوالا ہوگا

دست دلبر سے ابھی دل ہی کہ روتا ہی ادیب
آج تو دل کو ہی کل آنکھون کو رونا ہوگا

۱۸ — ۴۳

ہم بغل دم بھر جو وہ آرام جان ہوجائے گا
ہمکو حاصل عیش عمر جاودان ہوجائے گا

یاد ساقی بادہ نوشون کو رولائے گی ضرور
قہقہہ شیشے کا ہمکو ہچکیان ہوجائے گا

مجھکو سب شاعر کہین گے شاعر نازک خیال
جب غزل کے درمیان وصف میان ہوجائے گا

جب کمر کے عشق مین ہونگے نحیف و زار ہم
گھر ہمارا چشم مور ناتوان ہوجائے گا

طوق گردن ہجر مین ساقی کے ہوگا دور جام
موجۂ مے میکدہ مین بیڑیان ہوجائے گا

ہنسکے تم تیغ تبسم سے کروگے جن کو قتل
کھیت اون کشتونکا کشت زعفران ہوجائے گا

کیون ڈرین ہم گرمیٔ خورشید محشر سے ادیب
دامن آل پیمبر سائبان ہوجائے گا

دست شفقت سے عطا اونکا جو چھلا ہوگا
ہاتھ بھر کا مرے سینے مین کلیجا ہوگا

جب کہا ہجر مین مضطر دل شیدا ہوگا
بولے جھنجھلا کے وہ جھوٹے کا کلیجا ہوگا

جو کہ ای یار تری خاک کف پا ہوگا
چشم خوبان جہان کا وہی سرما ہوگا

سبب آرام کا مٹی کا بچھونا ہوگا
سنگ مرقد ہی لحد مین مجھے تکیا ہوگا

چور زخمون سے ہی دل اُف نہین کرتے منہ سے
کسی جانباز کا ایسا بھی کلیجا ہوگا

وعدۂ وصل جو ای گل نہوا ایفا آج
بستر گل ہمین کانٹون کا بچھونا ہوگا

خار بنکر دل اغیار مین ہم کھٹکین گے
تن لاغر جو کبھی سوکھ کے کانٹا ہوگا

سیدھے آئین گے وہ اغیار سے ٹیڑھے ہوکر
بخت برگشتہ مرا جب کبھی سیدھا ہوگا

عشق مژگان صنم چاہیے بحر غم مین
ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ہوگا

پڑھ نہ لوگون کے دکھانے کو نماز ای زاہد
داغ ماتھے کا ترے نیل کا ٹیکا ہوگا

زاہد و گنبد مدفن ہی تمھاری دستار
مردہ دل ہو مزۂ زیست تمھین کیا ہوگا

طائر ہوش اوڑے کسیلیے گا تا سنکر
مگر اوس شوخ کی آواز مین کھٹکا ہوگا

گھونٹ شربت کا اوسے جان کے ہم پی لین گے
سخن تلخ لبون سے ترے میٹھا ہوگا

عمر بھر رخ نکرونکا ترے بوسے کیطرف
دیکھنا دل لب شیرین سے جو کھٹا ہوگا

ہاتھ سے تیرے اگر ہونگے شہید ای قاتل
سر کے جانے کا نہ افسوس نہ دھڑکا ہوگا

بار خاطر نہ کبھی ہونگے عدو کو اپنے
ناتوانی سے تن زار یہ ہلکا ہوگا

ہون وہ بد قسمت اگر ڈوبنے کو جاؤنگا
یک بیک چاہ ذقن یار کا اندھا ہوگا

عمر بھر مین بھی رقم ہو تو سمجھ جلد ہوا
کیا ترا وصف دہن منھ کا نوالا ہوگا

لب جان بخش کی الفت مین اگر دیگا جان
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ہوگا

غسل اونکا پئے عشاق تماشا ہوگا
وہ نہائینگے تو بیلا لب دریا ہوگا

زاہدو پھر نہ یہ سبحہ نہ مصلا ہوگا
سب کو بھولو گے اگر دھیان اودھر کا ہوگا

آج ہی کیون غم فردا کرین بیفائدہ ہم
کس کو معلوم ہی یہ بات کہ کل کیا ہوگا

دلکو ناصح جو نصیحت سے پکائینگے بہت
پک کے پھوڑا مرے سینے مین کلیجا ہوگا

اسکے باعث سے ہی اوس رشک مسیحا کی یاد
کیا برا ہی جو نہ درد جگر اچھا ہوگا

برگ گل خار سمجھتے ہین نزاکت سے جو آج
حیف کل فرش زمین پر اونھین سونا ہوگا

مین وہ مینوش ہون جب مَی سے کرونگا توبہ
باغ ویران ہر اک میکدہ سونا ہوگا

زینت اہل جنون ہی یہ رہیگا تا زیست
طوق گردن مین مرے ہار گلے کا ہوگا

کھولنا عقدہ تنگی دہن کا ہی محال
نکتہ بینون سے کہان حل یہ معما ہوگا

دلمین ہی یاد بتان نام خدا ہی لب پر
واعظو یہ کہین قرآن مین آیا ہوگا

دیکھنا نیمچہ کھینچا جو مرے قاتل نے
نیمجان کوئی پڑا کوئی سسکتا ہوگا

زندگانی کے مزے خضر بھلا کیا جانین
زیست کا لطف اونھین ہی جنھین مرنا ہوگا

کھولنا مہر لب یار کا کچھ بات نہین
بات کرنے مین ابھی قفل دہن وا ہوگا

دیکھکر روبرو آیینہ روئے صافی
طوطی سبزہ خط یار کا گویا ہوگا

یہ برا حال ہی فرقت مین کہ کہتے ہین طبیب
اچھون اچھون سے یہ بیمار نہ اچھا ہوگا

شرم آب در دندان سے تری اے یم حسن
صورت قطرہ سمٹ کر ابھی دریا ہوگا

گرمی عشق ہے ایسی کہ نہائینگے جو ہم
خشک مثل لب عاشق لب دریا ہوگا

١٦

اس زمین مین ہوئے کچھ اور بھی اشعار ادیب
قدردان بیٹھے ہین سب لطف سخن کا ہوگا

٢٩

خون ہوگا جو اسی طرح تمناؤن کا | دل ویران مین مرے گنج شہیدان ہوگا
لب لعلین بتان کے جو لکھیگا اوصاف | وقت کا اپنے وہ یاقوت رقم خان ہوگا
ہنسکے وہ قاتل گلرو جو کریگا بسمل | زخم ہر ایک بدن پر گل خندان ہوگا
غم کی صورت وہ بنایا ہی مجھے فرقت نے | دوست تو دوست عدو دیکھکے گریان ہوگا
داغ دل ہونگے درخشان جو عدم مین اپنے | دیکھنا شہر خموشان مین چراغان ہوگا
ہم نہ سچ مانینگے پھر بھی کبھی ای وعدہ خلاف | وقت وعدہ تو اگر حامل قرآن ہوگا
برگ گل ہجر مین اوس گل کی ہیگا خنجر | باغ مین غنچہ مجھے صورت پیکان ہوگا
وصف مین عارض روشن کے لکھونگا جو غزل | مطلع نور مرا مطلع دیوان ہوگا
کھاکے دھوکا ترے عشاق کرینگے لاکھون | خط سے خس پوش اگر چاہ زنخدان ہوگا
ہڈیان اپنی کرین نذر جو مہمانی مین | شاد کیا پھر بھی نہ تو ای سگ جانان ہوگا
ایک اک زخم مرا حشر مین پیش داور | تیرے بیداد کے انصاف کا خواہان ہوگا
لائیگا جذبۂ دل کھینچکے اوسکو مرے پاس | صورت عمر روان گو وہ گریزان ہوگا
ہونگے دل اور جگر نذر پئے مہمانی | میرے سینے مین ترا تیر جو مہمان ہوگا
جنس ناکارہ وہ بازار جہان مین ہین ہم | جس کا طالب نہین کوئی نخواہان ہوگا
اوسکو طفلی مین فرشتون نے جو دیکھا تو کہا | یہ بشر مردمک دیدۂ انسان ہوگا

۱۵

باغ مین اہل سخن ہین ہمہ تن گوش ادیب
ذاکر بلبل ہند آج غزل خوان ہوگا

۲۰

دیکھیے مصحف رخسار وہ کیسا ہوگا | ہاتھ سے اپنے خدا نے جسے لکھا ہوگا
وا جو پردے سے تمہارا رخ زیبا ہوگا | ای بتو قدرت خالق کا تماشا ہوگا

بڑھکے کوڑی سے بھی بیقدر جسے زر ہوگا
وقت کا اپنے بلاریب وہ بوذر ہوگا

ملک و جن و بشر سب ہین مطیع فرمان
حکم سے تیرے کبھی کوئی نہ باہر ہوگا

حرف رخصت کا تو سنتے ہی ہوا دل بیتاب
چین جانے سے تمھارے مجھے کیونکر ہوگا

مین وہ میکش ہون کہ جب فصل بہار آئیگی
دوش پر مَی کا سبو ہاتھ مین ساغر ہوگا

وقت شب آج بھی وہ گل نہ اگر آئیگا
بستر خار سے مجھے فرش گل تر ہوگا

صدمۂ ہجر سے ایسا ہی اگر تڑپیگا
دل بیتاب مرا سینے سے باہر ہوگا

گل کو جو خار نزاکت سے سمجھتے ہین آج
اونکا گل بعد فنا خاک کا بستر ہوگا

چشم گریان کو نہ دیکھے کوئی چشم کم سے
جاری ان چشمون سے اک روز سمندر ہوگا

کیا ہی غم بند جو دربان در یار کرین
سر کو دیوار سے ٹکرائین گے جب در ہوگا

کیا بتائین کہ کہان رہتے ہین ہم خانہ بدوش
بیٹھ جائین گے جہان جاکے وہین گھر ہوگا

تیر دلدوز لگے گا تو بر آئیگی مراد
حسرت دل کے نکلنے کے لیے در ہوگا

بیٹھ جانے سے ترے ہوگی قیامت قائم
اور اوٹھنے سے بپا فتنۂ محشر ہوگا

١٤

پائینگے خون جگر کھانیکی ہم داد ادیب
خوش اگر سن کے غزل کوئی سخنور ہوگا

٢١

وقت گریہ جو خیال دُر دندان ہوگا
قطرۂ اشک مرا گوہر غلطان ہوگا

وا جو پردے سے ترا عارض تابان ہوگا
شرم سے مہر چراغ تہ دامان ہوگا

راہین پیچیدہ ہین گم اے دل نادان ہوگا
کوچۂ زلف تجھے بھول بھلیان ہوگا

اپنی آنکھون مین اگر سرمۂ عرفان ہوگا
تو ہی ہر ذرے سے ہر سمت نمایان ہوگا

قید مین یاد اگر وہ گل خندان ہوگا
بڑھکے گلزار جنان سے مجھے زندان ہوگا

سبزۂ خط کا اگر رنگ لگیگا کچھ بھی — آئینہ روے مصفا کا مکدر ہوگا

بیت ابرو کی تری یاد رہیگی دلمین — مصرعۂ قامت موزون مرے لب پر ہوگا

تلخ ہر بات تری مجھکو لگے گی میٹھی — اور لب مین مزۂ قند مکرر ہوگا

عشق قامت ہی پس مرگ بجاے سبزہ — خاک سے قبر کی روئیدہ صنوبر ہوگا

وصف نامے مین جو ہوگا رخ روشن کا رقم — نقطہ خط کا مرے خورشید منور ہوگا

سننے کو عارض گلگون کی صفت گلشن مین — ہر روش پر ہمہ تن گوش گل تر ہوگا

دود آہ دل پرسوز اگر اوٹھے گا — آسمان اور نیا روے زمین پر ہوگا

آمد گل کی خبر سنتے ہی ہر اک وحشی — مثل غل خانۂ زنجیر سے باہر ہوگا

مین جو عشق در دندان مین پڑھونگا تسبیح — دانۂ سبحہ ہر اک دانۂ گوہر ہوگا

پشت گردون نظر آئیگی مجھے روے زمین — اوج پر جب کبھی تقدیر کا اختر ہوگا

لیکے نامے کو مرا شوق ہی اوڑ جائیگا — خط کے لیجانیکو عنقا جو کبوتر ہوگا

مین وہ میکش ہون کہ مے ہوگی مجھے آب حیات — لب جان بخش سے بڑھکر لب ساغر ہوگا

دہن تنگ کی الفت مین ہون زار و نحیف — دیدۂ مور مین رہنے کو مرا گھر ہوگا

دل گریان مین نہین ہی قد دلجو کا خیال — ایستادہ لب جو نخل صنوبر ہوگا

۱۳ — ۱۶

عاشقانہ غزل اک اور بھی کہتا ہون ادیب
داد دیگا وہی جو صاحب جوہر ہوگا

بار احسان کا گران کوہ سے مجھپر ہوگا — بوجھ اک تنکے کا میرے لیے چھپر ہوگا

لکھتے لکھتے خط شوق اونکو یہ دفتر ہوگا — ڈاک خانے سے بھی گھر یار کا بڑھکر ہوگا

رنگ پان بار نزاکت سے لبون پر ہوگا — بوجھ مسی کی دھڑی کا اونھین من بھر ہوگا

وصف رخ صبیح مرا صبح کا ہی ورد / توصیف زلف یار وظیفہ ہی شام کا

کرتے ہو کعبۂ دل عاشق مین بدعتین / پاس ادب بتو نہین بیت الحرام کا

تیوری چڑھا کے مُنھ کو بنا کے نہ دو شراب / مشتاق مین ہون دست محبت کے جام کا

جب سے ہوا ہون زخمی تیغ فراق یار / دیکھا کبھی نہ زخم نے مُنھ التیام کا

میری طرح ہو وہ بھی کسی پر فریفتہ / طالب نہین ہون یار سے اور انتقام کا

وہ رشک ماہ آج مرے گھر ہی جلوہ گر / کیونکر نہ عرش پر ہو دماغ اپنے بام کا

زلفونکو اوسکی دیکھکے دل ہو گیا مقیم / ٹھہرا مسافر آکے ہوا وقت شام کا

ساقی کے جاتے ہی ہوئی برہم یہ بزم مے / شیشے کا ہی نشان پتا ہی نہ جام کا

اک وقت کھا کے کیون کرین وقت دگر کی فکر / جسنے دیا ہی صبح وہ رازق ہی شام کا

١٢ — باغ جنان کو جب سے کنارا کر گئے ادیب / عاشق نہین رہا کوئی حسن کلام کا — ٢٣

زار یہ عشق میان مین تن لاغر ہوگا / کمر یار سے کم بال برابر ہوگا

جو ترے دام مین اے زلف معنبر ہوگا / قید عالم سے وہ آزاد سراسر ہوگا

تیرہ بختون کی جو تقدیر کا اختر ہوگا / دیکھنا خال وہی روے زمین پر ہوگا

بن کے دُر تا کہ کرے حلقہ بگوشی تیری / بحر آب گہر اک قطرہ سمٹ کر ہوگا

جلوہ فرما کسی دن آکے جو ہوگا وہ مہر / گھر مرا منزل خورشید منور ہوگا

دھوم ہو جائیگی خورشید قیامت نکلا / وا جو زلفون سے ترا روے منور ہوگا

آتش عشق کے مضمون لکھے ہین خط مین / بے پر و بال مرا جل کے کبوتر ہوگا

جو قناعت کی گرہ باندھینگے مثل گوہر / آب و دانہ اونھین گھر بیٹھے میسر ہوگا

دیکھکر جب سے اوسے آیا ہی — اک تماشا ہی تماشائی کا

نہوا سنگ در یار نصیب — بخت خفتہ ہی جبین سائی کا

آئینہ ہاتھ سے چھٹتا ہی نہین — شوق ایسا ہی خود آرائی کا

تیری تصویر سے باتین کرکے — غم غلط کرتے ہین تنہائی کا

ضعف سے بیٹھکے ہم اوٹھ نسکے — نہ چلا زور توانائی کا

ہجر مین پھوٹکے روئین ایسا — نہین نام آنکھو نمین بینائی کا

ہی یہی درگہ خالق سے دعا — منھ نہ دیکھون شب تنہائی کا

١١ ننگ کو نام سمجھتے ہین ادیب — خوف کیا عشق مین رسوائی کا ٢١

جس سے کہ کچھ بھلا نہین ہوتا عوام کا — ای منعمو وہ مال نہین کوڑی کام کا

چسکا پڑے ذرا جو مئے لالہ فام کا — زاہد کو ہوش ہو نہ حلال و حرام کا

دل کیون نہ سیر سے ہو شگفتہ عوام کا — کوئے بتان نمونہ ہی دار السلام کا

ای دل صبا سے بڑھکے نہین ہی پیامبر — اوس گل سے قصد ہو جو پیام و سلام کا

چاہیے جو مجھکو اوسکے غلامو نکا ہون غلام — بندہ ہون دوستو مین محبت کے نام کا

سیر جہان سے سیر ہین ہم رند بادہ نوش — رتبہ ہی جام جم سے بلند اپنے جام کا

تم گنجفے مین دہر کے وہ شاہ حسن ہو — بندہ ہی آفتاب تمھارے غلام کا

درد تپ فراق سے وہ بیقرار ہون — دکھتا ہی مجھکو دیکھکے دل خاص و عام کا

ہم جان نثار فرط مسرت سے مر گئے — اوس ترک سے جو حکم سنا قتل عام کا

چار آنکھین جس سے ہو گئین مخمور ہو گیا — ساقی کی چشم مست مین عالم ہی جام کا

دلکو تپ فراق کا ہو خوف کسطرح — تعویذ ہی گلے مین مرے اونکے نام کا

غمِ ہجران نے کیا ہی یہ ضعیف و لاغر — تار ٹوٹا نہ کبھی آنسوؤن کے تارون کا

چاندنی کا نہ خدایا کہین ہو جاے خلل — دلِ زخمی کو تصور ہی جو مہ پارون کا

تیرِ مژگان کی خلش دلسے نجاے یارب — لطف دیتا ہی کھٹکنا ہی مجھے خارون کا

۱۰ — ۲۲

ای ادیب اوٹھ گئے اِس بزم سے جسدن سے صفیر
جلسہ بے لطف اوسی روز سے ہی یارون کا

دم لبون پر ہی تمنائی کا — آگہ ہی وقت مسیحائی کا

دیکھے عالم تری زیبائی کا — یہ نہین منھ ہی تماشائی کا

دہن تنگ کے کیا ہون اوصاف — ناطقہ بند ہی گویائی کا

سخت اندھیر مچا رکھا ہی — منھ ہو کالا شبِ تنہائی کا

زلف شبگون کا ہی سودا جب سے — شوق ہی بادیہ پیمائی کا

باتین کرتے ہین تصور سے ترے — ہم کو کیا خوف ہی تنہائی کا

قدِ بالا کا ہون جب سے شیدا — دل ہی گھر آفت بالائی کا

روز محشر سے کہین ہی بڑھکر — ایک اک دم شبِ تنہائی کا

کعبہ و دیر مین کیا ڈھونڈھین ہم — کیا ٹھکانا بتِ ہرجائی کا

یا الٰہی مین اوٹھاؤن کبتک — بارکوہِ غمِ تنہائی کا

اپنی بیتابی دلسے ہیہات — اوٹھ گیا پانون شکیبائی کا

آئینہ دیکھو تو باطل ہو ابھی — تم کو دعوا جو ہی یکتائی کا

ندیا صبر و خرد نے بھی ساتھ — دیکھو عالم مری تنہائی کا

مار گیسوے بتان کا چھونا — عاقلو کام ہی سودائی کا

بار سر سے جو سبکدوش ہوا ابھی تو کیا
بار احسان ہی گران بار ستمگارون کا

اپنے ہاتون سے گلا کاٹ کے مین قتل ہوا
دل کا دل ہی مین رہا شوق ستمگارون کا

نہین معلوم گزرتی ہی عدم مین کیونکر
حال آ کر نہ کسی نے بھی کہا یارون کا

آخرش پھوٹ کے سر قید مین مر جاتے ہین
دم جو گھُٹتا ہی بہت تازہ گرفتارون کا

نہین معلوم بتا اے فلکِ بانیِ ظلم
رشتۂ عمر بڑا کیون ہی ستمگارون کا

بیکسی کے بجز اپنا نہین کوئی یا رب
تیری رحمت ہی وسیلہ ہی گنہگارون کا

پی کے مَی سیر دو عالم کی کیا کرتے ہین
جام جم سے بھی بڑا جام ہی میخوارون کا

چھوڑ کر چلدیے سب اپنے پرائے افسوس
دیکھکر حال خراب آپ کے بیمارون کا

پانوٗن پر ساقیِ میکش کے گرے جھوم کے ہم
کام مستی مین ہوا ایک یہ ہُشیارون کا

کیا سنائی پڑے مرقد مین نکیرین کی بات
شور و غل کان مین ابتک ہی عزادارون کا

چشم جانان کا تصور دلِ بیمار کو ہی
سینۂ صاف شفاخانہ ہی بیمارون کا

شیخ صاحب نہ قریب آؤ اسی مین ہی خیر
دور ہی سے ہی سلام آپ کو میخوارون کا

رخِ گلرنگ سے اپنے جو اوٹھا دین وہ نقاب
رنگ پھیکا نظر آنے لگے گلزارون کا

شورِ محشر کے کھڑے کان ہون وہ مجنون ہون
غل جو سُن لے مری زنجیر کی جھنکارون کا

چشم میگون کا تصور مرے دلمین کیون ہی
خانۂ کعبہ مین کیا کام ہی مے خوارون کا

خواب غفلت نے کیا ہی ہمین ایسا مدہوش
شور و غل سنتے نہین کوچ کے نقارون کا

دل دکھانا نہین کچھ بات ہی انکے آگے
کعبہ ڈھانا تو ہی اک کھیل دل آزارون کا

آتش حسن سے اوس گل کے چمن گلخن ہی
خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہی انگارون کا

بیوفائی جسے کہتے ہین وہ اونکی ہی وفا
رحم بڑھکر ہی ستم سے بھی ستمگارون کا

وہ بادہ کش ہین کہ اک دم مین خم چڑھاتے ہین
وہ ہل گیا دل نازک کہ دوڑے آئے آپ
دن اور رات کے نالون سے ایسے ہین بیچین
وہ آئے گریہ کنان سوز دل کی تسکین کو
تمھارے کوچے کے ہم ای بتان آہو چشم
وہ بھس گیا جسے چشمان مست سے دیکھا
قدم کا نقش بنا ہی بگڑ کے نقش وجود
جو ہم سے پوچھیو تو اون آنکھونکا ہی کیا کہنا

ہماری بزم مین کیا کام مے کے پیالون کا
اثر حضور نے دیکھا ہمارے نالون کا
کہ دم ہی ناک مین ہے میرے محلے والون کا
سُنا جو پھوٹ کے رونا ہمارے چھالون کا
فقیر ہو گئے بستر ہی مرگچھالون کا
ہوا اشک آنکھون کے ڈورون پہ اونکے جالون کا
یہ دیکھ حال ہوا تیرے پایمالون کا
جنھین نظارہ میسر ہو خوش جمالون کا

٩

ادیب ایک سے ہی ایک دہر مین کامل
کوئی کسی سے نہ دعوا کرے کمالون کا

٣٢

عجز ہی ظلم سے بھی بڑھ کے ستمگارون کا
یار ہونے لگے بیڑا جو گنہگارون کا
ایک ہی دم مین کیا فیصلہ بیچارون کا
تونے پھندے مین تو پھانسا ہی مگر دھیان رہے
دانت کھٹے کیے خنجر کے وہ جانباز ہوئین
اونکے نیچے سے گزر جاے تو ہو جاے جنون
دیکھ ای ترک نشہ غصے مین چڑھانا ابرو
تندرستون مین کسی دن نہوا اوسکا شمار
ہچکیان لگ گئین مہمان ہین کوئی دم کے

سرنگون جان کے لینے کو ہی تلوارون کا
یا خدا جاے گزر گھاٹ ہو تلوارون کا
اونکے ابرو نے کیا کام دو تلوارون کا
بال بیکا نہوا اے زلف گرفتارون کا
سخت جانی سے ہی دم ناک مین تلوارون کا
بڑھکے سائے سے ہی سایہ تری دیوارون کا
ہم سے کھچنا نہین اچھا تری تلوارون کا
طرز نرگس مین ہی بیشک ترے بیمارون کا
اب دم آیا ہے لبون پر ترے بیمارون کا

لٹک کے دوش سے اولجھے ہین پانون سے جا کر
غضب کا طول ہی اوس بت کے سر کے بالون کا

جو پھینکے کاٹ کے اوس رشک ماہ نے ناخن
گمان صاف ہی ہر اک کو ہوا ہلالون کا

ہوا وہ شور کہ گونج اوٹھے گنبد گردان
بجا جو خلق مین ڈنکا ہمارے نالون کا

ہرا ہوا دلِ پرغم جو دیکھکر خط سبز
کہا ہر ایک نے یہ تعزیہ ہی ہالون کا

تمھارے گیسوئے پیچان کا عشق مشکل ہی
نہین شک اسمین کھلانا ہی سہل کالون کا

جو تھا فروغ پر اختر نصیب کا کچھ کچھ
ہمین نظارہ ہوا خال خال خالون کا

فراق یار مین یہ زور ناتوانی ہی
کہ ہونٹون تک بھی ہی آنا محال نالون کا

نہ کام آئے پیوست پھسل پڑین ناہد
اگر نظارہ ہوا اوس بت کے چکنے گالون کا

جو آبرو سے ملین بے کسیکی منت کے
ہی اون جنون مین مزہ موتی کے نوالون کا

پھنسا ہی شوق سے اسمین جھنت لٹ دھاری
فقیر چونٹی کا بھی بالکا ہی بالون کا

حباب دار رہے نیست بحر ہستی مین
مآل کار یہ تھا سر اوٹھانے والون کا

نہین ہی زیست کا حظ عمر جاودانی مین
خوشا نصیب ہی ای خضر مرنے والون کا

ہوے ہین کیون لب لعلین یار صم وبکم
مبارکی کا سبب بولنا ہی لالون کا

ہر ایک بات مین کرتے ہو لاجواب یہان
جواب حشر مین دینا مرے سوالون کا

سپر کو توڑ کے سینے کے پار صاف ہوا
تمھارے تیر مژہ مین ہی توڑ بھالون کا

وہ رشک گل جو چمن مین گیا پئے گلگشت
نہال باغ مین دل ہوگیا نہالون کا

شبِ وصال ہی آواز صور حشر مجھے
یہ شور و غل نہین مرغ سحر کے نالون کا

ہین اہل شوق کے یہ جمع مردم دیدہ
نہین ہجوم ہی رخ پر تمھارے خالون کا

ہو لطف تیری محبت کی راہ چلنے مین
خلش جو خار کی ہو ٹوٹنا ہو چھالون کا

مالداروں کو ہی لازم کہ کھلائیں کھائیں
جب نہ کام آئے توکس کام کا پیسا اون کا

لوگ کہنے لگے خورشید قیامت نکلا
رخ پُرنور جو ٹکڑے سے ہوا وا اون کا

کل نہ آئی کسی کروٹ یہ رہی بیتابی
دھیان سوتے میں ہمیں جب کبھی آیا اون کا

کوے قاتل میں نہ غیر آئیں ہمارے ہوتے
ورنہ خون ایک کرین گے ابھی اپنا اون کا

جنکے دلمیں ہی صنم نام خدا کا لب پر
قائل ای شیخ نہوگا کبھی بندا اون کا

دیکھتے ہیں رخ روشن کو جو چشم دل سے
خال رخسار تمہارا ہی سویدا اون کا

کیوں شب شل کہیں صفحۂ ہستی پر ہم
دست قدرت نے بنایا ہی جو پتلا اون کا

آگے ابرو کے ہمیں سینہ سپر رہتے ہیں
غیر ہوں سامنے دیکھیں تو کلیجا اون کا

جو کہ بیمار تپ ہجر ہیں ای رشک مسیح
کون ہی تیرے سوا پوچھنے والا اون کا

تیرے دیدار کا یہ شوق ہی مشتاقوں کو
بن گیا ہی ہمہ تن چشم سراپا اون کا

خار دیتا ہی بہت یاد جب آجاتا ہی
خندۂ گل کی روش ہمسے وہ ہنسنا اون کا

اور گلزار میں جام مئے گلگوں بیکر
فرط شادی سے وہ پھولے نسمانا اون کا

(۸)

ہم ہیں کمل ہی میں خوش اہل دول سے کیا کام
ای ادیبا ون کو مبارک ہو دوشالا اون کا

(۳۳)

خوشا وہ آنکھ جو منہ دیکھے خوش جمالوں کا
نہ ہے وہ سر جسے سودا ہوا اون کے بالوں کا

بڑھایا شوق ترے غم کے کھانیوالوں کا
کہ اک نوالہ کیا سیکڑوں نوالوں کا

ہمیں ہوا ہی جو سودا کسی کے بالوں کا
مدام قید ہی جنجال ہی وبالوں کا

زیادہ قرب جو ہی مشکبیز بالوں کا
سوگند فیض سے سونا ہوا ہی بالوں کا

سنیں جو شور مرے دردناک نالوں کا
تو پاش پاش کلیجا ہو سننے والوں کا

گور باطن کو نظر کیا پڑے جلوا اون کا
دیکھتا ہی او نہین ہر شی مین شناسا اون کا

خانۂ دل مین جو ہر سمت ہی جلوا اون کا
ہم کو گھر بیٹھے مُیَسَّر ہی تماشا اون کا

کہتے ہین سروِ روان جو قد بالا کو ترے
بول بالا کرے اللہ تعالےٰ اون کا

سارے عالم کے حسینون مین ہوئی یہ شہرت
گڑ گیا حسن کی اقلیم مین جھنڈا اون کا

عشق مین سیم تنون کے یہ ہوئی استغنا
مال کو مال سمجھتا نہین شیدا اون کا

ایسی حیرت ہو کہ سکتے مین ہون مثل تصویر
دیکھلین مانی و بہزاد جو نقشا اون کا

وہ بلا زلفین ہین جو دیکھے اوسے سودا ہو
تِنکے چُنّے لگے جس پر پڑے سایا اون کا

زاہدو آئے بتون مین نظر اک شان خدا
میری آنکھون سے اگر دیکھو تماشا اون کا

موے سر غیرت سنبل کفِ پا غیرت گل
رشک گلہاے گلستان ہی سراپا اون کا

تیری زلفین ہین وہ دلکش جو ہو ملنے کی امید
آپ کو بیچ کے ہم مول لین سودا اون کا

سامنے مُنھ نہ خجالت سے کرے ساری عمر
آئنہ دیکھے اگر روے مصفا اون کا

آنکھ عشاق کی جبدن سے لگی ہی تمسے
ہو گیا خواب اوسی روز سے سونا اون کا

لڑے ہر بات مین غیرونکی طرف سے ہم سے
آج وہ آئے تھے پہنے ہوئے جاما اون کا

رات دن بھیجتے ہین نامہ و قاصد عشاق
پھر نہ آئے خط جانان تو یہ لکھا اون کا

اختر خال کا ہی عشق جنھین مدِ نظر
آجکل خوب یہ چمکتا ہی ستارا اون کا

قلزم عشق مین کیونکر نہ لگائین غوطے
آشنا ہم ہین یم حسن ہی دریا اون کا

چشم دل سے جو تجھے دیکھتے ہین اے خوش چشم
مردم دیدۂ بینا ہی سُویدا اون کا

سارے عالم مین نہ کیون دھوم مچے نالونکی
بام پر عرش کے بجتا ہی جو ڈنکا اون کا

لبِ جان بخش سے اک دن تو دکھاؤ اعجاز
ایک مدت سے ہی بیمار مسیحا اون کا

تہ و بالا زمین و آسمان ہون — جو دل تڑپے تہِ مدفن کسی کا
دُکھانا لون سے دل اونکا تو بولے — عجب پُر درد ہی شیون کسی کا
جنون خیز اونکی جو زلفین نہوتین — نہوتا چاک پیراہن کسی کا
نمانو نگا تجھے ای دست وحشت — اگر ثابت رہا دامن کسی کا
گلِ داغِ جنون خندان ہین دائم — مگر ہی بیخزان گلشن کسی کا
دلِ پُر داغ مین آ کر وہ بولے — عجب دلچسپ ہی گلشن کسی کا
ہوا روشن کہ نکلا ماہِ تابان — جو رخ سے ہٹگیا دامن کسی کا
دمِ قتل اس خجالت سے ہون نادم — لہو مین بھر گیا دامن کسی کا
لحد مین سنکے جاگ اوٹھتے ہین مردے — صدائے صور ہی شیون کسی کا
ابھی دم بھر مین دریا موجزن ہو — نچوڑ اجائے جو دامن کسی کا
کہا سب نے کہ ہی فانوس مین شمع — جو دیکھا رخ تہِ دامن کسی کا
ہوا نظرون سے غائب دیکھتے ہی — چھلاوا تھا مگر جوبن کسی کا
سراپا بنگیا سرو چراغان — فروزان ہی یہ داغِ تن کسی کا
ٹپکتے ہین فرطِ غم سے آنسو — اگر سنتا ہون مین شیون کسی کا
اوڑینگی دھجیان جوشِ جنون مین — جو پونہچا ہاتھ تا دامن کسی کا
جنون مین خانۂ زنجیر ہی گھر — نہین اسکے سوا مسکن کسی کا
لباسِ ماتمی کیون تو نے پہنا — مگر ہی سوگ ای سوسن کسی کا

ادیب اک روز ہین سب مرنیوالے
کسی پر ہی عبث شیون کسی کا

شہرہ یہ حسینون مین ہوا عام کسی کا — لیتا نہین جز اوسکے کوئی نام کسی کا

نظارہ ہوا ہی جو لب بام کسی کا — گھر غم کا بنا ہی دل ناکام کسی کا

آتا ہی نہین چین کوئی دم کسی پہلو — جاتا ہی ترے جانے سے آرام کسی کا

بھایا نہ کوئی گل ہمین گلگشت چمن مین — آیا جو خیال رخ گلفام کسی کا

شک نوح کے طوفان کا ہوتا ہی ہر اک کو — روتا ہی اگر عاشق ناکام کسی کا

کس رتبہ ہی بے رحم مرا رشک مسیحا — سنتا نہین درد دل ناکام کسی کا

دروازے کو تکتے رہے تا صبح نسوئے — تھا آنے کا وعدہ جو سر شام کسی کا

یارب یہی امید ہی درگاہ سے تیری — دیکھون نہ مین درد دل ناکام کسی کا

آتے ہی سرور آنکھونین کی سیر دو عالم — کم جام جہان بین سے نہین جام کسی کا

دم بھر نہ ہوا صفحۂ خاطر سے کبھی محو — دل پر مرے لکھا ہی مگر نام کسی کا

آجانے سے اوس مہ کے یہ اوج ہو حاصل — باتین کرے گردون سے لب بام کسی کا

کچھ خوف نہین مجھکو تب ہجر کا اصلا — تعویذ ہی گردن مین مری نام کسی کا

اوس کوٹھے سے چڑھجانے سے جان آگئی تن مین — جان بخش ہی شاید کہ لب بام کسی کا

اللہ ری درازی کہ کمند اوسکو مین سمجھا — جوڑا جو کھلا آج لب بام کسی کا

وہ مست ہون ہر دم یہی منظور نظر ہی — آنکھون سے لگا لون جو ملے جام کسی کا

کیا کہنے کی حاجت ہی کہ اوس آینہ رو کو — آئینہ ہی حال دل ناکام کسی کا
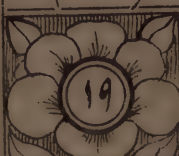
(٦) مدت مین کشش دلکی ادیب اپنے ہوئی ہی — روز آنے لگا ہی مجھے پیغام کسی کا (١٩)
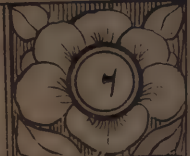
جو دیکھا جلوۂ پرفن کسی کا — ہوا دل وادی ایمن کسی کا

ہمارے نالون کا جھنڈا اگڑا ہی سارے عالم مین
زمانے مین بجا کرتا ہی ڈنکا اپنے شیون کا

خوشا قسمت کہ اک دریاے بے پایان کا قطرہ ہون
زہے طالع کہ مین ذرہ ہون اک خورشید روشن کا

کسی شی کی نہین پروا لباس اپنا ہی عریانی
یہ وہ جامہ ہی جس مین کچھ نہین ہی کام سوزن کا

اگر تیرے شہیدونکا نہین ہی سوگ ای گلرو
لباس ماتمی گلزار مین پھر کیون ہی سوسن کا

وہان بے نشان کی یاد مین دی جان ہی مینے
نشان ای دوستو ہرگز نرکھنا میرے مدفن کا

شعاع مہر کا عالم ہوا آنسو کے تارون پر
خیال آیا جو رونے مین کسی کے روے روشن کا

مثال زرد پھرتے ہین بساط دہر مین گھر گھر
پتا کیا پوچھتے ہو خانہ بربادون سے مسکن کا

اگر طغیانِ سیلاب اشک ایسی ہی زندان مین
عجب کیا ہی جو ہر دانہ گلے زنجیر آہن کا

ہوا ہون جامہ زیبون کی محبت مین نحیف ایسا
کہ ناکا شہر کا میرے لیے ناکا ہی سوزن کا

ہوا اک دم مین بیڑا پار ای قاتل عدم پونہچے
تری تیغ خمیدہ بن گئی پل آب آہن کا

کھڑے ہین طالب دیدار لاکھون ہین تمنا مین
ہٹی چہرہ سے زلف اونکی کھلے دروازہ گلشن کا

وہ لاغر ہون کہ اعدا بھی جگہ دیتے ہین آنکھون مین
بنا ہون خاکساری سے مین سرمہ چشم دشمن کا

ہمارے دست وحشت نے اوڑائین دھجیان میری
کہ ڈھونڈھے سے پتا ملتا نہین ہی جیب و دامن کا

وہ بدتقدیر ہین تشنہ رہے مقتل مین بھی جا کر
ہزار افسوس اچھو ہو گیا گھونٹ آب آہن کا

وہ قطرہ ہون کہ جسمین موجزن ہی بحر بے پایان
وہ ذرہ ہون کہ جو مشرق ہی مہر و ماہ روشن کا

نکیونکر اشک نکلین دھیان مین رو مخطط کے
خط عارض دھوان ہی آتش رخسار روشن کا

وہ صلح کل ہون آزردہ نہین رکھتا کسی کو مین
خیال ای دوستو یکسان ہی مجھکو دوست دشمن کا

٥

اگرچہ ہی فنون چند مین ماہر ادیب اچھا
مگر شکر خدا کرتا نہین دعوا کسی فن کا

١٧

جو ہی کام آج کرنے کا نچھوڑو اوسکو تم کل پر
بھروسا کچھ نہین ای غافلو اس زندگانی کا

ہماری جان لینے کو کہین ہی زہر سے بڑھکر
لب جان بخش گو چشمہ ہی آب زندگانی کا

نہین یہ تاب موسی کی جو دیکھین جلوہ رخ کو
عیان ہی مصحف عارض سے آیہ لن ترانی کا

ہوا ثابت کہ ہی مہر درخشان برج آبی مین
پڑا پانی مین جب عکس اوس رخ خورشید ثانی کا

گیا کوئی کوئی جاتا ہی کوئی جانے والا ہی
تماشا ہی یہی ہر روز اہل دار فانی کا

ہماری سخت جانی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی
دم آیا ناک مین قاتل کی تیغ اصفہانی کا

جو فرماتے ہو سب سچ ہی مگر ای حضرت ناصح
نہین کچھ سوجھتا اندھے ہین نشہ ہی جوانی کا

بھلا ہو موت کا ٹھہرا ہی آنا اونکا مرقد پر
نہ وہ تا زیست آئین گے برا ہو زندگانی کا

اوٹھا کرتا ہی درد ایسا کہ دل ہی بیٹھ جاتا ہی
خیال آتا ہی ہم کو جب تری اوٹھتی جوانی کا

رہے جو زندہ جاوید مثل خضر کیا حاصل
محبت مین تری مرنا مزہ ہی زندگانی کا

پڑے ہین پانون پر اوسکے اسی مین سربلندی ہی
قدم سے سر نہین اوٹھتا بھلا ہو ناتوانی کا

محبت مین لب جان بخش کے یہ سیر چشمی ہی
کہ مرکر بھی نہین طالب ہون آب زندگانی کا

۴ — ۲۳
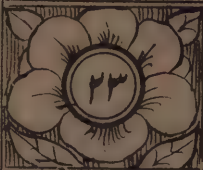
ادیب اونکے دہان تنگ کی جب سے صفت لکھی
زمانے مین ہوا شہرہ ہماری غیب دانی کا

گل فردوس بلبل ہی ترے عارض کے گلشن کا
چراغ طور پروانہ ہی شمع روے روشن کا

ہماری ناتوانی کے سبب یہ بوجھ ہی تن کا
کہ منکا اپنی گردن کا ہوا ہی سیکڑون من کا

چھپایا جب رخ پر نور فرط شرم سے اونسے
ہوا شک روے انور پر چراغ زیر دامن کا

تن خاکی کو اپنے ڈھیر مٹی کا سمجھتے ہین
رہا کرتا ہی ایسا ہمکو ہر دم دھیان مدفن کا

نگستان بنگیا ہی دل مرا داغون کی کثرت سے
کیا کرتا ہون مین گھر بیٹھکر نظارہ گلشن کا

تپ فرقت مین زور ایسا ہی اپنی ناتوانی کا
کہ آمد شد نفس کی ہوتی ہی باعث گرانی کا

دم گریہ نہ پوچھو حال اشکون کی روانی کا
جدھر دیکھوا ودھر عالم نظر آتا ہی پانی کا

یہ سیدھا راستہ بیشک ہی ملک جاودانی کا
عدم کا پل ہی خم قاتل کی تیغ اصفہانی کا

بگڑنے کو بنا یہ ہی نتیجہ زندگانی کا
تن خاکی بشر کا ہی گھروندا دار فانی کا

مرے ہر موے تن پر ہی شعاع مہر کا عالم
تصور جب سے ہی اک چہرۂ خورشید ثانی کا

بوڑھاپے مین تو ای پیر فلک یہ ظلم کرتا ہی
غضب ہوگا کہ جب ہوگا ترا عالم جوانی کا

نہو صحت مجھے ای ساقی ایسا سرخ بادہ ہو
جو بے تیرے پیون قطرہ شراب ارغوانی کا

مگر ہی دم بخود ساقی میکش کے تصور مین
کھلا اب حال ہم کو شیشے کی پنبہ دہانی کا

خوشامد سے بھی وہ روٹھتے ہین برہم کیا قیامت ہی
پڑا ہون پانوٴن پر لیکن ہی دھڑکا سرگرانی کا

اگر اپنے دل و جان کی عوض ملجائے سستی ہی
نپوچھو حال کچھ جنس محبت کی گرانی کا

رہ جور و ستم مین گرم رو رہتا ہی روز و شب
فلک پر شک نہو کس طرح کشتی دخانی کا

کیا تیغ تبسم سے جو ہمکو قتل قاتل نے
ہی عالم کھیت پر کشتون کے کشت زعفرانی کا

ہوا بحر غزل پر ہم کو بحر آب کا دھوکا
لکھا اشعار مین جب حال اشکونکی روانی کا

قدم رنجہ کیا مجھ ذرۂ بے قدر کے گھر پر
بیان کس منہ سے ہوا ی مہر تیری مہربانی کا

خیال آمد پیری سے ایسی چوکڑی بھولی
ہرن نشہ ہوا عین جوانی مین جوانی کا

خضر کو جاودانی عمر سے کیا زیست کی لذت
مزہ ہم مرنے والون کو ہی اپنی زندگانی کا

نہین آتے وہ آغوش تصور مین کسی صورت
نزاکت کو ملا جسدن سے عہدہ پاسبانی کا

تصور آتشین رخسار جانان کا ہی رونے مین
عجب یہ ساتھ دیکھا آج ہم نے آگ پانی کا

ہون پر جان کا آنا ہی جانا سیکڑون منزل
تری فرقت مین ہی یہ حال اپنی ناتوانی کا

فلک پر مہر تابان کھینچتا ہی جذبۂ دل سے
بڑھا یہ خاکساری کی بدولت رتبہ شبنم کا

ہمین انگارون کا اک ڈھیر ہر اک خرمن گل ہی
نہو دل خوش تو باب گلستان ہی در جہنم کا

دہان گور سے ہر وقت یہ آواز آتی ہی
یہی گوشہ ہی آخر کار مسکن سارے عالم کا

لبون پر دم ہی شوق دید مین پتھرا گئین آنکھین
ترا بیمار ہی مہمان ای عیسی کوئی دم کا

دم رقص ای پری کیون نیم بسمل اہل محفل ہین
اثر ہر تال مین معلوم ہوتا ہی ہمین سم کا

ابھی زاد سفر کی غافلو تدبیر لازم ہی
نہ کچھ بن آئیگا پایک قضا جسوقت آدھمکا

حباب آسا فلک معلوم ہونگے بحر عالم مین
اوٹھیگا جس گھڑی طوفان اپنی چشم پرنم کا

پیا اک گھونٹ جسنے پھر نہ مانگا حشر تک پانی
اثر ای قاتل عالم ہی آب تیغ مین سم کا

ہزارون عاشقون کے دلکو لٹکا لیتی ہی لٹ مین
یہ اک لٹکا ہی ادنی سا بتونکی زلف پرخم کا

ابھی تک ہفت قلزم موجزن ہین سارے عالم مین
گرا تھا قطرۂ اشک ایک میری چشم پرنم کا

عدو کے بھی ٹپک پڑتے ہین آنسو دیکھکر صورت
بنایا ہی فراق یار نے پتلا مجھے غم کا

ہوا اک دم مین بیڑا پار اوسکا بحر ہستی سے
جو اوترا گھاٹ ای قاتل تری تیغ قضا دم کا

کلیجا منہ کو آتا ہی خیال آتا ہی جب ای دل
وہ باہم یاد کرنا بعد مرگ احباب ہمدم کا

بہانا دانۂ گندم کا کر کے خلد سے نکلے
محبت سے تری آنا ہوا دنیا مین آدم کا

وہ ہین غم دوست اسیر بھی نہ حاصل ہو ذرا سیری
اگر ملجائے ہمکو یک بیک غم سارے عالم کا

مسخر سارے عالم کو کیا ہی جھک کے ملنے نے
قد پرخم مرا حلقہ بنا ہی جم کی خاتم کا

لبون پر جان آجاتی ہی جس دم یاد آتا ہی
اکیلا چھوڑ جانا قبر مین یاران ہمدم کا

٣

ہوے بے کھٹکے ہم کیسے ادیب اپنے گناہون سے
سنا غفار ہم نے نام جب خلاق عالم کا

٣٢

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مین خالق کی وہ مطلع پڑھون مین نور کا — جسکے جلوے سے ہو روشن رخ شب دیجور کا

وصف لکھنا اوسکے جلوے کا ہی منظور نظر — روشنائی مین ہو کاجل دود شمع طور کا

چشم بینا چاہیے روشن ہین سب کون و مکان — جسطرف دیکھو اودھر جلوہ ہی اوسکے نور کا

وصف لکھے ہین تجلی رخ پرنور کے — میرے خامے مین ہی عالم شاخ نخل طور کا

کیا کشاکش مین پڑا کہکر انا الحق آپ ہی آپ

دشمن جان ہو گیا لفظ انا منصور کا

نڈر عصیان سے ہین کھٹکا نہین نار جہنم کا — کہ آخر نام ہی غفار بھی خلاق عالم کا

تماشاگاہ عالم گھر بنا ہی عشرت و غم کا — کہین نغمہ ہی شادی کا کہین ہی شور ماتم کا

نہ ہے وہ سر کہ سودا جسمین ہو گیسوے پرخم کا — خوشا وہ خانۂ دل جو کہ مسکن ہو ترے غم کا

مگر گریان ہی گل کی خندۂ حسن دوروزہ پر — نہین بیوجہ باغ دہر مین رونا ہی شبنم کا

ہماری سخت جانی سے چلی مقتل مین تیز ایسی — کہ دم چڑھنے لگا قاتل کی شمشیر قضادم کا

ہم آب شرم عصیان سے بجھا کر خاک کردین گے — اگر تر دامنی ہی خوف کیا نار جہنم کا

تو اگر جلوہ فرما آپ ہو گا خانہ [illegible] مین — ستارہ خفتہ بختون کا جو اے خورشید رو چمکا

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

شیرین مقال و شیوا زبان نغز سنج و فصیح بیان سخنور لبیب جناب مولانا مولوی محمد رستم علیخان ادیب نے

دیوان مرغوب
۱۳۱۹ھ

دیوان ادیب

سخن خوب
۱۳۱۹ھ

بحفظ جملہ حقوق تصنیف و طبع بکمال حسن و خوبی حاجی محمد تیغ بہادر کے اہتمام

مطبع انوار محمدی واقع لکھنؤ میں چھپوایا

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

شیرین مقال و شیوا زبان بذلہ سنج و فصیح بیان سخنور لسن جناب مولانا مولوی محمد رستم علیخان ادیب نے

دیوان مرغوب
۱۳۱۹ھ

دیوان ادیب

سخن خوب
۱۳۱۹ھ

بحفظ جملہ حقوق تصنیف و طبع بکمال حسن و خوبی حاجی محمد تیغ بہادر کے اہتمام سے

مطبع انوار محمدی واقع لکھنؤ میں چھپوایا

Adīb, Rustam 'Alī Khān

Dīvān-i Adīb